جوش انتقام

یعنے

ایک بینظیر تاریخی ناول حسن اور جونا کا عشق عیسائیون کے
مظالم۔ زبطرہ کی تباہی خلیفہ معتصم باللہ عباسی کا جوش انتقام
اور فوجکشی سرحد شام و روم پر گھمسان کی لڑائیان

مصنفہ

جناب مولوی سید غضنفر علی صاحب نائب ریاست پریاوان

جو

سنہ ۱۹۰۲ع مین پیام یار کے ہمراہ شائع ہوا

قومی پریس لکھنؤ چوک مین چھپا

طبع ثانی ... جلد

قیمت فی جلد

آپکا کتب خانہ کیا اِن کتابوں سے خالی ہے؟

اگر خالی ہو تو بہت جلد منگوائیے ملک کی تعلیم اور ترقی کا ثبوت بس انھیں کتابوں سے آپکو مل سکتا ہے ملک کا سرمایۂ ناز یہی کتابیں ہیں ضرور طلب فرمائیے۔ محصول ڈاک و فیس منی آرڈر مندرجۂ ذیل قیمت کے

الفاروق حضرت عمر فاروق کی مفصل سوانحعمری اُنکے کارنامے اور عروج اسلام کی شان

الغزالی۔ امام محمد بن غزالی کی سوانحعمری علم کلام اور فن حدیث پر تفصیلی بحث اور فقہ پر رد

محاربات طرابلس۔ "دی ترکس ان ترپولی" مصنفہ مسٹر ہنٹ کا اُردو ترجمہ۔ قیمت۔

شباب لکھنؤ۔ سلطنت لکھنو کے عروج کے زمانہ کے چشم دید حالات ایک انگریز سیاح کے قلم سے

مشاعرۂ سخن۔ سخن مستند اور مشاہیر شعرائے ماضی و حال کی شاگردوں کی غزلوں پر اصلاحیں۔

- حاجی بغلول ۸/
- میٹھی چھری ۴/
- کایا پلٹ ۱/
- مار آستین ۱۰/
- پرتاب ۱۲/
- بنگالی دلھن ۱۲/
- خونی قسمت ۱۲/
- جوش خون ۴/
- معرکۂ فرانس ۸/
- میدان جنگ ۵/

پیامِ یار

(اُردو شاعری اور نظم کا اکیلا ہمدرد)

جذبات کا دریا خیالات کا چشمہ عشاق کا مقتل معشوقوں کی اداؤں کا البم یعنی وہ انوکھا صحیفہ سچا ساتھی جسکو ملک نے زبان اُردو کے حسن و خوبی پہچاننے کا حکمی پیمانہ تسلیم کر لیا ہے جسے پیام یار کہتے ہیں۔ قومی پریس چوک لکھنؤ سے ماہوار کتابی صورت میں نہایت حسن و خوبی سے شایع ہوتا ہے ۱۸۹۴ء سے ایک دلچسپ ناول بھی اسکے ساتھ شایع ہوتا ہے قیمت مع ناول علاوہ محصول ڈاک عالم سالانہ مع محصول رسالہ دو الیاس ماہ کا سے رکھے سالانہ مع محصول

المشتہر۔ ایڈیٹر پیام یار لکھنؤ

- محل خانۂ شاہی
- محبوب کربلا
- حجاج بن یوسف
- انقلاب سیاسی
- محبوبۂ شام
- مولانا عبد الله
- ابن الوقت
- زلیخا۔
- سیاحت زمین
- پیاری دنیا

گورا۔ رنڈاپے کے ہاتھوں شریف خاندانوں کی تباہی وید مقدس اور شرع شریف سے عقد بیوگان پر دلائل

حسن سرو۔ نہایت دلچسپ اچھوتا ناول ثریا نیوالا نتیجا اور دنیا ملمول تین حصوں میں۔ ۸/

نیل کا سانپ۔ کلیوپیٹرا اور انٹونی کی حسرت بھری داستان دلچسپ تاریخی ناول۔ ۹/

محسن پرست اُصول معاشرت کا آئینہ جذبات انسانی کا مدوجزر بوالہوس کا البم۔ ۶/

المشتہر۔ منیجر پیام یار بک ایجنسی لکھنؤ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پہلا باب

ظلم وسفاکی کا تازہ ثبوت

زبطرہ* سے پورے پانچ میل کے فاصلے پر گوشۂ شمال و مشرق مین جو وسیع دامن کوہ واقع ہی چونکہ اسکی ہموار سطح پر کئی چشمے چکر لگاتے ہوئے گذرے ہین اسلیئے نہایت سرسبز وشاداب ہی - یہان اکثر ہرنون کے گلّے جا بجا پھرتے نظر پڑتے ہین - کل تک یہ مرغزار انھین وحشی جانورون کا رمنہ تھا لیکن آج ایک بڑے لشکر کی چھاونی ہے - ہزارہا مختلف رنگ کے خیمے مسلسل نصب ہین وسط مین جو دو قطارین خیمون کی ہین - انمین ہر خیمہ خوشنما اور وسیع ہی - آفتاب طلوع ہو کر بلند ہوتا جاتا ہی اور اُسکی روشن کرنین زرّین کلسون پر برق آفرینیان کر رہی ہین - ابھی تک اِس لشکر مین بالکل سکون کی حالت تھی

* عربی مورخون کا قول ہی کہ زبطرہ جو سرحد شام و روم پر واقع ہی قدیم الایام مین ایک رومی قلعہ تھا جسے حبیب بن مسلمۃ الفہری نے اول اول مین فتح کیا لیکن خلیفہ ولید بن یزید اموی کے عہد مین روم نے اُسے تباہ و برباد کر دیا اور مسلمانون نے ایک غیر محکم طریقے پر اُسکی مرمت کرا کے پھر آباد کیا - بعد ازین جب بنی اُمیہ کے آخری خلیفہ مروان بن محمد کے عہد مین اسلامی دُنیا مین ایک قیامت خیز فتنہ اور تزلزل قائم تھا اسوقت مین رومیونکو باسانی موقع ملا اور اُنھون نے پھر زبطرہ پر حملہ کر کے اسے مسمار کر دیا اور ابو جعفر منصور عباسی نے رفع کیا مگر اسکے بعد بھی رومیون نے اُسے توڑ پھوڑ ڈالا اور ہارون رشید نے تیسری بار اُسے تعمیر کرایا اور اُسکی حفاظت کا معقول انتظام کیا چنانچہ مدت تک محفوظ رہا آخر مامون رشید کے زمانۂ خلافت مین بدقسمتی اور خرابی دوست زبطرہ پھر رومیون کے ہاتھ سے ویران ہوا اور مامون رشید کے خزانے سے بھی اُسکی تعمیر کی رقم بغیر نکلے نہ رہی مامون کے بعد جب معتصم باللہ کا عہد شروع ہوا تو رومیون نے یہ قوی حملہ جسکا ذکر ہم کر رہے ہین زبطرہ اور دیگر ممالک اسلامیہ پر کیا - فتوح البلدان بلاذری مطبوعہ لیدن صفحہ ۱۹۲

اور سونے طلا یہ کے سواروں کے جو دستہ دستہ پڑاؤ کے گرد و پیش ٹہل رہے تھے۔ تمام لشکر مین اور کوئی حرکت محسوس نہ ہوتی تھی مگر یکایک ایک بلند قامت جوان جسکا بیش بہا ملبوس بتا رہا تھا کہ مقرر کوئی معزز افسر ہے۔ باڈی گارڈ کے رسالے کے پرے سے اپنے تنومند گھوڑے کو ایڑ دیکر نکل آیا اور پرے کے بائین جانب سے دس سوار اپنے گھوڑے بڑھا کر اسکے قریب پہونچے۔ افسر نے نہایت مختصر لفظون مین ان سوارون سے رومی زبان مین کچھ کہا اور فوراً سوار اُسی جگہ سے منتشر ہوکر اِدھر اُدھر تیزی کے ساتھ جھپٹے۔ ان سوارون کو منتشر ہوئے پورا آدھ گھنٹہ بھی نہین ہوا تھا کہ تمام لشکر مین ایک غیر معمولی حرکت پیدا ہوئی ہر طرف سے ہتھیارون کی جھنکار سنائی دینے لگی اور نشانون کو جنبش ہوئی۔ راس و چپ سے سوارون کے غول آآکر وسط میدان مین جمع ہونے لگے اور جب تک ایک تعداد کثیر سوارون کی جو تقریباً دس ہزار سے کم نہ تھے اس جگہ پورے نہین ہولی بدستور آمد کا سلسلہ کامل دو گھنٹے تک قائم رہا۔ یہ سب سوار یہان پہونچکر ابھی دم بھی نہ لینے پائے تھے کہ لشکر کے مغربی حصے کیطرف سے ایک بلند نشان کا پھریرہ کھل کر ہوا مین لہرانے لگا اور چشم زدن مین یہ سریع السیر نشان قریب پہونچا۔ اب معلوم ہوا کہ پرنس میکایل اس نشان کے سایہ مین معہ چند سوارون کے جنگی وردیان خصوصیت کے تمغون سے آراستہ ہین آرہا ہے۔ جسوقت پرنس فوج کے برابر پہونچا۔ دس ہزار رومی سوارون نے اُسکے نشان پر مقدس صلیب کی زیارت کی پھر سب نے ایک ساتھ پرجوش نعرے بلند کئے اور اپنے نشانون کو جھکا کر سجود کا اشارہ کیا۔

میکایل یہان پہونچکر ٹھہر گیا اور اپنے قریب کے ایک افسر سے کہنے لگا "ہماری رائے تھی کہ پچھلی رات سے فوج تیار ہو رہتی۔ دیکھا نہ آخر دیر ہو گئی۔ اور آفتاب کی تمازت محسوس ہونے لگی"۔

افسر "حضور کی تجویز نہایت مناسب تھی اور یہی ہونا چاہئے تھا۔ لیکن ان دسلسلہ کوہ کیطرف اشارہ کرکے) دشوار گذار اور تنگ گھاٹیون سے گذرتے گذرتے رات کو قریب نو بجے کے فوج پڑاؤ پر پہونچی۔ اور نہایت خستہ تھی اس خیال سے تو بظاہر اچھا ہوا کہ اتفاقیہ تیاری مین تاخیر ہو گئی"۔

میکایل "نہین نہین ہم کل سرشام یہان پہونچے ہین۔ اور ہمسے پیشتر بہت سی فوج

آ کر اُتر چکی تھی۔ شاہی خیمے تمام نصب کئے جا چکے تھے۔"

افسر:"یہ ٹھیک ہے مین بھی ۶ بجے کے قریب یہان پہونچگیا تھا۔ گر محض اپنی تیزروی کی وجہ سے میرے رسالے کے صرف ۱۲ سوار میرا ساتھ دے سکے باقی آٹھ بجے پہونچے مجھے جائزہ لیتے لیتے ۹ بجگئے تھے اور اُس وقت تک معلوم ہوتا تھا کہ آمد فوج کا سلسلہ جاری ہے۔"

میکائیل:"خیر کچھ مضائقہ نہین۔ یہ سامنے زبطرہ ہے اب باگ اُٹھائے ہوئے پہونچتے ہین اور یہ معلوم ہی ہے کہ وہان کوئی مقابلہ کرنے والا نہین ہے۔ پہلے سفاک مامون رشید کے عہد مین یہان ایک ہوشیار سپہ سالار کی کمان مین چیدہ چیدہ سپاہیون کی مختصر فوج رہتی تھی۔ اب سنا ہے کہ بغداد کے بادشاہ حال نے جو معتصم کے نام سے مشہور ہے سرحدی قلعون کی فوجین بابک کے مقابلہ مین بھیجدی ہین۔ اب زبطرہ ملطیہ۔ انونہ وغیرہ سب سرحدی مقامات خالی ہین۔"

افسر:"کیا یہ خبر صحیح ذریعون سے معلوم ہوچکی ہے کہ یہ سرحدی مقامات خالی ہین؟"

میکائیل:"صحیح ذریعون سے معلوم ہوتا کیا معنی۔ ہمنے قسطنطنیہ سے جنبش ہی نہین کی جب تک یہ معلوم نہین ہو لیا۔ بابک کا ایلچی جو آیا تھا اُسنے ظاہر کیا اور خود بابک نے بھی لکھا تھا کہ سرحدی فوجین ایک طرف معتصم نے اپنے درزی اور باورچی تک کو بابک کی مہم پر بھیجدیا ہے۔ اب خود بغداد مین بھی معمولی فوج نہین ہے۔"

بابک خرمی ایک چالاک اور ملحد آدمی تھا ۲۰۱ھ مین اُسنے اپنے الحاد اور افساد کو ظاہر کیا۔ ولایت آذربیجان اور بیلقان وغیرہ مین اُسکے سبب سے فتنہ عظیم برپا ہوگیا چونکہ دینی اور مذہبی سیاست کی اُسنے بالکل قید اٹھا دی تھی اسلیے ہزارہا حریص اور عیش پسند لوگ اُسکے ساتھ ہو گئے۔ مامون نے کئی بار اُسکی سرکوبی کیلئے فوجین بھیجین لیکن ہر دفعہ ناکامیابی اور شکست نصیب ہوئی ۲۲۰ھ مین معتصم نے حیدر بن کاؤس سپہ سالار کو جسکا لقب افشین تھا بابک کی گوشمالی پر متعین کیا افشین نے دو سال کی سخت جنگ و جدل کے بعد بمشکل ۲۲۳ھ مین بابک کو گرفتار کیا۔ اور وہ بغداد مین معتصم کے حکم سے بڑی ذلت سے قتل کیا گیا۔ علامہ طبری لکھتے ہین کہ تقریباً بیس سال تک بابک نے فتنہ و فساد قائم رکھا اس مدت مین (۲۵۵۵۰۰) آدمیونکو اُسنے قتل کیا اور دوار خلافت کے بڑے بڑے سپہ سالارونکو مغلوب کیا۔ بابک کی گرفتاری پر (۷۶۰۰) مسلمان عورتین اور بچے جو اُسکی قید مین تھے رہا کئے گئے۔

افسر:۔ "اس صورت مین تو بظاہر مقابلہ بہت ہی آسان معلوم ہوتا ہی اگر باشندگان زبطرہ نے تلوار نہ اٹھائی تو فتح مین کچھ دیر ہی نہ ہوگی۔ مگر ۔۔۔ مجھے یہ تیسرا موقع مسلمانون سے مقابلے کا ہے جہانتک میرا تجربہ ہے مین کہہ سکتا ہون کہ بجائے خود ہر مسلمان ایک نڈر سپاہی ہوتا ہی عام اس سے کہ فوجی ہو یا رعایا۔ وظیفہ خوار شاہی ہو یا تاجر کاشتکار۔ اُنکے غلام اُسی جوش محبت کے ساتھ اپنے آقا کی حمایت کرتے ہین جس طرح سعادتمند بیٹا باپ کے آڑے آتا ہے اور آقا غلامون کی اسی صورت سے حفاظت کرتے ہین جیسے اپنے پیارے بیٹے کی باپ نگہبانی کرتا ہے"۔

میکائل:۔ "یہ سب کچھ صحیح ہے اور اگر ایسا نہوتا تو آج اسلام تمام ممالک و مذاہب پر غالب ہی کیون ہوتا۔ لیکن تم سمجھ سکتے ہو کہ بے سروسامان رعایا ایک عظیم الشان شاہی فوج کے ناگہانی حملے کو کہانتک روک سکتی ہے اول تو یقین ہے کہ زبطرہ والے ہماری فوج کی کثرت دیکھکر دم ہی نہ مارینگے۔ اور اپنی جان و مال کو ہمارے سپرد کردینگے اور بفرض اگر اُنھون نے کچھ حرکت بسملانہ کی بھی تو پہلی ہی یورش مین اُن کے جسم و جان کا فیصلہ ہوجائے گا"۔

افسر:۔ "اچھا تو اب دیر کا موقع نہین۔ دن کا ایک چوتھائی حصہ ختم ہوچکا ہے"۔

میکائل نے اس تقریر کے ختم ہونے پر اپنے گھوڑے کو ایڑ بتائی اور اس کے ساتھ ہی سب نے باگین سنبھال لین وہ مقدس نشان جسپر ہولی کراس نصب تھی آگے بڑھایا گیا اور فوج آہستہ آہستہ بڑھ چلی چونکہ افسران فوج اچھی طرح سے واقف ہوگئے تھے کہ زبطرہ کا فتح کرلینا کوئی بڑی بات نہین اسلئے فتحیابی کے ولولے نے بتدریج اُنکی رفتار کو تیز کردیا تھا۔ راستہ نہایت ہموار اور وسیع تھا اس سے فوج کی گرم روی نے صفونکے سلسلے مین کوئی فرق نہین ڈالا۔ افسوس ہی کہ زبطرہ والون کو اس آفت ناگہانی

ص آخرین معتصم نے فوج اور خزانہ دیکر جعفر بن دینار دنحیاط اور ایتاخ ایک ترکی افسر کو بمقابلہ بابک افشین کی مدد کیلئے بھیجا تھا۔ اسوقت بابک کی قوت ضعیف ہوچلی تھی اور حیلے ڈھونڈھتا تھا اسنے اُنہین وافسرونکی نسبت قیصر روم کو یہ لکھا کہ بادشاہ عرب نے اپنا باورچی اور درزی تک میرے مقابلے مین بھیجدیا ہی۔ اب دارالخلافت مین کوئی باقی نہین ہی۔ اگر تم اسوقت چوکے تو کبھی پھر ایسا موقع نہ ملیگا۔ بابک یہ کہتا تھا کہ قیصر کچھ ہاتھ پاؤن ہلائے تو شاید میری جان بچ جائے مگر معتصم کے اقبال نے دونون کو پامال کیا۔

کی اسوقت خبر ہوپہنچی جبکہ رومی فوج کی غضبناک نگاہین زبطرہ کی شکستہ اور
بوسیدہ دیوار دن تک ہوپنچ چکی تھین اسوقت قلعے کا دروازہ اسی طرح بند کیا گیا جسطرح
ذبح کے وقت کسی اجل گرفتہ کی آنکھونپر پٹی باندھ دیتے ہین ۔ادھر اہل قلعہ کے چہرونکا
رنگ نشانون کے پھریرون کی طرح اُڑنے لگا اور ادھر بلند رومی نشان قلعہ کے محاذی
نصب کیا گیا ۔اور چشم زدن مین ہر سمت سے قلعہ محاصرے مین آگیا ۔ رومیون نے یہان
ہونچکر محاصرے کے بعد سب سے پہلے جو کام کیا وہ یہ تھا کہ زراعت پیشہ مسلمان جو حصار
سے باہر ہونے کی وجہ سے بے کاوش و کوشش گرفتار ہوئے تھے صفون سے
باہر کھینچکر بڑی بے رحمی سے ذبح کیے گئے مگر رومیون کی یہ بڑی غلطی تھی کیونکہ لطف
تو جب تھا کہ اس مصیبتناک سین کے دیکھنے والے قلعے کے برجون پر
موجود ہوتے اور اس عبرت خیز منظر کو دیکھکر مقتولون کے جسمون کی طرح اُن کے دل
تھر تھرا جاتے وہان تو یہ کیفیت تھی کہ قلعہ فوج شاہی سے بالکل خالی تھا ۔صرف
ایک سردار اسحٰق بطور شحنہ یا کوتوال کے جو رعایا کی معمولی پاسبانی کے لیے متعین تھا
مع دو سو سوارونکے قلعے مین موجود تھا ۔اگر یہ نہوتا تو غالبا وہ ٹوٹا پھوٹا دروازہ بند کرنیوالا
بھی کوئی نہ ہوتا ۔اسحٰق نے یہ حال دیکھکر اول اپنے ہوش و حواس کی حفاظت کی
اور پھر دلیرانہ لہجے مین اپنے سپاہیون سے مخاطب ہو کر کہا تم خوب جانتے ہو کہ
خلیفۃ المسلمین نے تمکو اپنے قابل قدر رعایا کی حفاظت کا ذمہ دار قرار دیا ہے ۔گو یون بھی
بجاے خود تمہارے غرض تھا کہ اپنے مسلمان بھائیون کو اپنی جان کیطرح عزیز رکھو ۔مگر اب
دوسرا فرض بھی اُسکا موئد ہو گیا دیکھو مین اپنے فرائض منصبی کی بجا آوری کیلئے اسوقت
بھی اسی طرح ثابت قدم اور مستعد ہون کہ جسطرح خلیفۃ المسلمین کے بیشمار لشکر مین شامل
ہو کر دشمنون کے مقابلے کے لیے تیار رہوتا ۔مین اپنی آنکھونسے یہ ہرگز نہین دیکھ سکتا کہ ایک
مسلمان غلام قتل ہو اگرچہ وہ خاص قیصر روم ہی کے ہاتھ سے کیون نہ شہید کیا جائے
یا کسی ایک پاکدامن مسلمان بی بی کی کنیز قید کیجائے ۔مین تمپر جبر نہین کرتا کہ میرے
ساتھ تم بھی موت کے موجزن سمندر مین کود پڑو ۔بلکہ میرا مقصود یہ ہے کہ شاید اس
نازک اور مرد آزما وقت کی ہول اور وحشت نے اگر تمکو وہ باتین بھلا دی ہون جنکا
یاد رکھنا ایک مسلمان کے لیے ضروری ہو تو تمہین یاد دلا دون ۔ یہ دلیر ابھی چاہتا تھا کہ

تقریر کو اور واضح لفظون مین ادا کرے لیکن اللہ اکبر کے ایک پرجوش نعرے نے اس کو قطعاً سکوت کی ہدایت کی۔ یہ سکوت اس بہادر کے لیے غضب کا سامنا تھا۔ خاموش ہوتے ہی رومی خونریز فوج کی طرح مہیب خیالات نے اسکے دل و دماغ پر یورش کی اور وہ اپنے دل ہی دلمین کچھ غور کرنے لگا۔ وہ خیال کرتا تھا کہ ان دس ہزار سوارونکے مقابلے مین وہ اور اسکے دو سو ہمراہی کہانتک اپنی ہمت اور شجاعت کے جوہر دکھانے کا موقع پا سکتے ہین وہ اپنے خیر تمند جوانون کے بشاش چہرون کو حسرت کی نظرت دیکھکر کہتا تھا کیون اسحق یہ قوم کے فدائی شیر دل جوان کیا تیرے نزدیک اس حدتک ضائع کرنیکے مستحق ہین کہ ان کے پاک جسم دس ہزار تبس تلوارون کی نذ ہوکر جائین اور پارہ پارہ ہوکر خاک مین ملین۔ نہین نہین مجھے اس خوشنما مرقع کا شیرازہ توڑ کر ذرا آگ مین جھونک دینے سے ذرا تامل کرنا چاہئیے۔ اسحق نے اس خیال کے ذہن مین آتے ہی اپنے دل مین ایک مستقل رائے قائم کر لی۔ اور ایک کار آزمودہ سوار کو اشارہ سے اپنے قریب بلاکر آہستہ آہستہ اس کو کچھ سمجھایا۔ سوار بغور سنتا رہا اور تقریر تمام ہونے پر اسحق سے مصافحہ کرکے قلعے کے دروازے سے باہر نکل گیا رومی فوج نے اُسے تنہا آتے دیکھکر خیال کیا کہ ضرور کچھ پیام لایا ہے۔ اس لیے کسی نے اسپر حملے کا قصد نہین کیا۔ سوار نے قریب پہونچکر رومی زبان مین باواز بلند کہا کہ تمہارے افسر کے پاس مین اپنے سردار کا ایک پیام لایا ہون۔ تھوڑی دیر تک اس کو کچھ جواب نہ ملا مگر بالآخر پانچ سوار صفین چیر کر اسکے پاس آئے اور اپنے ساتھ لیکر میکائیل کے حضور مین پیش کیا۔

میکائیل (مسلمان سوار سے) تجھے کس ضرورت نے مجبور کیا کہ سب سے پہلے اپنے نجس خون سے زمین کو ناپاک کرنے پر آمادہ ہوا"

مسلمان سوار "ہمارے سردار اسحق نے آپ سے درخواست کی ہے کہ اگر آپ اس شرط پر کہ ہم قلعہ مع اس نقد و جنس کے جو اسمین ہے آپ کے حوالے کر دین ہمسے صلح کر لین اور اجازت دیدین کہ ہم سب مسلمانون کو اپنے ساتھ لیکر عراق کی طرف چلے جائین۔ تو غالباً قانون سیاست کے خلاف نہ ہوگا۔ اور اگر یہ منظور نہ ہو تو ہم رضامند ہین کہ جسقدر وظیفہ خوار شاہی قلعے مین ہین سب اپنا جان و مال آپ کے سامنے پیش کرین اور پھر

آپ کو اختیار حاصل ہو گا جو چاہیے وہ ہمارے حق مین تجویز کیجئے۔ مگر مسلمان رعایا کی جانب تلف نہ کیجائیں اور آبرو قائم رکھنے کا لحاظ کیا جائے۔ چونکہ اکثر غلبے کی حالت مین آپ کی جانب سے بارہا ایسی درخواستین منظور کر لی ہین۔ یقین ہے کہ اول تو آپ کو ان دونون شقون کے قبول کرنے مین تامل نہو گا۔ اور نہین تو دوسری شق تو ہر طرح قابل پذیرائی ہے۔

میکائیل "بیشک تمہاری درخواست اور التجا منظوری کے لائق تھی مگر اُسی حالتمین جبکہ ہم بھی تمہاری طرح غارتگر اور زرپرست ہوتے۔ لیکن جبکہ ہمارا اصلی مقصود یہ ہے کہ سرزمین کو موحدبے دینون کے وجود سے پاک کرین۔ تو ہمارے پاس تمہاری درخواست کا جواب بجز تلوار کے اور کچھ نہین ہے"۔

مسلمان سوار یہ صاف جواب سُنکر رخصت ہوا اور رومی فوج کے سوار ونکے پرونکو ترچھی نظر سے دیکھتا ہوا قلعے کی طرف بڑھا۔ قریب تھا کہ یہ سوار دروازے پر پہونچکر اپنی آمد کی اطلاع دے۔ یکایک رومی صفون سے پیاپے تیر چلنا شروع ہو گئے۔ اور کئی تیر اس جوان کے شانون مین ترازو ہو کر رہ گئے مگر اُسنے اپنے گھوڑے کو نہایت تیزی کے ساتھ در قلعہ پر پہونچایا۔ فوراً دروازہ کھولا گیا اور اُس نے اندر پہونچکر اول اسحٰق سے پورا واقعہ بیان کیا پھر زخمون سے تیرون کو کھینچکر پھینکدیا۔ اسوقت اسحٰق عجوب مصیبت مین گھرا تھا۔ اہل زبطرہ اسکے گرد جمع تھے اور ان کی دردناک صدائین اور مایوسانہ کلمات دل و جگر پر نوک نشتر کا کام کر رہے تھے عصمت و عفت کی مجسم تصوئین یعنے مسلمان بیبیان اپنے پیارے بچون کو لمبی لمبی چادرون مین چھپائے ہوئے اسحٰق کو بیقرار ہو کر پکارتی تھین۔ اسحٰق اگر اس وقت مافوق طاقت ضبط سے کام لیتا تھا پھر بھی ان کی بدحواسی اور بیقراری دیکھکر اُسکی آنکھون مین آنسو بھر بھر آتے تھے اسحٰق پر سکوت کا عالم طاری تھا اور وہ غالبا محض اسی نظر سے کہ کہین اُسکے آنسوؤن نے ڈبڈبائی ہوئی آنکھین دیکھکر مصیبت زدہ گروہ بالکل بے حال نہو جائے کسی طرف نگاہ اُٹھاکر نہین دیکھتا تھا۔ اسی حالت مین جبکہ اسے خیال آیا کہ ایسا نہو رومی فوج بڑھکر یورش کر دے اور یہان گلی اور کوچون مین قتل ہونا میری شجاعت کے دامن پر بدنما دھبا لگائے۔ اُسنے یکایک نظر اٹھاکر چارونطرف دیکھا اور نہایت متین اور پرامید

لفظون مین سبکو اپنے اپنے گروہون مین جاکر بیٹھنے کا حکم دیا اور ہدایت کی کہ
اگر انسے رومی فوج کا مقابلہ ہو تو کوئی شخص تلوار نہ اُٹھائے اور اسی وقت سے ہر شخص
کو اپنے مال و زر کی حفاظت سے دست بردار ہو جانا چاہئیے پھر اسحاق نے ہاتھ سے
قلعے کا دروازہ کھولنے کا اشارہ کیا اور حسبنا اللہ کہکر قلعے سے باہر آگیا اس کے ساتھ
اب ۳۵۰ سوار جو قلعے سے نکل کر دس ہزار رومی فوج کو حمیت اور شجاعت کا سبق
دینے آئے ہین اسمین ۱۵۰ از بطرہ کے معزز باشندے اور باقی اسحق کے ہمراہی ہین اسحق
ہنوز وسط میدان ہی مین پہونچنے پایا تھا کہ رومی سوارونکی صفوںمین تلوارونکے
پھل جھلملانے لگے اور نیزون کی سنانین جو سوارونکے سرون سے کئی ہاتھ بلند ہو کر آفتاب
کی شعاعونکے جال مین سیکڑون مچھلیون کی طرح تڑپ رہی تھین گھوڑونکی پیشانیونکے
مقابل چمکنے لگین - انداز معلوم ہوتا تھا کہ رومی فوج کو اظہار تمکین و جلال کی فکر ہے
لیکن اسحق اپنے سرفروش بہادرونکو لیکر وسط لشکر پر یون بجلی کی طرح گرا کہ نمائش
رعب و داب کا موقع رومی فوج کے ہاتھ سے جاتا رہا اور اب اُنکو نہایت غیر منضبط طریقے
سے اس پرجوش حملے کا مقابلہ کرنا پڑا مسلمان سوارون کے نیزے اپنا کام کر گئے اور
اس وار مین جواب ترکی بترکی دینے سے رومی سپاہی قاصر رہے - اب بجز تلوار کے اور
کوئی چیز بکار آمد نہ تھی - رومی فوج بڑی سرگرمی کے ساتھ صفون مین در آنے سے
مسلمان سوارون کو روک رہی تھی - لیکن یہ ہر وار مین دو قدم آگے بڑھ جاتے تھے
رومیون سے بڑی غلطی ہوئی کہ انھون نے اس مختصر جمعیت کے ہر چہار سمت سے گھیر لینے
کی فکر کو مقدم رکھا اور جو یکسان کوشش ان کی پیش قدمی کے روکنے مین کیجا رہی تھی
سمت پر بٹ گئی مسلمانون کو اول تو اسکی کچھ پروا نہ تھی کہ وہ بیچ مین گھر نہ جائین دوسرے
اس کارروائی سے اُنکو آگاہ ہونے کا موقع بھی نہین ملا - وہ ہر بار اپنے آگے بڑھ جانے
کی کوشش مین چونکہ کامیاب ہو جاتے تھے اس لیے اُنکے دل بڑھ گئے تھے -
اور اُن کی خون مین ڈوبی ہوئی تلوارین بہت جلد جلد بلند ہو ہو کر گر رہی تھین
مسلمان جس جوش اور اطمینان کے ساتھ لڑ رہے تھے - اس سے معلوم ہوتا تھا کہ گویا
اُنکو اپنی فتحیابی پر پورا بھروسہ ہے - اور یہ وہ شکستہ دل نہین ہین جو قلعے سے پھر اسمین
واپس جانے کی اُمید کو قطع کر کے نکلے ہین - مگر یہ کوشش اور کاوش مسلمانون کیطرف سے

کامیابی کے ساتھ قائم ہی اور خزان رسیدہ پتیون کی طرح زخمی سوار گھوڑون سے گرتے
رہے۔ اگر اور تھوڑی دیر تک یہی حالت قائم رہتی تو یقین تھا کہ رومیون کا مقدس نشان
ضرور مسلمانون کے ہاتھ مین ہوتا گو اُسکے بعد فوراً چھین لیا جاتا۔ مگر اب رومی فوج نے
چارون طرف سے ان کو گھیر لیا تھا۔ کم وبیش نصف سے زیادہ مسلمان کام آ چکے
تھے باقی زخمی ہونے کی وجہ سے اپنے دلی جوش کے موافق قوت کو کام مین لانے
سے مجبور ہوگئے تھے۔ اُن کے مجروح دست بازو تازہ دم رومیون کے ہر چہار سمت کے
حملہ کا جواب نہ دے سکے۔ اور بہت جلد اسحٰق کے زخمی ہوکر گرنے سے اس پرجوش
لڑائی کا خاتمہ ہوگیا۔ رومی فوج مقتول سپاہیون کو معرکے مین تڑپتا ہوا چھوڑ کر زبطرہ پر
صاعقہ بار بادلون کی طرح چڑھ آئی۔ دروازہ بہت آسانی سے توڑ ڈالا گیا اور رومیون کی
دن بھر دھوپ مین تپی ہوئی تلوارون نے بیگناہ مسلمانون کے خون مین نہانا شروع
کیا۔ بدنصیب عورتین گرفتار کیجاتی تھین۔ افسوس ہو کہ وہ مرنا چاہتی تھین اور اُنکی
دلی خواہش تھی کہ قتل ہوکر اس بدتر از مرگ زندگی سے نجات پائین لیکن رومی فوج
چونکہ ان غمزدہ قیدیون کو نشانات فتمندی سمجھکر قائم رکھنا چاہتی تھی اسلیے اُنکے قتل
سے دستکش تھی۔ ایک طرف مقتولونکے سر وگردن سے خون کے فوارے اڑ رہے تھے اور
دوسری طرف ستمکش قیدیون کے آنکھون سے مسلسل آنسوؤن کی نہرین جاری تھین
باوجودیکہ اسوقت رومیون کے مقابلے مین مرحوم اسحٰق کی ہدایت کے موافق کسی مسلمان
نے تلوار نہین کھینچی اور نہ مال ومتاع کے لوٹنے مین کچھ تعرض کیا مگر خدا جانے رومی
سپاہیون کے سر پر کیا جن سوار تھا کہ دیوانے کتون کی طرح زبطرہ کے ہر گلی کوچے مین چکر
لگا رہے تھے اور جو اُنکے سامنے پڑتا تھا اُسکو پھاڑ کھاتے تھے۔ خوف خدا تو نہین دلو نہین
اپنا قابل تحسین اثر پیدا کرتا ہو جو قانون الٰہی کی پابندی کے عادی ہوتے ہین۔ مگر ہوقت
انھون نے مسلمانون کے اس انتقام کشی کے ہولناک واقعات کو بھی دل سے بھلا دیا
تھا جو چند مرتبہ سرزمین روم کو ہلا چکے تھے۔ شام تک علی الاتصال قتل ہوتے ہوتے
اب کوئی ایک بھی باشندگان زبطرہ مین سے باقی نہین رہا تھا کہ رومی تلوارین اس
کا خون بہاکر سرخروئی حاصل کرین اس لیے بہ مجبوری سفاک سپاہیون نے
قتل وغارت سے ہاتھ اٹھایا اور قیدیون کو کشان کشان لاکر مقدس نشان کے

قریب جنگی پہرے مین بٹھا دیا۔ افسران فوج پہلے سے یہان جمع ہو گئے تھے۔ آفتاب کے غروب ہونے ہوتے فوج کا ایک بڑا حصہ بھی پہونچ گیا چونکہ ابتداء وقت جنگ سے اسوقت تک تیز رو سوارون کے ذریعے سے لڑائی اور قتل وغارت کی خبرین چھاؤنی مین برابر پہونچ رہی تھین۔ اسلئے تھیوفلس قیصر روم نے آخر مین حکم دیا تھا کہ آج تمام شب فوج زبطرہ مین قیام کرے اور علی الصباح ہم بذات خاص وہان ہوکر گذشتہ واقعے کے آثار ملاحظہ کرین گے۔ اسلئے دن بھر کے تھکے ماندے سوار جابجا کھلے اور کشادہ رستون پر گھوڑون پر سے کود پڑے۔ کچھ حصہ رات کا فاتح فوج کو کھانے پینے کے انتظام مین صرف کرنا پڑا اور اسکے بعد فتحمندی کے خمار اور نیند کے دفور نے اُن کی خونخوار آنکھون پر قبضہ کر لیا۔ جو حصہ فوج کا مقدس ایشیا کے گرد اترا تھا اُسمین سے افسران فوج نے اگرچہ اب اسکی ضرورت نہ تھی مگر معمولاً پہرے اور طلایہ کا انتظام کیا۔ اور میکایل چند افسرون کے ساتھ اُسکے قریب ایک سنگین اور مرتفع مکان مین جو قرینے سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ مرحوم اسحٰق کی بود وباش کا مقام ہے جاکر فروکش ہوا اور اس تازہ واقعۂ فتح کے متعلق باہم گفتگو ہونے لگی۔

میکایل (حاضرین سے مخاطب ہوکر) "آج کا واقعہ بھی اپنے عجیب وغریب حالات کے اعتبار سے بہت یاد رہے گا۔ مسلمانون کا اس مختصر جمعیت پر یون جان پر کھیل جانا۔ اور پھر اس دلیری سے لڑنا تعجب خیز ہی نہین بلکہ سچ پوچھو تو ان کی آج کی کارروائی سے ہمین سیکھ لینا چاہئیے کہ اس قوم کو جسے ملک گیری اور قومی ہمدردی کا دعوی ہو زیادہ سے زیادہ وہی کرنا چاہئیے جو ان مسلمانون نے کیا۔"

ایک افسر "ہمین شک نہین کہ مسلمانون نے آج ہماری فتح کی خوشی کو مکدر کر دیا۔ ہم خیال کرتے تھے کہ بحالت موجودہ زبطرہ کو سر کرنا کوئی قابل اعتنا بات نہوگی لیکن افسوس ہے کہ جب تک تیرہ سو جانفروش رومی سوارون کا خون نہین بہایا جاچکا اس وقت تک ہمکو زبطرہ کے دروازے تک پہونچنا نہین نصیب ہوا۔"

میکایل "کیا تیرہ سو سپاہی اس معرکے مین مسلمانون کے ہاتھ سے قتل ہوئے۔"

وہی افسر "جب ہماری فوج نے ایکدفعہ گھوڑے اُٹھا کر قلعے پر یورش کر دی تو مین محض اپنے مجروح سپاہیون کے خیال سے چند سوارون کے میدان مین ٹھہر گیا

اور اطمینان کے ساتھ چارون طرف گشت کرکے مقتولون کے بیچ سے خیمون کو نکلوایا جنکو میں سوارونکی حفاظت مین چھوڑ کر آیا ہون اور ان کے لیے ابھی پانی کی مشکین اور کچھ غذا بھجوا دی گئی ہے۔ اسی سلسلہ مین مین نے شمار کیا تھا۔ تو معلوم ہوا کہ علاوہ ان خیمون کے تیرہ سو سپاہیونکا کام تمام ہوا ہے"

میکائیل "تمہاری خیر خواہی اور قوم کے ساتھ یہی رفاقت قابل تحسین ہے۔ لیکن مجھے اسوقت تک ایک تازہ فکر پیدا ہوئی اور وہ یہ ہے کہ بادشاہ کیطرف سے ضرور یہ اعتراض ہوگا کہ معدودے چندبے سروسامان مسلمانون کے مقابلہ مین ہم اسقدر ناکامیاب ہے"

وہی افسر "کچھ نہین آپ کو اسکی فکر نہ کرنا چاہیئے۔ بارہا ہمسے اور مسلمانون سے جنگ آزمائی ہوئی ہے اور ہر دفعہ قریب قریب اسی کے نتیجہ جنگ ظاہر ہوا ہے۔ علاوہ اسکے زبطرہ کے باشندونمین سے تخمیناً دو ہزار مسلمانون کو ہمنے قتل کیا اور ایک ہزار قید کئے گئے۔ ہمارا ہی پلہ بھاری ہے"

ایک دوسرا افسر "یہ سب صحیح ہے۔ لیکن ہمین مجھے کسی قدر تامل تھا کہ زبطرہ کی کل مسلمان رعایا بے قصور قتل کر ڈالی جائے"

وہی افسر "کیا آپ کے نزدیک یہ لوگ واجب القتل نہ تھے"

دوسرا افسر "تھے اور کیون نہ ہوتے جبکہ ہمارے ملک اور قوم اور مذہب کے دشمن تھے اور ہمیشہ ان کی جانب سے ہمین کھٹکا لگا رہتا تھا"

وہی افسر "پھر کس مصلحت سے انکے قتل سے درگذر کرنا آپ پسند کرتے تھے"

دوسرا افسر "خیر اب اس سے کیا۔ جو ہوا اچھا ہوا مگر ضرور ہے کہ ہماری آج کی کارروائی اسلامی دنیا مین بغیر ایک غیر معمولی جوش پیدا کئے نہ رہیگی اور مقتضائے احتیاط یہ ہے کہ ہمین ابھی سے بڑی سے بڑی دشواریون کے جھیلنے کے لیے مستعد ہو جانا چاہیے"

ایک تیسرا افسر "فی الحقیقت اس نودولت قوم مین قومی حمیت اور حمایت کا مادہ فطرتاً اس قوت اور کثرت سے پایا جاتا ہے جسکی نظیر آج روئے زمین پر نوع انسان کی کسی جماعت مین نہین ملتی۔ اور کچھ عجب نہین جیسا کہ خیال ہے ہمین اس بے جھوتی کے وقوع مین آنے سے سخت مشکلون کا مقابلہ کرنا ہو"

میکایل:- نہین کچھ بھی نہین۔ شاید تم لوگون اچھی طرح معلوم نہین کہ اسوقت اسلامی سلطنت کی جنگی قوت بڑے ہی انتشار اور پراگندگی کی حالت مین ہے ہمکو ایسے دوراز کار وا ہمون اور خیالات مین نہ پڑنا چاہئیے!!

پرنس میکایل کی اس تقریر پر اس سلسلے مین جو گفتگو ہو رہی تھی اس کا خاتمہ ہو گیا۔ اور چونکہ رات زیادہ آگئی تھی جلسہ برخاست کیا گیا۔

دوسرا باب

تھیوفلس کا دربار

یہ رات جسکی صبح کے آثار ظاہر ہو رہے ہین۔ اگرچہ اسکی مقدار بارہ گھنٹے سے کسی صورت مین زیادہ نہ تھی لیکن عجیب معاملہ ہے اسکے متضاد اثر سے رومی فوج اسکی کوتاہی کی اور غریب اسیران لشکر اسکے طول اور درازی کے جدا جدا شاکی ہین۔ ایک طرف رات بھر خواب راحت مین بیخبر سونے والے بستر سے آنکھین ملتے اُٹھے اور رایات فتح کو بلند دیکھکر آنکھین روشن ہو گئین۔ دوسری طرف وہ مصیبت زدہ جنکی مصیبت پر ستارون کی آنکھین ڈبڈباتی رہین۔ صبح کی روشنی مین اپنے ویران گھرون پر اداسی چھائی ہوئی دیکھکر دل و جگر تھام کر رہ گئے شفق کی سرخی مین چھوٹے چھوٹے ابر کے ٹکڑے ایک غیر محسوس انداز سے حرکت کر رہے ہین۔ بیمروت آسمان نے یہ دردانگیز سین دکھا کر ستمکشون کو اور بھی بیچین کر دیا ہے۔ کل کا واقعہ یعنی زبطرہ کے کشادہ راستون پر بیگناہ مقتولون کا خون مین لوٹنا اسوقت تازہ ہو گیا ہے اور شہر کے دردسینون سے ٹھنڈی آہین نکلکر نسیم سحری کا ساتھ دے رہی ہین۔ افق مشرق پر بتدریج روشنی کی جھلک بڑھتی جاتی ہے اور رومی فوج بڑی سرگرمی کے ساتھ تیار ہو رہی ہے۔

چونکہ تھیوفلس قیصر روم نے کہلا بھیجا تھا کہ کل صبح کو ہم زبطرہ مین داخل ہونگے اسلئے افسران فوج نے اوّل وقت سے استقبال کی تیاریان کر دین۔ اور طلوع آفتاب سے پیشتر فوج کا ایک حصہ لیس ہو کر قلعے سے باہر آگیا۔ فوج کا عجلت کے ساتھ تیار ہو جانا بڑے کام آیا ورنہ بے موقع دھوکا ہوتا۔ تھیوفلس نے فتح کی خوشی اور مفتوح

قلعہ کے اشتیاق دید مین کچھ رات ہی سے کوچ کر دیا تھا۔ اور اسوقت وہ مع اپنے
باڈی گارڈ کے رسالے کے جسمین روم کے نامور خاندانون کے قوی ہیکل نوجوان تھے
بہت قریب آپہونچا تھا۔ آفتاب طلوع ہو رہا تھا کہ شاہی نشان کا پرچم دکھائی دیا اور
شاہی جلوس کے سوار ہوا رلتے پر گھوڑے اڑاتے ہوئے قریب آ گئے۔ فاتح فوج کے چہرے
فرط خوشی سے دمکنے لگے۔ اور افسرون نے آگے بڑھکر شاہی نشان کے سامنے گردنین خم
کر دین۔ قیصر میدان جنگ کیطرف دور سے نظر ڈالتا ہوا زبطرہ مین داخل ہوا۔ یہان
چونکہ اُسنے اپنے جابرانہ حکم کی تعمیل کے آثار ہر سمت نمایان دیکھے اسلئے جابجا رک رک کر
مختصر الفاظ مین فوج کی جانفشانی اور افسران فوج کی اخلاص مندی کی تعریف
کی اسی سلسلے مین مرتفع اور استوار عمارتون کے گرا دیے جانے کی نسبت حکم دیا گیا
جسکی تعمیل دوبارہ شروع کی گئی منجنیقین نصب ہو گئین اور مکان گرائے جانے لگے
فاتح افسرون نے یہان اپنی حسن کارگذاری کے نشانات مختلف مقامات پر قیصر کو ملاحظہ
کرائے وہان ایکہزار قیدیونکی جماعت بھی ملاحظہ کیلئے پیش کی ایک معزز نصرانی عالم
جو بحیثیت اسقف روم کے نائب کے فوج شاہی مین موجود تھا قیصر نے ان قیدیونکی نگرانی
اسکے سپرد کی اور پھر خود بہت جلد چھاونی مین واپس گیا شام تک تمام فوج نے بھی زبطرہ
کو خالی کر دیا۔ کیمپ مین پہونچکر قیدی بطریق کے حوالے کر دیے گئے اور اس وقت سے
یہ لوگ بطریق کی فوج خاصہ کی نگرانی مین آ گئے۔

اگرچہ اس فتح نے قیصر کی امیدون کو قوی کر دیا تھا اور اُسنے یہان کا جنگ دیکھکر
سمجھ لیا تھا کہ اسوقت فرصت مین سرحدی مقامات پر بہت آسانی کے ساتھ مین قبضہ کر سکتا
ہون لیکن ساتھ ہی اُسکو یہ بھی خیال تھا کہ میرے حملون کی خبر بہت جلد مشتہر ہو جائیگی
اور کچھ عجب نہین کہ اسلامی سلطنت کی اندرونی شورشین تا چندروز کے لئے ملتوی
ہو جائین اور خاص قوت و استحکام کے ساتھ دار السلطنت سے سرحد کی طرف
فوجین بڑھنا شروع ہون اور آخر مین جبکہ رومی فوج ان مقامات پر گشت کرتے
گھومتے اور لڑتے لڑتے سست پڑ گئی ہو یا انکا وہ جوش جو اسوقت ظاہر ہو رہا ہے جو ان
فتحون مین صرف ہو گیا ہو تو اس کو مسلمانون کی پرجوش فوج کا مقابلہ کرنے مین
سخت مشکل پیش آئے گی۔ زبطرہ سے واپس آ کر تمام دن وہ انھین خیالات مین مستغرق رہا

پھر رات گئے اسنے اپنے خیمے مین سربرآوردہ افسرون اور لبطریق کو طلب کیا جب یہ سب لوگ جمع ہو گئے اُسنے سب کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔

تھیوفلس "زبطرہ پر فتحیاب ہونا اگرچہ شگون نیک ضرور ہی لیکن میرے نزدیک یہ فتح قابل قدر اور تسکین کے لائق نہین ہی اور نہ مسلمانون کے کسی ایک حملے اور دست برد کا جواب ہو سکتی ہی۔ اگر یہ ممکن الوقوع نہین ہی کہ دجلہ کے پل پر ہمارا مقدس نشان نصب ہو تو کم از کم اتنا ضرور چاہئیے۔ کہ سرحدی قلعے اسطرح قبضے مین آجائین کہ پھر اسلامی بادشاہت کے ظہور تک فتنہ انگیز عرب ادھر قدم نہ بڑھا سکین"!

پرنس میکائل "دجلہ کے پل پر روز دمشق کے آسمان فرسا دروازے پر پرچم اُڑانے کے کیا کہم دیئے ہاتھ سے جا چکے اور سلطنت روم کے جھوٹے جان نثارون نے قسطنطنیہ کی فصیل پر سے جھانک کر بھی نہ دیکھا۔ افسوس ابتدائی دولت اسلام ہی مین جبکہ مسلمانون کے گورنر شام نے اپنے خلیفہ سے سرکشی کی اور مدتون سرحد عراق و شام پر فریقین مین معرکہ قتال گرم رہا کیا اُسوقت مین تازہ وارد مسلمانونکو سرزمین سوریہ سے نکالدینے کا کم موقع تھا یا جبکہ عراق[عہ] مین ایک حجازی شاہزادے نے انتقام خون سے قیامت برپا کر رکھی تھی اور حجاز[عہ] مین سلطنت بنی امیہ کے مخالف ایک پر زور حکومت قائم ہو گئی تھی ہمکو سلامی

عہ ۶۶ سنہ ہجری مین مختار بن ابی عبید ثقفی نے کوفہ مین سلطنت بنی امیہ کے مقابلے مین خروج کیا تھا اور اُسکا قول تھا کہ حسین بن علی علیہ السلام کا انتقام لینا میرا اصلی مقصود ہی بہت سے اہلبیت کے دوست اسکے معین اور مددگار ہو گئے۔ اور اسی طرح ہزارہا عرب جو بنی امیہ کے انداز حکمرانی سے ناخوش تھے مختار کے رفیق بنگئے۔ مختار نے اول تو قاتلان امام شہید کو ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر قتل کیا مگر آخر مین اُسنے یہ بڑی غلطی کی کہ عبداللہ بن الزبیر سے جو اسوقت مین حجاز کے مستقل بادشاہ تسلیم کر لیے گئے تھے بگاڑ کر لیا اور خلیفہ شام و خلیفہ حجاز دو مخالف قوتون کے بیچ مین پڑ کر پس گیا۔ مصعب بن الزبیر نے اسے شکست دی اور اسکے ساتھیون کو خاص کوفے مین بڑی جرأت کے ساتھ تہ تیغ کیا۔ بعض قاتلان امام حسین مختار کے خوف سے بھاگ کر مصعب کے ظل حمایت مین پناہ گزین ہوئے تھے اور جنگ و جدل مین بمقابلہ مختار مصعب کے شریک حال تھے۔ تاریخ ابن الاثیر ملاحظہ طلب

عہ ۶۴ سنہ ہجری سے لیکر ۷۳ سنہ ہجری تک حجاز اور عراق مین دعویداران سلطنت کے جوش خودسری نے زلزلہ ڈالدیا تھا اور اسلامی دنیا کی بُری حالت تھی۔ ان باہمی خونریزیون مین ہزارہا مسلمان

سلطنت کو زیر و زبر کر رہا تو شوار تھا۔ پا اُسوقت مین جبوقت دمشق کا آخری تاجدار باہمی مخالفتون کے جال مین پھنسا تھا اور بغداد کے موجودہ فرمانروا خاندان کی باطنی اور خفیہ سازشون نے سلطنت اسلامی کو مدقوق مریض بنا دیا تھا اگر رومی تاج کے ہواخواہ اسوقت مین بھی حمیت کو کام مین لاتے تو اپنے از دست رفتہ ملک کو واپس لینا کچھ مشکل نہ تھا۔

دور کیون جائیے ابھی کل کا معاملہ ہی جبکہ بغداد کے دو وارثان سلطنت مین باہمی فساد برپا ہوا یعنی امین اور مامون نے ایک دوسرے سے بگڑ کے صف آرائیان کین اور عرصے تک تمام اسلامی فوج اسی خانہ جنگی مین گرفتار رہی ایسے وقت فرصت مین سرحدی قلعون کا فتح کرنا تو کوئی بڑی بات ہی نہ تھی بلکہ میرا خیال ہی کہ دجلہ کے غربی ساحل تک بھی اگر ہمارے سرفروش سپاہی چکر لگا آتے تو کچھ عجب خیز امر نہ تھا۔

تھیوفلس کے چہرے پر اسوقت اپنے ہونہار بیٹے کے تیور دیکھکر بشاشت چھاگئی اوسکی ہمت و حمیت بھری ہوئی تقریر سنکر یاس کی جگہ امیدین پیدا ہو گئین اسنے بار بار مسکرا کر اپنے غیرتمند ولی عہد کو پیار کی نظرون سے دیکھا اور تھوڑی دیر سکوت کے بعد اسے اپنی طرف متوجہ کیا۔

تھیوفلس "میکائیل آج مجھے معلوم ہوا کہ رومیون کی قسمت مین جو ذلت اور نقصان تھا اُسکا سلسلہ ختم ہو گیا اور روح القدس کی برکت جسنے تمہاری ہمت کو بلند اور دل و دماغ کو روشن کیا پھر مسیح کے عاجز بندون پر پرتو فگن ہوئی۔ مین اول تم اور پھر اپنے اور تمہارے مخلص اراکین سلطنت کو مبارکباد دیتا ہون کہ روم کے تاج کی روشنی آفتاب کی طرح پھر زمین کو روشن کریگی۔ وہ دن بہت جلد آنے والا ہی کہ تم اپنے کھوئی مقبوضات کو غاصبون سے بزور تیغ واپس لوگے اور اپنے مبارک نام کو سلاطین اولوالعزم کی فہرست کا عنوان بناؤ گے۔ جس کو مسیح تم سا سعادتمند بیٹا عطا کرے وہ باپ جسقدر

اور صدہا شخصا کا خون بہایا گیا اور خدا جانے کیا کیا ہوا مدینہ لوٹا گیا۔ مکہ پر منجنیقین نصب کی گئین اس زمانے کی تاریخ بتا رہی ہی کہ وہ سخت جان قوم عرب ہی تھی جو [illegible] بات سہکر [illegible] سلسلے کو قائم ہوتے ہی ان موانع اور ضرر رسان واقعات کا پیش آنا [illegible] نابود [illegible] کے لیے کافی تھا۔

اپنی قسمت پر ناز کرے کم ہے۔ لیکن تمہاری پرجوش تقریر کے متعلق مجھے ایک بات ظاہر کرنا ضروری ہے اور مین اس موقع پر اُسکو بیان کر دینا مناسب سمجھتا ہون وہ یہ ہے کہ تمنے ملک و ملت کے جوش حمایت مین ایک بیباکانہ اعتراض اپنے گذشتہ ورثون اور قائدان اعظم سلطان سلطنت پر یہ کیا ہو کہ اُنھون نے بہت سے موقعے ہاتھ سے دیدیے اور اسلامی سلطنت کو زندہ رہنے دیا۔

ایک حد تک تمھارا یہ خیال بہت ہی دلنشین اور باوقعت ہو لیکن فرق اتنا ہو کہ مسلمانون کے مقابلے مین ٹھیک نہین۔ اِس گردن زدنی قوم کی تاریخ پر جب غائر نظر ڈالوگے اور موجودہ مرقع کی تصویرون کو تامل کی نگاہ سے دیکھوگے تو معلوم ہوگا کہ اس قوم کی حالت کو دُنیا کی اور قومون کے حالات پر قیاس کرنا بڑا دھوکا کھانا ہے۔ مسلمانون کے تمام اخلاق و عادات کا ذکر تو مناسب مقام نہین جو امر زیر بحث ہو اُسکے متعلق مین ایک گزشتہ واقعہ تم سے بیان کرتا ہون اِس سے تم ایک بڑا تجربہ حاصل کر سکتے ہو۔ پہلی صدی اسلامی کے وسط مین جیسا کہ ابھی تمنے ذکر کیا مسلمانون مین خانہ جنگی کی آگ غضب کی بھڑکی ہوئی تھی۔ اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ وحشی قوم عنقریب آپس مین لڑ بھڑ کر ختم ہو جائے گی۔ اس حالت مین ہمارے نمک حلال اور محب وطن سرداروں نے بارگاہ سلطنت مین تحریک کی کہ اِس موقعے پر مُسلمانون کے ملک پر اگر چڑھائی کیجائے تو بآسانی ہم کامیاب ہو سکتے ہین لیکن تجربہ کار اور ہوشمند جسٹی نین دوم قیصر روم نے اُنکی تجویز کے خلاف رائے ظاہر کی جسکو اُنھون نے داب شاہی کی رعایت سے مان تو لیا لیکن بدستور اُمید فتح کے بولے اُن کے دلون کو بیچین کرتے رہے۔ قیصر نے قرینے سے اُن کی بیتابی دریافت کرکے ایک روز سب کو پریڈ پر جمع کیا اور دو خونخوار شکاری کُتّے منگا کر اُن کے گلون سے زنجیرین نکلوا دین۔ کُتّون نے میدان مین جب کسی دوسرے شکار اور حریف کو نہ پایا آپس مین لڑنے لگے اور ایک دوسرے پر جانفشان حملے کرنے لگا۔ اِس کے بعد قیصر کے حکم سے اُسی میدان مین ایک لومڑی چھوڑ دیگئی۔ کُتّون نے اُسے دیکھتے ہی آپس مین لڑنا چھوڑ دیا اور دونون اُس اجل گرفتہ لومڑی پر لپکے اور چشم زدن مین اُسکو تکہ بوٹی کرکے چبا گئے پھر جسٹی نین نے اپنے اُمنگ مین بھرے ہوئے سردارون سے مخاطب ہو کر کہا جو تماشا تم نے اِس وقت دیکھا بجنسہ یہی مسلمانون کا حال ہو۔ جب دوسرا اُن کے مقابل مین نہین ہوتا تو آپس مین کٹنے مرنے لگتے ہین۔ اور غیر کی صورت دیکھتے ہی باہمی

جنگ وجدال چھوڑکر اُسپر ٹوٹ پڑتے ہین۔ علاوہ ازین حبشی تین نے اس خصوص مین بہت سے شواہد پیش کئے اسوقت رومی سردارون کو اپنی رائے کی غلطی ثابت ہوئی اور تھوڑے عرصے تک امن وامان قائم رہا۔ غرضکہ اس سرکش قوم کے مقابلے مین ہمارے اسلاف نے جس دلپذیر پالیسی سے کام لیا ہے یہ اُسی کا نتیجہ ہو کہ ابتک قسطنطنیہ انکے پنجۂ ظلم سے محفوظ ہو ورنہ سلطنت ایران کو ان کے ہاتھون جو روزبد دیکھنا پڑا اس سے بچنے کی رومیون مین کوئی تخصیصی حالت موجود نتھی!!

میکائیل ویہ سب کچھ صحیح ہو لیکن ابتو میرا دل گواہی دیتا ہے کہ اگر سلطانی فوج کا ایک حصہ مجھے دیدیا جائے تو مسلمانون سے گذشتہ ظلمون کا انتقام لے سکتا ہون عرب کا جتھا اب ٹوٹ گیا ہے اور جہانتک میرا خیال ہو انمیں نیشنل فیلنگ نہایت کمزوری کی حالت مین ہو عجمی رنگ روٹ سپاہی بھرتی کئے گئے ہین اور ترکی غلام اُنپر حکمران ہین۔ قدیم مسلمان فاتحون کی نسلین خانہ نشین ہین اور سلطنت کی کم توجہی نے انھین شکستہ خاطر ہی نہین کردیا بلکہ اُنکے ہاتھ پاؤن مین اب دم نہین رہا ہو۔ عربی سلطنت کی موجودہ حالت کو قدیم سطوت پر قیاس کرنا خلاف واقع اور صریحی غلطی ہے!!

بطریق ومیرا بھی یہی خیال ہو کہ کامل دو صدی کی ان عیش مندیون نے جو دولت اور سلطنت کے لوازمات مین سے ہین عربی سلطنت کے اصلی اور خالص مزاج کو بہت کچھ بدلدیا ہے اور اُنکی بدوی شجاعت کے جوہر تمدن کی جھوٹی ملمع کاری سے ماندپڑگئے ہین۔ وہ خون آشام تلوارین جنکے پیے کھجور کی چھال کی رسی بجائے پرتلے کے استعمال کیجاتی تھی اب نقرئی اور طلائی زنجیرونکے جال مین الجھی ہوئی سپاہیونکی کمر دبتی لٹکی رہتی ہین اور اُنکی وہ مہیب ورعب ناک صورتین دلکش اور خوشنما ہیئتون سے بدل گئی ہین

مسلمانون کی جن فوجون نے سو برس کو ہرقل سے چھین لیا اور رومی فوجون کو ہر مقابلے مین شکست پر شکست دی اُنکی حالت یہ تھی کہ غائر نظر ڈالنے والا بھی سردار اور سپاہی مین تمیز نہین کرسکتا تھا۔ جنگ مین ہر مسلمان سپاہی اسی طرح کوشش کرتا تھا کہ گویا بعد فتح وہ یا اُسکا کوئی وارث مفتوحہ ممالک کا تاجدار ہوگا۔ یہ سادہ وقومی فوج دن بھر بھوک اور پیاس کی برداشت کرکے اپنے آسودہ او منعم حریف کا مقابلہ کرتی تھی۔ اس فوج کے سردارون کو بھی فتح نے مغرور اور شکست نے بیدل نہین کیا

اور اُنکی کیسی حالت نے اُنکے حریف کو کامیابی کی امید نہین دلائی۔ مگر ان خوفناک آثار کا اسلامی فوج مین اب نام ونشان تک باقی نہین ہو۔ فاتح اعظم یعنی مسلمانون کے خلیفۂ دوم کی موت کے زمانے سے جو رنگ بدلنا شروع ہوا تو بتدریج آج یہ نوبت پہونچی کہ عربی سلطنت عجمی بادشاہت کا خاکہ نظر آتی ہے۔

تھیوفلس " بیشک یہ قابل تسلیم ہو کہ عرب وہ عرب نہین رہے اور اُنمین نیشنل فیلنگ اور قومی حمایت کی قوت ضعیف ہوگئی ہے۔ لیکن افسوس کہ اسلام نے جو روح اس قوم مین پھونک دی ہے اسکا لازوال اثر ہرگز تغیر پذیر نہین ہے۔ وہ اپنے خدا کی راہ مین مرجانے کو جیسا اس سے پہلے حیات ابدی سمجھتے تھے اب بھی سمجھتے ہین۔ وہ اپنے مذہب کیلئے اور بیسا ہمتا خدا کی رضا مین سختیان اور محنتین جھیلنے کو جیسا پہلے قرب و نجات کا ذریعہ جانتے تھے اب بھی جانتے ہین۔ مسلمانونکی یہ قلبی قوت اور روحانی دہارس اب بھی کبھی کبھی اُنکے راحت طلب جسمون سے وہ حیرت انگیز کام لیتی ہو کہ دیکھنے والونکی آنکھین کھلی کی کھلی رہجاتی ہین۔ اور اسی طرح اخوت اسلامی کا جوش اُنکی باہمی مخاصمت کو اتحاد سے بدل دینے مین اکثر کامیاب ہوجاتا ہے "

میکائیل " بہرکیف اب کچھ کرنا چاہیئے۔ ملطیہ یہان سے چوبیس میل کے فاصلے پر ہے میرا قصد ہے کہ آج نصف شب سے پانچ سات ہزار سوار لیکر۔ دانہ ہون اور شاہ تک ملطیہ کے نواح مین پہونچ کے شب بھر یہ انتظام کیا جائے کہ ہر چہار سمت گذرگاہون اور گھاٹیون پر دو دو سو پچاس پچاس سوارونکو مقرر کردیا جائے اور مین خود آفتاب نکلنے سے پیشتر قلعے پر حملہ کردون۔ جو لوگ میری تلوار سے بچکر بھاگین وہ گھاٹیون سے نکلتے ہی گرفتار ہوجائین "

تھیوفلس " کارآزمودہ افسران سپاہ کی بھی یہی تجویز ہے کہ قلعہ ملطیہ کو فتح کرکے اسکو صدر مقام بنایا جائے۔ اور وہین سے افواج سلطانی آگے بڑھ بڑھ کر حملہ آور ہون کیونکہ ملطیہ ہیڈ کوارٹر بنانے کے قابل ہو۔ ہر طرف سے سلسل کوہستانی سلسلے سے گھرا ہوا ہے۔ اور وسطی میدان جسمین قلعہ ہو نہایت سرسبز وشاداب ہے۔ کئی ایک خوشگوار نہرین سلسلہ کوہ سے نکلکر اس میدان کے میوہ دار درختون کو شاداب کرتی ہوئی قلعے مین ہوکر گذر جاتی ہین۔ مگر میری رائے مین ملطیہ کو فتح کرنا تو ایک ضروری امر ہو لیکن مین

اسکے مخلاف ہون کہ وہان فوجی کیمپ مقرر کیا جائے۔ عام اس سے کہ ملطیہ مسلسل پہاڑون سے گھرا ہوا ہی اور اس اعتبار سے وہ ایک قدرتی قلعہ ہی لیکن پھر بھی اسلامی سلطنت کی حدود مین داخل ہی اور اسکے ہر گوشے اور پہلو سے مسلمان واقف ہین۔ سردست ملطیہ کو قبضے مین لانے کی فکر کی جاے فوجی کیمپ کے لیے مین خود کوئی محفوظ مقام تجویز کر لون گا"

رات کے نو بجگئے تھے اور علاوہ افسران فوج خود تھیو فلس آج زیادہ خستہ تھا اسوقت اسنے دربار برخاست کیا اور پرنس میکایل کو ملطیہ پر حملہ کرنے کے متعلق ضروری ہدایتین کر کے اپنی خوابگاہ مین چلا گیا۔ پرنس مع افسران فوج اپنے خیمے مین آیا جہان پہونچکر اسنے اپنی ہمراہی کے لیے پانچ افسرون کو انتخاب کیا اور انھین ہدایت کر دی۔ کہ وہ نصف شب سے فوج ہمراہی تیار کر کے حاضر ہون۔ میکایل کے مزاج مین نہایت تعجیل پسندی تھی اسکے ساتھ ناتجربہ کاری اور ولولہ شباب مین وہ اکثر ایسے کام ہونکے کرنے کی جرات کرجاتا تھا جنکے نتائج خلاف مقصود پیدا ہوتے تھے۔ وہ آج ہی زبطرہ کو تہ و بالا کر کے واپس آیا تھا فتح کی خوشی کو خود اُس کو اپنے کسل اور خستگی کا اندازہ نہ ہوتا ہو مگر اُسکی ہمراہی فوج اور افسر بالکل تھکے ہوئے تھے۔ ممکن تھا کہ پرنس اس وقت ان افسرون مین سے اپنی ہمراہی کے لئے کسی کو انتخاب کرتا مگر اسنے غالبا محض اسی خیال سے کہ یہ میرے ہمدم اور رفیق ہین پھر اُنہین کو اپنے ساتھ چلنے کے لیے حکم دیا اگرچہ پرنس کی ولولہ ناک طبیعت کے پاس و لحاظ سے اس وقت کسی افسر نے دم نہین مارا۔ لیکن وہ لوگ افسردہ خاطر اسکے خیمے سے نکلے اور قہر درویش بجان درویش کہکر انھون نے فوج کو حکم سے مطلع کیا۔ اس حکم کے سنتے ہی سپاہیون کی پیشانیان چڑھ گئین لیکن مجبور تھے کیا کرتے۔ اسپر بھی بعض دیدہ دلیرون نے کہ ڈالا کہ یہی رنگ ہے تو مسلمانون پر فتح پا چکے معلوم۔ زبطرہ ایسے خراب خستہ قلعے کو فتح کر کے پرنس نے مسلمانون کا مقابلہ لقمہ تر سمجھ لیا خدانخواستہ کبھی بھرپور معرکہ ان سفاکون سے پڑا تو حقیقت معلوم ہو گی۔

تیسرا باب

مالٹہ پر حملہ

میکایل افسرون کو رخصت کرکے اپنے خیمے مین تنہا بیٹھا ہوا دیر تک کل کے حملے کے متعلق خیالی واقعات پر غور کرتا رہا اور اس غور و فکر مین کچھ ایسا محو ہوا کہ دو گھنٹے تک سر اٹھا کر بھی کسی طرف نہ دیکھا۔ لشکر مین رات کے زیادہ گذرنے سے جو سناٹا ہوتا جاتا تھا اُسی تدریج میکایل پر محویت کا عالم طاری ہوتا جاتا تھا خیالات کا تسلسل بڑھتے بڑھتے حد سے تجاوز کر گیا اور آخر کار دفعۃً گھبرا گیا اُسنے اپنے دل و دماغ کو اس متلاطم دریا سے باہر نکالنے کی کوشش کی اور یہ ٹھانکر کہ جو کل جو ہوگا دیکھا جائیگا ایک پلنگ پر لیٹ رہا اور لیٹتے ہی سو گیا مگر اسکی ہدایت کے مطابق پورے بارہ بجے خستہ ل فوج تیار ہوکر حاضر ہوئی اور افسر گھوڑے بڑھا کر خیمے پر آ موجود ہوئے تھے ان کی جھنکار اور گھوڑون کے ٹاپون کی آواز سے گھبرا کر میکایل نے آنکھین کھولدین اور ایک جنرل جو اُسکے کوچ کے قریب پہرے پر تھا اُسنے افسرون کی حاضری اور فوج کی تیاری کی اطلاع دی۔

میکایل "ابھی یہ لوگ ابھی سے کیون تیار ہو گئے"

جنرل "حضور نے حکم دیا تھا کہ نصف شب سے فوج تیار ہو کر حاضر ہو اب وہی وقت ہے۔ میکایل کی آنکھون مین نیند چھائی ہوئی تھی۔ اور کوچ سے اٹھنا اُسے سخت شاق تھا۔ لیکن خود کردہ را علاجے نیست، مجبوراً اُسی وقت اُٹھنا پڑا۔ جلدی جلدی سفری ڈریس پہنکر خیمے سے نکل آیا۔ باڈی گارڈ کا ہالہ موجود تھا میکایل گھوڑے پر سوار ہوا اور اندھیری رات کے آخری حصے مین یہ فوج رہبرون کے عقب مین اُسی سلسلۂ کوہ کے نیچے نیچے جہان مقیم تھی شمال کی جانب ٹھوکرین کھاتی ہوئی بڑھ چلی۔ چونکہ راستہ ہموار نہ تھا۔ اور تھوڑی تھوڑی دور پر چھوٹی چھوٹی پہاڑیان سدراہ ہو جاتی تھین جنپر ایک طرف سے بمشقت چڑھکر دوسری طرف سنبھل سنبھلکر اُترنا پڑتا تھا۔ اس لیے اس فوج نے نصف آخری حصہ شب مین کل تقریباً چھ میل راستہ طے کیا۔ اب طلوع آفتاب مین تھوڑا عرصہ باقی تھا اور آسمان پر روشنی پھیل چلی تھی۔ خنک ہوا تیزی کے ساتھ چل رہی تھی اور رات بھر کے جاگے ہوئے سوار تھکے ہوئے گھوڑون پر نیند مین جھوم رہے تھے کہ اسی حالت مین وہ ایک میل اور آگے بڑھ گئے جہان سے گھوڑون کی

رفتار حکماً تیز کر دی گئی۔

اسوقت کچھ تو بوجہ تیز روی اور کچھ اسکے سبب سے کہ ہر سوار بقدر اپنی قوت کے تکان اور خستگی کو برداشت کرتا ہوا ابھرا اور قہراً جارہا تھا۔ صفون کا سلسلہ نہایت ہی بے ترتیب تھا اور اسی بد دلی کے سبب جیسا کہ فاتح فوج کو ہشاش بشاش ہونا چاہیے۔ اسکا کوئی اثر ظاہر نہ تھا ہر کیف جو حالت تھی وہ تھی مگر میکائیل کی رضا جوئی مین سوار نہایت سرگرمی کے ساتھ راہ طے کر رہے تھے کہ یکایک چلتے چلتے ایک سوار نے اپنے گھوڑے کی باگ کھینچ لی۔ اور داہنی طرف غور سے دیکھنے لگا۔ اُس کے رُک جانے اور ایک طرف حیرت سے آنکھین پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے سے اسکی صف والے سوار بھی ٹھہر گئے اب جسقدر پرے سوارونکے اسکے پیچھے تھے اُنکو بھی رُک جانا پڑا اور یہ بے موقع رکاوٹ دیکھکر پچھلی صفون سے ایک افسر نکل آیا اور دریافت کیا کہ کیا ہے جو تم لوگ رک گئے۔

ایک سوار ۔ حضور وہ دیکھئے کچھ سوار ہین جنھون نے غالباً ہمین دیکھ لیا ہو خوف زدہ ہو کر بے تحاشا بھاگے جارہے ہین"

افسر (غور سے ادھر دیکھکر) بیشک۔ یہ دشمنون کے سوار ہین۔ ان کو بہت جلد گرفتار کرنا چاہیے۔

یہ کہکر وہ افسر کچھ سوار ساتھ لیکر آندھی کیطرح اسطرف چلا اور کچھ عجب اتفاق ہوا کہ اُسکے اُدھر جاتے ہی سب سوار اسی طرف پھر پڑے بلکہ خود میکائیل بھی یہ ماجرا سنکر اسی جانب چل کھڑا ہوا اور چونکہ اسکے باڈی گارڈ کے رسالے کے گھوڑے نہایت تند اور تیز رو تھے اسلیے سب سے آگے بڑھکر پیشتر ہی اُن خوف زدہ سوارونکے قریب پہنچگیا۔ قریب پہونچکر معلوم ہوا کہ جنپر تمام رومی فوج آندھی بنی آتی ہے وہ کل پچیس سوار ہین اور انکے ساتھ دس پندرہ خچر ہین کہ جنپر انکا ساز و سامان بار ہے وضع اور قطع سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب مسلمان ترک ہین جنکا عروج معتصم کے عہد مین شروع ہو چلا ہے۔ انکے ہاتھون مین لمبے لمبے نیزے اور شانون سے کمانین لٹکی ہوئی ہین یہ سوار ابھی ابھی نہایت خائف اور ترسان معلوم ہوتے تھے لیکن رومیون کو یورش کئے ہوے آتے دیکھکر مڑکر کھڑے ہو گئے اور بالکل غیر مضطر بانہ انداز سے کمانون پر چلے چڑھاکر ایک ہی ساتھ سب نے رومیون پر تیر برسانا شروع کیے اگرچہ یہ انکی چپلقلش تھی

تیر اُڑ رہے تھے اور ہر بار دس پانچ رومی زخمی ہو جاتے تھے لیکن بہت جلد رومی سواروں نے پھیل کر ان کو گھیر لیا اور بہت قریب پہونچ گئے مسلمانوں نے جھنجھلا کر بھالے سنبھالے اور دانت پیسکر آخری حملہ کیا لیکن افسوس کچھ بھی کامیابی نہ ہوئی ایک ایک مسلمان پر بیس بیس رومی جوان ٹوٹ پڑے۔ نو مسلمان کاری زخم کھا کر گھوڑوں سے گرے اور باقی گرفتار کر لیے گئے۔

میکائیل کے خاص رسالے کے سوار دس میں سے چونکہ کئی ایک مسلمانوں کے تیروں کی نذر ہو گئے تھے اسلیے وہ غصے میں بھرا تھا اور چاہتا تھا کہ گرفتار شدہ مسلمانوں کو وہیں میدان میں قتل کر کے اپنا دل خوش کرے لیکن اُسنے محض اسی خیال سے کہ شاید انسے مسلمانوں کے خیالات کے متعلق کوئی بکار آمد بات معلوم ہو جائے انکو قتل کرنا ملتوی کیا اور انکو ساتھ لیکر ملطیہ کی طرف روانہ ہوا۔

اطراف ملطیہ میں جو پہاڑیان ہین چونکہ انپر ثمر دار شجر بکثرت ہین اور سلطنت کیطرف سے ایسے اشجار کا کوئی خاص مالک نہین تسلیم کیا گیا اور نہ کچھ روک ٹوک کیجاتی ہے اسلئے غریب غربا اکثر یہان سے پھل پھول توڑ لیجاتے ہین اور بقدر محنت اجرت کا اندازہ کر کے آبادی مین سستے دامون کو بیچڈالا کرتے ہین اور معمولا اکثر یہان سو پچاس آدمی موجود رہتے ہین چنانچہ آج بھی ہین عصر کے وقت ان لوگون نے دیکھا کہ جنوب کی طرف سے ہزارہا سوار چلے آرہے ہین یہ دیکھکر بہت سے لوگ ایک جگہ جمع ہو گئے۔ اور اگرچہ کوئی قرینہ بظاہر انکے باور کرنے کا نہ تھا لیکن گذشتہ واقعات کے لحاظ سے انکی سمجھ مین یہی آیا کہ رومی فوج ہے اور جسطرح ان موذیون نے ایکبارگی پہونچکر یہان قتل و غارت کا ہنگامہ برپا کیا تھا آج بھی اسی بدنیتی سے آرہے ہین۔ اس خیال کے آتے ہی لوگ افتان و خیزان یہان سے بھاگے اور ملطیہ مین پہونچتے ہی ہر گلی کوچے مین پکار دیا کہ زبطرہ کی طرف سے بیشمار رومی فوج مسلمانون کی تشنہ خون آرہی ہے اور چونکہ دشمن بہت ہی قریب ہے مال و اسباب ساتھ لینے کا موقع نہین ہے۔ جس سے ہو سکے اپنی جان کی خیر منائے اور بھاگ جائے۔ یہ شور سنتے ہی ایک ہلچل مچگئی جو جس طرح بیٹھا تھا اٹھ کھڑا ہوا۔ مائین بچون کے ہاتھ پکڑ کر گھرون سے چل پڑین۔ ہر شخص دشمنون کے لیے گھربار چھوڑ کر چل نکلا چونکہ چند مرتبہ رومیون کی

غارتگری اور خونریزی کا یہ لوگ تماشا دیکھ چکے تھے اور انمین بہت سے ایسے بھی تھے جو
اس ناخداترس قوم کے ہاتھون قید ہوکر مدتون رومی مجلسون مین سخت سے سخت
مصیبتین اُٹھا اُٹھا کر اور فدیہ دے دیکر چھوٹے تھے اسلیئے ان سے جسقدر جلد ہوسکا
اپنے آباد گھرون کو ویرانی کے حوالے کرکے نکل کھڑے ہوئے اور سب طرسوس کیجانب
بھاگے۔ ملطیہ کے اطراف کے گنجان درختون اور چھوٹی چھوٹی پہاڑیون نے اسوقت
اس آوارہ وطن اور مایوس گروہ کے ساتھ بڑی رفاقت کی اور خوف زدہ جماعت کا
جو حصہ ٹھوکرین کھاتا ہوا آگے بڑھ گیا اُسکو اپنے دامن امن مین چھپا لیا ہنوز سلسلہ
گریز قائم تھا کہ سامنے کی گھاٹیون سے رومی سوارون کی صفین نمودار ہوئین اور بات کی بات
مین جفاکار رومی خون آشام تلوارین کھینچے ہوے ٹوٹ پڑے۔ کشت وخون کا
ہنگامہ گرم ہوگیا یہان بجز حالت بیکسی مین قتل ہونیوالون کے کوئی مقابلہ کرنیوالا نہ تھا
رومیون نے پہلے ہی وار مین ہزارہا بے قصور جانون کو تلف کیا اور جو سامنے پڑتا گیا
وہ قتل یا قید ہوتا گیا لوٹنے کے بعد گھرون مین آگ لگادی جاتی تھی اور قتل وغارت
کے ساتھ ساتھ ہمیشہ کے لیے مسلمانون کے آثار مٹادینے کی بھی کوشش جاری تھی
حسن اتفاق سے رومی کئی روز کے تھکے ہوے تھے اُنکے سوا شاید ان بیکسون پر
ترس کھاتے آفتاب غروب ہونے اور تاریکی شب کے پھیلنے مین بھی جلدی کی ورنہ جس
جوش وخروش کے ساتھ یہان قتل عام شروع کیا گیا تھا اگر یہ موانع پیش نہ آتے
تو یقین ہے کہ ملطیہ بھی زبطرہ کیطرح بالکل صاف ہوجاتا۔ رات ہوجانیسے رومی سمت
پلٹنے اور گرفتارون اہل کو نظر بچا بچا کر بھاگنے کا موقع ملگیا ایک طرف سے رومی فوج ملطیہ مین
داخل کردی چلی اور دوسری طرف سے اہل ملطیہ جو بچگئے تھے نکلتے گئے۔ رومی افسرون کو
جب اطمینان ہوگیا کہ یہان کوئی مخالف قوت اب نہین ہے اور قلعہ ہر طرح قبضے مین
آگیا تو انھون نے اب زیادہ کدوکاوش نہ کی۔ میکائیل بھی آسائش اور راحت
ڈھونڈھتا تھا۔ اسلیئے تلوارین میان مین کرلی گئین اور سوار گھوڑون سے کود پڑے
جو مسلمان راستے مین گرفتار کئے گئے تھے چونکہ اُنکی نسبت میکائیل کا یہ خیال
تھا کہ وہ شاہی فوج کے منتخب سپاہیون مین سے ہین جو کسی خاص ضرورت کیوجہ سے
ملطیہ یا اور کسی طرف جارہے تھے اور اُنسے بعض ضروری حالات معلوم ہوسکینگے اسلیئے

اُسنے اترتے ہی اُنکے حاضر ہونے کا حکم دیا جو فوراً حاضر کیے گئے۔

میکایل نے اسوقت بغور ان لوگون کو دیکھا۔ وہ چاہتا تھا کہ فراست سے انمین افسر کو دریافت کرکے جو منظور ہو اس سے پرسش کیجائے اسلیے وہ بار بار انپر نظر ڈالکر چپ رہجاتا تھا کیونکہ منجملہ ان سولہ قیدیون کے جسکے چہرے پر اسکی نظر جمتی تھی اور جسکو بہ نظر مین یہ منتخب کرتا تھا وہ ان سب مسلمانون مین کمسن اور نوعمر تھا اسلیے میکایل کو اپنے انتخاب پر اطمینان نہ ہوتا تھا۔ میکایل نے ایک ذرا تامل کیا اور آخر اسی نوجوان کیطرف دیکھکر کہا کہ کیا تم شاہی فوج مین سے ہو۔

نوجوان ”یون تو سب مسلمان شاہی فوج مین ہین مگر مجھے یا میرے ہمراہیونکو وہ تعلق شاہی فوج سے نہین ہے جسکا غالباً آپ کو خیال ہے“

میکایل ”ہم جو تمسے دریافت کرین اگر اسکا جواب سچائی کے ساتھ دو گے تو تمکو رہائی کا پورا پورا اطمینان دلایا جاتا ہے“

نوجوان ”ہم لوگ مذہباً راستبازی اور صداقت کے پابند ہین۔ قید کے خوف اور آزادی کی اُمید کو ہمین کچھ دخل نہین“

میکایل ”معلوم ہوتا ہے کہ تم اس گروہ کے افسر اور سردار ہو“

نوجوان ”مین تو یہ نہین کہہ سکتا کہ مین انکا افسر یا سردار ہون لیکن اگر میرے ہمراہی میری نسبت ایسا خیال کرین تو ضرور میرے لیے باعث افتخار ہے۔ مگر مین سمجھتا ہون کہ بحالت موجودہ اس قسم کے سوالات غیر ضروری اور بے موقع ہین“

میکایل ”اچھا جانے دو۔ اب مین ضروری باتین پوچھتا ہون ہان مین نے سنا ہے کہ بابک نے معتصم کی فوجون کو متواتر پسپا کیا۔ یہ واقعہ کہانتک صحیح ہے اور یہ بھی سنا ہے کہ دار السلطنت کی تمام فوج اسکے مقابلے کو بھیجدی گئی ہے“

نوجوان ”تو کیا قیصر نے اس نے امیر المومنین سے ... بھلا دے پر یہ بے سود کوشش کی ہے“

میکایل ایک مقید مسلمان کی زبان سے یون بے ادبانہ قیصر کا نام سنکے غصے سے آگ بگولا ہو گیا مگر ساتھ ہی اُسنے خیال کیا کہ ابھی اسنے بھی ... کیساتھ امیر المومنین کا نام لیا ہے اسلیے خود بخود پیچ و تاب کھاکر رہ گیا اور بات کو ٹال کر پھر سلسلہ کلام شروع کیا

میکایل "تم اپنی قوم مین کس نام سے پکارے جاتے ہو"
نوجوان "حسن"
میکایل "حسن۔ مین دیکھتا ہون تمھاری گفتگو سے غرور ریاست اور حمایت سلطنت کے بہت سے پہلو نکلتے ہین تمکو سچ بتانے مین کیا تامل ہے کہ تمکو سلطنت اسلامیہ سے کونسا خاص تعلق ہی اور خلیفہ کی جانب سے کس خدمت پر معمور ہو۔ اگر میرا خیال غلط نہین ہے تو بیشک تم کسی نامور اور مقتدر رباب کے ہونہار بیٹے ہو مجھے تو ابھی اسمین بھی پس و پیش ہے کہ تمنے جو اپنا نام بتایا ہی وہ درحقیقت تمھارا نام ہی یا مصلحتاً یہ نام اپنے لیے اسوقت تک کے لیے جب تک قید ہو نیا رکھ لیا ہے (چونکہ ہمین یقین ہی کہ اس استبانہ مسلمان نے اپنا نام فی الحقیقت صحیح بتایا ہی اسلئے ہم اسکا اسی نام سے ذکر کرینگے)"
حسن "نہین آپ صحیح باور کرین مین نے آپ سے اپنا نام چھپایا نہین اور نہ اسکی ضرورت تھی۔ رہا یہ کہ آپ نے مجھے ایک مقتدر خاندان کا رکن خیال کیا آپ کا یہ محتشمانہ خیال اور حسن ظن ہی۔ مین اسکی جرأت نہین کرسکتا کہ وارث تخت روم سے کے خیال کو غلط کہہ سکون"
میکایل "مین خاص تمھارے اور تمھارے ساتھیون کے حق مین تمھاری خواہش کے موافق آزادی کا حکم دیسکتا ہون بشرطیکہ تم اپنی سچی سرگذشت بیان کردو"
حسن "اب مجھے اپنی رہائی سے بالکل مایوس ہو جانا چاہیے۔ کیونکہ یہ میرے امکان مین ہی کہ اپنے حالات راستبازی کے ساتھ بیان کردون۔ مگر یہ میرے اختیار سے باہر ہو کہ وہ واقعات ولیعہد کے حضور مین بھی صحیح باور کیے جائین مگر وہ مجھے اسکی پروا نہین ہے اگر سچ پوچھیئے تو اس ذلت کی اسیری اور رہائی دونون برابر ہے"
میکایل "نہین نہین مین بالکل تیار ہون کہ اگر تم وفاداری کا عہد کرو تو چھوڑ دیے جاؤ"
حسن "مین نہین خیال کرسکتا کہ جب میری معمولی بات پر اعتبار نہین کیا جاتا تو پھر اس عہد پر جسکے شرائط کی تعمیل عموماً مشکل سمجھی جاتی ہے کیونکر اعتبار کیا جا سکتا ہے"
میکایل "اچھا سچ بتاؤ اگر تم چھوڑ دیے جاؤ تو کیا کرو"
حسن "مجھے جب یہ یقین ہو کہ مین رہائی پاکر پھر اپنی اصلی آزادی کیطرف عود کرونگا تو وہ اپنا پروگرام تیار کرون اور بتا سکون کہ یہ کرونگا وہ نہ کرونگا اور پھر بھی کہانتک بتا سکتا ہون

اور بفرض اسوقت اگر مین یہ بھی باور کر لون کہ ضرور چھوٹ جاؤنگا اور اس بنا پر بعد اس فرضی رہائی کے مین اپنے اُن مقاصد اور ارادون کو جو میرے ذہن مین آئین آپکے سامنے بیان کرون تو مجھے اب تک نہین معلوم کہ میرے اس بیان کے صحیح خیال کرنے کی کونسی جدید وجہ پیدا ہو جائیگی "

میکایل "خیر تمہاری خوشی۔ یہ ذکر جانے دو۔ اگر شاہی افواج سے بابک کے مقابلے کا کچھ حال معلوم ہو تو بیان کر دیا

حسن۔ ہو دیکھیے مین "کہتا تھا کہ جس سلسلۂ تقریر مین آپ مصروف ہین اُسکا کوئی نتیجہ نہین نکلیگا بابک کے متعلق مجھے اسقدر معلوم ہو کہ وہ ایک ملحد شخص ہو اور اوباشونکا ایک مجمع اُسکے ساتھ ہو گیا ہو اُسنے ناعاقبت اندیشی سے امیر المومنین سے سرتابی کی ہے اسکی تنبیہ کے لیے فوجین متعین کی گئی ہین دو چار مرتبہ مقابلہ بھی ہوا ہو مگر ہنوز کوئی آخری فیصلہ نہین ہوا۔ مین نے یہ بھی سنا ہے کہ بابک نے آپکو یہ دھوکا دیا ہو کہ بارگاہ خلافت کی تمام فوجی قوت اب اُسکے مقابلے مین موجود ہو اور آپ باسانی اسلامی ملک پر قبضہ کر سکتے ہین۔ حالانکہ یہ بابک کی چالاکی ہو۔ وہ شاہی فوج کے مقابلے سے تنگ آگیا ہو اور قریب ہے کہ تباہ و برباد کر دیا جائے یہ حالت دیکھکر اُسنے آپ کو ورغلایا تا اور یہان آنے کی ترغیب دی تاکہ ہماری فوجی قوت دو طرف بٹ جائے اور اُسکا بوجھ ہلکا ہو جائے مگر میرے نزدیک بابک کا یہ خیال خام ہو۔ بہت قریب ہے کہ اُسکی جھوٹی عزت خاک مین ملا دیجائے اور وہ بغداد کے بازار مین پا بزنجیر دکھائی دے "

میکایل "یہ تمہاری محض چرب زبانی اور فوری جوش ہو ورنہ جہانتک خیال کیا گیا ہے۔ بابک اپنی کوششون مین کامیابی حاصل کرنیوالا معلوم ہوتا ہے "

حسن "اس بارے مین زیادہ غور و فکر کی ضرورت نہین، ہو جو ہونا ہوگا ہو رہے گا آپ کے اصرار سے مین نے تذکرتاً اس معاملے کو بیان کر دیا ورنہ ایسے اہم بالشان معاملات مین مجکو رائے زنی سے کیا مطلب "

اسقدر تقریر کے بعد پرنس کے اشارے سے قیدی اسکے سامنے سے ہٹا دیئے گئے اور جو جگہ اُنکے لیے تجویز کی گئی تھی وہان پہونچا دیے گئے۔

چوتھا باب

رہائی

تاریک شب کا پہلا نصف حصہ ختم ہونے کو ہے۔ ایسے وقت مین عموماً تمام دن راحت و عیش مین بسر کرنیوالے بھی بستر خواب پر چادر تان کر آنکھین بند کر لیتے ہین اور اُنکے حواس ظاہری اپنی ڈیوٹی پوری کر کے جسمانی انتظام کا چارج قواے باطنی کو دیدیتے ہین۔ پھر بھلا وہ لوگ جنکو کئی دن اور کئی راتین ایسی گذری ہون کہ کسی وقت کمر کھولکر آرام سے بیٹھنا تک نہ نصیب ہوا ہو ایسے وقت مین بھی نہ پڑ رہین تو کیا کرین انسانی زندگی اپنی ضرورتون کے مہیا کرنے مین اکثر انسانی ارادہ کے خلاف کوشش مین کامیاب ہو جایا کرتی ہے چنانچہ آج بھی ایسا ہی ہوا۔ رومی فوج نے بہت چاہا کہ آج کی رات بھی وہ بدستور اپنے خدمات پر مستعدی کیساتھ قائم رہے۔ مگر نہ ہو سکا۔ عادت کے خلاف کوشش مین کامیابی نہوئی۔ پرسون زبطرہ کے معرکے مین تمام فوج شل ہو گئی تھی اسپر طرہ یہ ہوا کہ کل کیمپ مین واپس آتے ہی ادھر کوچ بولدیا گیا۔ تمام رات پہاڑ دنین ٹھوکرین کھاتے گذری دن سفر مین کٹا شام ملطیہ مین پہونچکر دیر تک لوٹ مار دوڑ دھوپ قائم رہی اب سمن کی طرف سے اطمینان نصیب ہوا اور عادت کے موافق راحت و آرام کا وقت آگیا بہت کچھ روک تھام کی لیکن کچھ اثر نہ ہوا فوج نے ہتھیار کھولکر پھینکدیے۔ اور جو جہان تھا وہین پڑ رہا۔ جبراً قہراً جو سوار طلایہ اور پہرے کے لیے مقرر کئے گئے تھے۔ اُن غریبون کو اس وقت بھی چین اور آرام کا موقع نہ ملا۔ زین پر بیٹھے جھومتے رہے۔

حسن آج سر شام سے بہ نسبت دن کے بہت زیادہ متفکر نظر آتا تھا اور رہ رہ کر گرد و پیش کے سلسلہ کوہ کو بار بار دیکھتا اور کچھ سوچکر رہجاتا تھا۔ جو جو رات گذرتی جاتی تھی اُسکا تردد اور خفقان بڑھتا جاتا تھا۔ اسی حالت مین وہ طلب کیا گیا اور تھوڑی دیر پرنس سے گفتگو کر کے رومی فوج کے ساکن دریا مین پیرتا ہوا اپنے مقام پر واپس آیا اور اسوقت اسکے چہرے سے چندان تردد اور اضطراب کے آثار نہین ظاہر ہوتے تھے اور معلوم ہوتا تھا کہ جس معاملے مین یہ متفکر تھا اُسکی کوئی صورت نکل آئی یا امید ہے کہ نکل آئے۔ حسن کئی مرتبہ بیٹھا مگر پھر اُٹھ اُٹھ کے کبھی بیٹھ جاتا اور کبھی کھڑا ہو جاتا تھا

پورے ایک بجے جب روندگے سوار اسکے قریب سے ہوکر پرنس کے خیمے کی طرف بڑھ گئے تو حسن چپکے سے اُٹھا اور اپنے ایک ساتھی کے سرہانے بیٹھکر اس کے کان مین آہستہ آہستہ کچھ کہا وہ فوراً گھبراکر اُٹھ بیٹھا اسی طرح اسنے اپنے تمام ساتھیون کو ہوشیار کردیا

حسن "(نہایت دبی آواز سے) جعفر دیکھو وہ ہمارے ہتھیار رکھے ہوئے ہین مین نے شام ہی سے اس جگہ کو زیر نظر رکھا ہے تم بے خدشہ وہان جاؤ۔ سب حرامزادے غافل ہورہے ہین۔ کئی روز کے تھکے ماندے ہین ایک بھی نہ ہشیار ہوگا چپکے سے اور فرخ جاکر کمانین اور ترکش اُٹھا لاؤ تو پھر مین تدبیر بتاؤن"

جعفر "بہت خوب انشاء اللہ مین ابھی لاتا ہون"

یہ کہکر جعفر فرخ کو ساتھ لیے ہوئے دبے پاؤن اس جگہ پہونچا۔ اگرچہ ان دونون کو اس جگہ پہونچتے پہونچتے ہتھون کو پھاندنا پڑا مگر حسن کا کہنا صحیح ہوا کہ ایک نے بھی کروٹ نہ لی۔ یہ دونون کمانین اور ترکش لیکر اپنی جگہ آگئے جعفر نے پھر اشارے سے سب کو قریب بلایا اور حسن کے پیچھے پیچھے یہان سے یہ سب قلعے کی فصیل کی طرف غیر متوحش انداز سے روانہ ہوئے تقریباً چالیس پچاس قدم تک گئے ہون گے کہ فصیل کے گرد جو خندق تھی اُسکے نشیب مین اترے اور تھوڑی دور تک چلکر پھر اوپر کنارے پر چڑھ آئے اب یہ سب رومی فوج سے دو تیر کے فاصلے پر پہونچ گئے۔ قریب قریب خوف دہراس بالکل جاتا رہا تھا۔ قدم بھی تیز اُٹھتے تھے۔ اور ایک دوسرے سے باتین بھی کرلیتا تھا۔ یہ لوگ یہان سے جلد جلد تقریباً ایک میل آگے بڑھے ہونگے کہ کوہستانی سلسلہ شروع ہوا۔

حسن اور اسکے ساتھیون کو چونکہ بارہا اس نواح مین آنے جانے کا اتفاق ہوا تھا اور وہ ان پہاڑون کے نشیب و فراز اور تنگ اور پیچیدہ گھاٹیون سے خوب واقف تھے اسلئے باوجود اندھیری رات کے وہ اپنی منزل مقصود کی سمت برابر بڑھے چلے جاتے تھے قریب صبح جبکہ نیلگون آسمانی سطح پر روشنی پھیلنی شروع ہوئی اور طائران سحر چہچہانے لگے۔ حسن چلتے چلتے رک گیا اور اپنے ساتھیون سے کہنے لگا "یہ ضروری شدنی بات ہے کہ رومی خواب غفلت سے چونکتے ہی ہمارا تجسس کرین گے۔ اور چونکہ میکایل کو میری نسبت یہ خیال پیدا ہوگیا ہے کہ مین ایک معمولی آدمی نہین ہون اسلئے تعجب نہین کہ

بڑی سرگرمی سے ہمارا تعاقب کیا جائے۔ اس حالت میں مناسب ہے کہ آفتاب نکلنے سے پہلے ہم اپنی حفاظت کا کوئی انتظام کر لیں۔ جعفر تم بتا سکتے ہو کہ اب ہم ملطیہ سے کتنی دور آگئے اور جس راستے پر کھڑے ہیں یہ کس کس طرف گیا ہے۔

جعفر "یہاں سے ملطیہ نو میل سے کم نہیں ہے اس راستے سے بھی میں اچھی طرح واقف ہوں۔ اگر یہاں سے ہم سیدھے شمال کی سمت چلیں تو نہر لامس پر پہونچیں گے جو ہمارے اور روم کے درمیان حد فاصل ہے اور اگر اس راستے کو چھوڑ کر شرق کیطرف پھر پڑیں تو طرسوس میں داخل ہونگے۔ گرچونکہ ملطیہ سے طرسوس کا معمولی راستہ ہم تعاقب کے خیال سے چھوڑ کر ادھر چلے آئے اسلئے دور پڑ گئے اور اب یہاں سے طرسوس کامل ایک منزل ہے"

حسن "بس اب ہمکو یہاں سے کسی طرف آگے نہ بڑھنا چاہیئے۔ اسی سامنے والے پہاڑ پر چڑھ جیں اور آج کا دن یہیں بسر کریں۔ بلندی پر سے ہم دشمن کو بھی بفرض اگر اس نے سیدھا اسی سمت ہمارا تعاقب کیا تو دور سے آتے ہوئے دیکھ سکتے ہیں اور بچنے کا کوئی موقع نکال سکتے ہیں۔ پھر سر شام سے طرسوس کیطرف روانہ ہو جائیں گے تاکہ رات ہی رات وہاں پہونچ جائیں۔ آؤ بس اب دیر نہ کرنا چاہئے۔ اسی پہاڑ پر گوشۂ عافیت تلاش کر کے بیٹھ رہیں"

حسن کی اس تجویز کو سب نے پسند کیا اور رفتا رفتا نہیں ٹہلتے ہوئے بات کی بات میں سب قلۂ کوہ پر پہونچے اور ایک محفوظ جگہ تجویز کر کے پناہ گزین ہو گئے۔

پانچواں باب

گو یدد لم کہ مشتری ما شود کسی
پنہان نشستہ ایم کہ پیدا شود کسی

آفتاب خط نصف النہار سے تجاوز کر کے افق مغربی کیطرف جھکتا جاتا ہے وہ راہ رو جو دوپہر کی بھرپور گرمی سے اکتا کر سایہ دار درختوں کے نیچے پناہ گزین ہوئے تھے اٹھ کھڑے ہوئے اور دامن سمیٹ کر چل نکلے۔ چونکہ آنیوالا تیرہ و تاریک وقت قریب ہے ہر راہ نورد اپنی پوری کوشش اسمیں صرف کر رہا ہے کہ دن کی روشنی میں اپنی منزل مقصود پر پہنچ

شاید ہی خیال نے ان معدودے چند سوارونکی رفتار کو بھی حد اعتدال سے بڑھا دیا ہے جو اسوقت اس کوہستان مین گام فرسائی کر رہے ہین جہان سلسلہ کوہ کے کسی گوشے مین حسن اور اُسکے ساتھی غروب آفتاب کے انتظار مین چھپے بیٹھے ہین حسن پھر اسوقت شب کیطرح زیادہ متردد نظر آتا ہے۔ ابھی تک اُسکی یہ حالت تھی کہ خود بخود کبھی کبھی کہہ اٹھتا تھا مین نے بڑی غلطی کی مجھے ہرگز ایسا نہ چاہئیے تھا مین نے ملطیہ کی مسلمان رعایا کو اپنی آنکھون سے تہ تیغ ہوتے دیکھا اور یہ بھی سنا کہ زبطرہ مین کئی ہزار مسلمان سخت بیدردی کے ساتھ ذبح کئے گئے اور عفت مآب بیبیان اسیر کی گئین۔ لیکن مین اسطرح اپنی جان بچا کر بھاگ کھڑا ہوا کہ گویا ان مظلوم مقتول اور مایوس اسیرونسے مجھے کوئی واسطہ ہی نہ تھا اور نہ ان خدا کے واحد کے بندون کا مجھپر حق تھا۔ افسوس افسوس انسان فطرۃً بڑا جلد باز پیدا کیا گیا ہے۔ ہاے کم از کم مجھے یہ چاہئے تھا کہ جسوقت رات کو میری کمان اور میرا ترکش پھر میرے قبضے مین آگیا تھا اسوقت سفاک رومیون پر حملہ کرتا اور گو بالآخر اسکا نتیجہ یہی ہوتا کہ مین مجروح اور مقتول ہوتا مگر یہ ضرور تھا کہ مسلمانون کا حق رفاقت ادا ہو جاتا۔

غرضکہ اسی جوش و خروش مین حسن کو اتنا دن گذرا تھا اور جعفر ہر مرتبہ اس کو نرم گفتاری اور معقول تقریر سے سمجھا دیتا تھا۔ لیکن دن ڈھلنے کے ساتھ ہی حسن بالکل تیار ہو گیا کہ اب طرسوس کی طرف روانہ ہو اور راستے معلوم کر لیا کہ اگر رومی فوج اسکا ہی سمت مین تعقب کرتی تو کب کا معلوم ہو جاتا۔ جعفر ہر چند کہتا رہا کہ جہان اتنا دن گذرا وہان تھوڑی دیر اور صبر کرنا چاہئے۔ آفتاب غروب ہولے تو چلیں۔ مگر حسن کے اضطراب کے سامنے ایک پیش نہ گئی اور آخر اسی وقت چل کھڑے ہوئے جو ہونا ہوتا ہے لاکھ ٹالیے مگر ہو کر رہتا ہے۔ ابھی یہ مختصر جماعت پہاڑ سے اتر ہی رہی تھی کہ سامنے سے کچھ سوار دکھائی دئے جو آناً فاناً مین اُن پر پہونچ گئے اور ان کو پہاڑ سے اترتے ہوئے دیکھکر ان مین سے سوائے ایک سوار کے جو اپنی جگہ قائم رہا سب کے سب دیوانون کیطرح برچھے تانے ہوئے مسلمانون پر لپکے۔ حسن نے یہ دیکھکر بڑے شجاعانہ لہجے سے اپنے ساتھیون کو للکارا اور کہا۔ مقام شکر ہے کہ انتقام کشی کا سلسلہ شروع ہو گیا اور میری تسکین خاطر کا ذریعہ نکل آیا۔ یہ سنتے ہی مسلمانونکے

ہاتھون مین کمانین کھین اور تیرون کی بوچھار ہونے لگی۔ رومی سواروں کو ہیرین سنبھالنے کا جب تک ہوش آئے آئے خارہ شگاف تیرون نے ان کے دل و جگر مین گھر کرلیا۔ سوار ونکے ہاتھون سے نیزے اور گھوڑون کی پشت سے سوار گرنا شروع ہوے اور قبل اُسکے کہ نیزے کی زد پر لانے کو ہونچا لین انھین تیرون نے پیام اجل ہونچا کر اس ناگہانی جنگ و جدال کا خاتمہ کر دیا۔ اسوقت جعفر نے بڑی پھرتی سے بڑھکر ایک گھوڑے کی باگ پکڑ لی اور اُسکے اشارے سے باقیماندہ گھوڑون کو بھی مسلمانون نے اپنے قبضے مین کر لیا۔ سب کے بعد جو سوار چکرا کر گھوڑے سے گرا اس کے منہ سے جو درد انگیز الفاظ نکلے وہ یہ تھے "آہ آہ جوئنا اب مسیح تیری مدد کرے اور میری مریم تجھے اپنے پاک دامن مین چھپا لے۔ کاش تو بھی دلیری کے ساتھ جیسا کہ تیری طبیعت کا اقتضا تھا ہمارے ساتھ بڑھ آتی اور اپنی معصوم روح ان جگر خگار تیرون کی نذر کرکے خود کو اور نبی مبارک قوم کو کنیز ہمارے کی ذلت اور خواری سے بچاتی" یہ جعفر نے قریب سے ان الفاظ کو پورا پورا سنا اور وہ ایک دفعہ چونک کر چارون طرف دیکھنے لگا اُسنے دیکھا کہ شمال کی جانب ایک سوار بیحد تیزی سے باگ اٹھائے جارہا ہے جعفر فوراً ہی رکاب پر پاؤن رکھکر گھوڑے کی پشت پر ہونچا اور کمان بیس کیے ہوئے بیتحاشا اس سوار کے تعقب مین چلا بات کی بات مین اس شہسوار نے گریزپا سوار کو لیلیا اور اگر کہین شانون پر سیاہ ریشم کے لچھون کی طرح بکھرے ہوئے گیسو جعفر کو توہم مین نہ ڈالدین تو خیر نہ تھی۔ لب سوفار کمان کے چلے تک ہونچ چکا تھا۔ جعفر بڑھکر برابر ہونچا اور گوشۂ کمان سے سوار کے ہاتھ سے باگ کھینچکر کہا "جوئنا بس" اس موقع پر جعفر کی فراست قابل داد ہے کیونکہ مجروح سوار نے جسکی نجات کے لیے دعا کی تھی وہ یہی لڑکی تھی اور اسی کا نام جوئنا ہوا باگ کھینچتے ہی گھوڑا رک گیا اور اس حور روش اور ملائک فریب لڑکی نے ٹھنڈی سانس لیکر بہ نگاہ یاس ایکدفعہ آسمان کیطرف دیکھا اور شرگین آنکھیں نیچی کرلین۔ گلابی رخسار جو پھول کی طرح شاداب تھے پیر زردی چھا گئی مسلسل سرمہ آلود آنسو زم اب ناک عارض پر بہ آئے گویا آئینۂ صباحت کو جوہر ملامت نے آب و تاب دی جعفر نے اکبار غور سے دمکتے چہرے کو دیکھا اور خدا جانے کس خیال نے اُسے اسپر مجبور کیا کہ بہت تسکین بخش انداز سے

کہنے لگا "بیلو جوئنا تم اسقدر پریشان اور بدحواس نہو سردست یہ خلاف مصلحت ہے کہ تمہین تمہاری حالت پر چھوڑ دیا جائے اور ہم تمہارے ہمراہ نہون لیکن مین سچائی کے ساتھ تمہین یقین دلاتا ہون کہ تم ہماری نگرانی مین خاطرخواہ آزادانہ زندگی بسر کروگی اور ہر قسم کے جور اور ظلم سے محفوظ رہوگی بظاہر تمکو اُن مسلمان قیدیونکی مصیبت دیکھکر جو رومی لشکر مین قید مین اپنی نسبت بھی اسی قسم کے ظلم و ستم مین گرفتار ہونے کا احتمال ہوگا مگر یہ تمہارے خیال کی غلطی ہے مسلمانون کا حربی قیدیون کے ساتھ ہرگز یہ برتاؤ نہین ہے آؤ مین صاف صاف لفظون مین اپنے سردار سے بھی اگرچہ اسکی ضرورت نہین ہے محض تمہارے اطمینان کے لیے تمہاری سفارش کردونگا"

ابھی جعفر یہ کہہ ہی رہا تھا کہ حسن مع اپنے ہمراہیون کے وہان پہونچگیا۔ جعفر نے جوئنا کے گھوڑے کی باگ چھوڑ دی اور حسن سے جوئنا کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ "یہی جوئنا ہے"

حسن "یہ کیونکر معلوم ہوا"

جعفر "(جوئنا سے) کیون تمہارا ہی نام جوئنا ہے نا"

جوئنا نے دیر تک اس سوال کا جواب نہ دیا اور بجائے اسکے کہ زبان سے کچھ کہے یا اشارے سے کچھ بتائے معلوم ہوا کہ خوف اور دہشت سے اسکا نازنین جسم تھرتھرا رہا ہے اور بار بار برگ گل کی طرح اُسکے لب لعلین مین ایک غیر محسوس حرکت پیدا ہوکر ناتمام رہجاتی ہے۔ حسن کے درد آشنا دل پر اس انداز نے عجیب معجزنما اثر ڈالا۔ وہ قریب آگیا اور کہنے لگا "اے رومی لڑکی تو عنقریب معلوم کریگی کہ جو وحشت خیز خیالات اسوقت تیرے نازک دل مین پیدا ہوئے ہین اور تیرے صبر اور شکیب کو برباد کررہے ہین وہ ہر طرح خلاف واقع ثابت ہونگے ایک مسلمان قیدی کو رومیونکے تجبر ظلم مین گرفتار ہوکر زیبا ہے کہ تیری طرح بیقرار ہو لیکن رومی اسیر جنہے مسلمان ماخوذ کرین وہ سوا اسکے کہ جبتک اسکی تقدیر مین مفارقت بدی ہے اپنی قوم سے جدا رہے اور کسی طرح کی دل آزاری اور مصیبت سے اسے اندیشہ مند نہونا چاہیے"

جوئنا "(لرزتی ہوئی آواز سے) صاحب یہ مصیبت کیا تھوڑی مصیبت ہے کہ

اپنا گھر بار شہر و دیار ہمیشہ کے لیے چھوٹے. سخت جانی کی بدولت ساری عمر کنیزی مین بسر ہو. آہ مجھے اس اپنی بدنصیبی کا کبھی گمان بھی نہوتا تھا"

حسن "تم جانتی نہین. بات یہ ہے کہ جب تک دل مین کسی شے کی محبت رہتی ہے اس وقت تک اس چیز کی مفارقت اور جدائی ناگوار ہوتی ہو. تم کو کیا تعجب آج کی طرح ہمیشہ سرزمین روم کی الفت بدستور تمہارے دل مین قائم رہے گی جو ہمیشہ تمہاری زندگی کو تلخ رکھے گی. رہا کنیزی کا معاملہ ضرور نہین کہ اُس کا اثر سب پر یکسان پڑے"

جوئنا "آہ مجھے اب ہمیشہ کے لیے غریب الوطن اور قیدی ہو کر رہنا ہوگا"

حسن "گرنہ بدنصیب مسلمان قیدیون کی طرح جنپر قید ہوکر وہ مصیبت پڑتی ہے جسکا برداشت کرنا قوت انسانی سے باہر ہے اور جس کے دیکھنے سے شاید تمہارا متعصب دل بھی دردمند ہو جاتا تو کچھ عجب نہین"

جوئنا "ہائے تو کیا مجھ سے ان ہزار دن قیدیون کا انتقام لیا جائے گا"

حسن "تم سے کیا انشاءاللہ تھیوفلس اور ظالم میکائیل سے ایک دن ان مظالم کا انتقام لیا جائیگا"

جوئنا "آخر مجھے معاف رکھنے کی وجہ"

حسن "یہی کہ عورت ہو"

اس فقرے نے جوئنا کے خوف زدہ اور نادان دل پر جو اثر ڈالا اور جن خیالات کو اسکے ذہن مین پیدا کیا اگرچہ ان خیالات کو اس جملے کے اصلی مفہوم سے کوئی تعلق نہ تھا لیکن یہ ضرور ہے کہ وہ جو کچھ سمجھی اپنے لیے بہت اچھا سمجھی اُسکی آنکھین جو جام سرشار کی طرح چھلک رہی تھین شرمگین کرشمون سے بھر گئین. دل مین دہشت کی جگہ خود بخود ایک خوش آیند کیفیت پیدا ہو چلی. اُس نے آنسوؤن کا سلسلہ ختم ہونے کے بعد ایک غلط انداز نگاہ سے حسن کے حسین چہرے کو دیکھا اور اسیطرح یہ ہوا کہ اسی سلسلے مین حضرت دل نے سنگے ہاتھ حسن کا دلفریب فوٹو لیکر اپنے البم مین ایک ممتاز خصوصیت کے ساتھ لگا لیا اور ساتھ ہی ذوق طبیعت نے اس مین رنگ آمیزیان شروع کردین چشم زدن مین ساری روداد بدل گئی

آرزوؤں کے رخ ادھر سے اُدھر ہو گئے حسرتوں کی نیتیں اور ہو گئیں۔ حسن کو اس باطنی تغیر کی کیا خبر اُسنے جوُنا کو چونکایا اور کہا کیا تم اپنی اصلی سرگذشت قبل اسکے کہ کسی دوسرے ذریعے سے معلوم ہو جائے بتا سکتی ہو۔

جوُنا (چونک کر) "میں اپنی سرگذشت؟"

حسن "ہان میں تُمسے ابھی صرف تمھارا ہی حال پوچھتا ہون"

جوُنا "ہان بتاؤنگی کیون نہین"

حسن "تمھین اب ہم جوُنا کہین نا؟"

جوُنا "آپ اسی نام سے مجھے پکارے میں اسکو اپنا نام سمجھونگی"

حسن "یہ نہین۔ آخر یہی تمھارا نام ہے۔ کہ نہین۔"

جعفر "آپ اُسنے نہ پوچھیے۔ مین جانتا ہون جوُنا یہی ہے"

حسن "خیر آخر معلوم ہی ہو جائیگا (جوُنا کیطرف دیکھکر) کیا تم زبطرہ سے آتی تھین؟"

جوُنا "ہان مین وہین سے آ رہی تھی"

حسن "ملطیہ جانیکا قصد تھا یا کہین اور"

جوُنا "نہین مین آج دریاے لامس کو عبور کرکے اپنے حدود مین جانیکو تھی لیکن اب معلوم نہین قسمت کہان لیجائے کل مین بھی شاہی فوج کے ساتھ ہوتی تو کاہیکو یہ روزِ بد دیکھنا نصیب ہوتا۔ مقدر"

حسن "شاید کل تھیوفلس بھی اسی راہ سے دریاے لامس کو عبور کریگا۔"

جوُنا "خیر تو یہی تھی آئندہ جو ہو"

عمر فرغانی "اب زیادہ یہان ٹھہرنا مناسب نہین۔ راستہ کھلا ہے۔ مبادا کوئی ایسی ہی بلا پھر نازل ہو"

حسن "خدا کرے نہین ایسی ہی بلا اور بھی نازل ہو"

جوُنا اس فقرے پر بیساختہ ہنس پڑی اور عمر فرغانی کیطرف دیکھکر کہنے لگی "وہ مطمئن رہیے اب ایسی کوئی بلا نازل ہوگی جو تمھارا ہو سکا"

عمر فرغانی "نہین احتیاط شرط ہے"

حسن "کچھ نہین واقعی یہی سبب۔ رومی فوجین کل چلین گی۔ اس وقت اس کا

احتمال نہیں ہو سکتا کیونکہ دن ختم ہو گیا آخر تو جلد کسی منزل و مقام کا کوئی ٹھکانا ہونا چاہیے۔
لیکن یہ ضرور ہے کہ اب یہاں سے چلنا ہی مناسب ہے۔ آفتاب بھی غروب ہونیکو
ہے۔ الحمد للہ اب تعاقب کا بھی اندیشہ نہیں باقی رہا۔"

جوُنا: "کیا آپ سے ہمارے پرنس میکائل کی فوج کا مقابلہ ہوا تھا۔ اگر مقابلہ ہوا تھا
تو آپ کیونکر بچ گئے؟"

حسن: "ہاں میکائل کی فوج سے اتفاقیہ مقابلہ ہو گیا تھا مگر خدا نے اُس
ظالم کے شر سے بچا لیا۔"

جوُنا: "کیا لڑائی بھی ہوئی تھی؟"

حسن: "مقابلہ ہوا اور لڑائی ہوئی۔ ہمارے جسموں پر جو زخم دیکھتی ہو یہ تمہاری ہی
تلواروں کے ہیں۔"

جوُنا: "کیا [illegible] آپ کے ساتھ کتنے جانفروش سپاہی تھے؟"

حسن: "ایک سو [illegible] جن میں اب پندرہ باقی ہیں اور شہید ہو گئے
[illegible] ظالم [illegible] پر مجھے فتحیاب کرے۔"

جوُنا: "تعجب ہے آپ اور یہ تھوڑے سے سپاہی رومی فوج کے ہاتھ سے کیونکر جانبر ہوئے؟"

حسن: "تعجب کی بات ضرور ہے مگر خدا کی مشیت اسی کی متقاضی ہوئی کہ ہم دشمنوں کے
ہلاکت میں پڑیں اور [illegible] شیر زخم خوردہ کی طرح ہمارا غیظ و غضب
مشرکین روم کو [illegible] کیے گئے تھے۔ مغلوب ہوئے تھے۔ آج
ہمکو وہ غلبہ نصیب ہوا کہ جس کی ایک زندہ نشانی تم موجود ہو اور اب انشاء اللہ اسی
طرح فتح و ظفر ہماری رفیق حال رہے گی۔"

جوُنا: "آپ سچ کہتے ہیں۔ اصل یہ ہے کہ قیصر نے ناحق فتنۂ خوابیدہ کو بیدار کیا اور
عوام کے جوش و خروش نے اُسے مغرور کر دیا۔ اب قیصر خود متردد ہے۔ پرسوں
کل بطریق اعظم کی تقریر سنی وہ فرماتے تھے کہ وہ بوجہ قیصر پر ہراس چھا گیا ہے اور
وہ پسند کرتا ہے کہ لاسس کو مجبور کرکے روم بھیج دے [illegible] بیٹھا رہے اور معتصم کی فوج کشی کا
انتظار کرے۔ حالانکہ یہ بالکل بدتر [illegible] ہے اور جب [illegible] قسطنطنیہ سے سفر کیا
ہے اس تجویز کا کوئی اثر نہ تھا۔"

جعفر (حسن سے) دیکھیے۔ رومیون کی اس جبلی عادت مین کبھی فرق نہین پڑا کہ یہ ناعاقبت اندیش ہمیشہ فتنہ و فساد برپا کرکے روپوش ہوجاتے ہین۔ یا یہ ہوتا ہے کہ مغلوب ہوکر عاجزی کے ساتھ خوشامدین کرنے لگتے ہین اور ہمیشہ کے لیے امن و امان کے عہد و پیمان کر لیتے ہین۔ لیکن چند روز کے بعد عہد و پیمان پر ثابت قدمی کو خیرباد کہکر پھر اپنی بدوضعی کو ظاہر کرتے ہین۔ اور ناگہان ہوکر ہزارون بے گناہ جانین تلف اور صدہا گھر برباد کر دیتے ہین۔ کاش ایک دفعہ یہ اپنی قسمت کا فیصلہ کر لیتے۔

امیرالمومنین ہارون رشید نے کیا کچھ حمایت اور مروت کا برتاؤ انکے ساتھ نہین کیا۔ سچ پوچھیے تو تاج بخشی کیا بلکہ جان بخشی کی۔ عہد و پیمان ہوے کہ ہمیشہ بارگاہ خلافت کے ہواخواہ اور باجگزار رہین گے۔ مگر چند روز بھی اپنے عہد و پیمان پر قائم نہ رہے۔ عہد شکنی کی۔ امیرالمومنین نے پھر تو جنگجوئی کرکے زیر کیا۔ قیصر نے پھر خوشامد درآمد سے صلح کر لی اور پھر اپنی عادت کے موافق معاہدہ توڑ ڈالا۔ اس زمانے کے علاوہ بھی ہمیشہ رومیون کا یہی حال رہا ہے خدا ان ظالمون سے سمجھے مخلوق خدا کے لیے یہ عجب موذی وبا ہین۔"

حسن بڑے بھائی از ماست کہ بر ماست۔ یہ ہمین نے انھین ڈھیٹ کیا ہے۔ قسطنطنیہ کا فتح کر لینا کوئی اہم امر نہ تھا۔ ابتدا سے اسطرف خاص طور پر کسی نے توجہ نہ کی۔ آج تک یہی ہوتا ہے کہ جب انھون نے کوئی ظالمانہ کارروائی کی سرسری طور پر چشم نمائی کر دی گئی بس۔ اول اول یہ رہا کہ روم کی سردسیر اقلیم مین ہماری فوجین جو گرم ملک مین رہنے کی عادی تھین مسلسل جنگ و جدال مین قائم نہ رہ سکین اور سرد موسم شروع ہونے ہی مہمین ناتمام چھوڑ کر اپنی چھاؤنیون مین واپس چلی آتی رہین پھر اسلامی سلطنت کا دائرہ وسیع ہوجانے سے بیشتر خلفاء اسلام کی توجہ ممالک مفتوحہ کے نظم و نسق کیطرف مبذول رہی۔ خانہ جنگیون مین بھی وقت زیادہ صرف ہونے لگا اسوجہ سے رومی مہمات معمولاً بے اعتنائی کے ساتھ بطور رفع الوقتی کے انجام پاتی رہین۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو یونانی زمین مین حکومت کا نام و نشان ابتک نیست و نابود ہوگیا ہوتا۔ لیکن اسکو بھی یاد رکھو کہ اگر یہی لیل و نہار ہین تو ایک دن اسلامی جھنڈا

قسطنطنیہ کی فصیل پر لہراتا ہوگا۔"

یہ کہکر حسن نے گھوڑے کا رُخ طرسوس کی جانب پھیر دیا اور یہان سے یہ سب طرسوس کی طرف روانہ ہوے۔ جوئنا نے جعفر اور حسن کی تقریر بغور سُنی تھی اور اسوقت وہ عجب امید و بیم کی حالت مین تھی کبھی اپنے دل مین کہتی تھی جیسا کہ میرا خیال تھا اور جیسا کہ مین نے قیدیون کے ساتھ اپنی قوم کو برتاؤ کرتے دیکھا تھا میرے ساتھ کوئی کارروائی دل آزاری اور درشت خوئی کے ساتھ نہین کی گئی بلکہ نہایت تسکین اور تشفی کے ساتھ مجھے یقین دلایا گیا کہ مجھسے کوئی بدسلوکی اور مجھ پر کوئی سختی نہ کی جائے گی۔ اور گویا صاف صاف لفظون مین مجھ سے یہ وعدہ کیا گیا ہے کہ بجز اسکے کہ مین اپنی قوم اور اپنے ملک سے دور رہون اس جدید حادثے کا اور کوئی ناگوار اثر مجھ پر نہ پڑیگا اسی کے ساتھ یہ بھی ہوا کہ خدا جانے کیون میرے دل مین وہ خیالات یکایک خود بخود پیدا ہو گئے جن کو جہانتک ہوگا مین چھپانے کی کوشش کرونگی۔ اگرچہ امید نہین کہ اس کوشش مین جیسا کہ چاہیے مین کامیاب بھی ہون لیکن با اینہمہ اب مین وہ سمجھی ہون کہ رومیون کے مظالم پر نظر کر کے مسلمانون کے سینے اُن کے کینہ سے مملو ہو گئے ہین اور ان مین سے ہر ایک کی دلی آرزو یہی معلوم ہوتی ہے کہ اگر اُسے قدرت حاصل ہو تو سرزمین روم کو بوریے کی طرح لپیٹ کر سمندر مین پھینکدے۔ آخر ابھی ابھی جعفر اور حسن کی تقریر سے معلوم ہی ہو گیا پھر بھلا جنکے دلون مین رومیون کی طرف سے یہ کدورت اور کینہ ہو وہ ایک رومی قیدی کے ساتھ کیا خاک رعایت کرین گے۔ انکو میری حالت پر رحم آیا ہو یہ تو ہرگز قرین قیاس نہین۔ مین سمجھتی ہون کہ مجھے قتل کر کے اس جنگل مین ڈالدینا شاید ان کی تسلین خاطر کے لیے کافی نہ تھا اور مجھے طرح طرح کی اذیتین پہونچا کرا پنا دل ٹھنڈا کرنا مقصود ہوگا یا اپنی قوم کو میری دردناک حالت دکھا کر خوش کرنا چاہتے ہون گے اسلیئے مجھے دم دلاسا دیکر لیے جاتے ہین۔ آہ جوئنا تجھ سی بدقسمت لڑکی سرزمین روم مین آجتک نہ پیدا ہوئی ہے نہ ہوگی۔ آہ میری ناتجربہ کاری نے مجھ پر یہ اور ستم کیا کہ میرے بعض حرکات اور سکنات انداز نگاہ۔ اور طرز گفتگو۔ یکایک حالت خوف زندگی کے رفع ہو جانے اور ردنے

دوتے تبسم زیر لبی کے ساتھ باتین شروع کر دینے سے میری شوخ چشمی اور میری قوم کی
بے وقاری کا راز اُنپر کھل گیا ہوگا۔ جس کا داغ مرتے مرتے میرے دل پر رہے گا۔
یہی نہین کہ حسن ایک خوش وضع اور شکیل نوجوان ہے۔ اُس کا دلفریب چہرہ۔ روشن
اور بلند پیشانی بہادرانہ تیور۔ متانت آگین حرکات شاہد ہین کہ وہ اعلےٰ درجے کا
عقیل اور حلیم انسان ہے ممکن نہین کہ وہ میری از خود رفتگی کو تاڑ نہ گیا ہو۔ اور میرے
دل کے ابتدائی جذبات سے واقف نہ ہو گیا ہو۔ جب میری نگاہین جھک جھک کر
اسکے آفتاب سے روشن چہرے پر پڑتی تھین مین دیکھتی تھی کہ وہ ٹال کر اپنے ہمراہیون
کی طرف دیکھنے لگتا تھا اور دوسری طرف متوجہ ہو جاتا تھا یہ اسکی شریفانہ تربیت اور
عالی خیال کا اثر تھا اسمین شک نہین کہ یہ شخص ہر طرح [illegible] دل دینے کے قابل ہے۔
کاش اسکا دل میرے پہلو مین اور میرا دل اُسکے پہلو مین ہوتا۔ جعفر کی ذہانت بھی
اس غضب کی ہے کہ خدا کی پناہ۔ ان ذات شریف نے تو ان سب امور سے پیشتر ہی
ان شدنی واقعات کو معلوم کر لیا تھا اُنھین [illegible] وہ میرے دل کا حال جو [illegible]
بلکہ اپنے دلی جذبات کی حالت شاید میرے [illegible] مجھے
بتانے کی بھی ضرورت نہ ہوئی وہ جان گئے کہ جو [illegible] ہون [illegible] جو وہ اُسے [illegible]
کہ حسن رومیون کو قتل کر رہے تھے اور اُنکے خون کے پیاسے تھے مگر ان بزرگوار
نے سمجھ لیا کہ مجھے معاف کرین گے۔ مجھ سے اگر میرے حق مین حسن نے جو الفاظ کہے
وہ جعفر نے پہلے ہی سے مجھے سُنا دیے تھے۔ یہانتک پہونچکر جوئنا کے سلسلۂ خیال
کا پھر رنگ بدل گیا۔ وہ سوچنے لگی کہ آخر جعفر کو میری نسبت واقعی یہ خیال
کیون ہوا کہ حسن مجکو ایذا اور ذلت دینے سے معاف رکھین گے اور پھر حسن
نے جعفر کے اس خیال کے موافق کیون عمل کیا۔ اگرچہ اس لطیف سوال کا
جواب خود اسکا بیچین دل تفصیل کے ساتھ نہ دیسکا مگر کنایتًا اسکے دل کی طرف سے
جو اُسے جواب ملا صرف اسی قدر اُسکا پتہ ملتا ہے کہ جوئنا نے خود بخود شرمگین ادا سے
کئی بار اپنی عرق آلود پیشانی پر دامن رکھ رکھ کر اُٹھایا۔ حسرت اور یاس کا تیرہ و
تار منظر جو اُسکے پیش نظر تھا اُسمین امید کی روشنی کی جھلک دکھائی دینے لگی۔
اور وہ ایک خیالی آئینہ سامنے رکھ کر اپنے غارتگر صبر و شکیب جمال کے مشاہدہ مین

محو ہو گئی اور اپنے ہر ہر عضو سے حسن … اور دلفریبی کا جائزہ لینے لگی۔ جوُنا اسوقت
جن رنگین خیالون مین محو تھی یقین ہے کہ اُسکے اظہار کے لیے خود اُسے الفاظ نہ ملتے
پھر بھلا قرینے سے دریافت کرکے واقعی کیفیت بیان کرنے کی کیا گنجائش۔ مختصر
یہ ہے کہ جوُنا کا بیقرار دل طلسم محبت کے عجائبات مین یونہی محو تماشا رہا اور یہ گرم رو
قافلہ طرسوس کے نواح مین داخل ہوا۔

چھٹا باب

بزم اُنس

طرسوس مین ملطیہ کی مفرور جماعت کل پہونچ چکی تھی اس سبب سے یہان
ایک عجیب ہلچل مچی ہوئی تھی ہر خاص و عام سخت تشویش مین مبتلا تھا۔ شاہی فوج
مسلح ہو کر قلعہ کی حفاظت پر تلی ہوئی تھی۔ دروازے بند کر دیے گئے تھے فصیلون
اور برجون پر کمان دارون کی صفین ترتیب وار قائم ہو گئی تھین۔ صرف ملطیہ
کی سمت کا ایک دروازہ اس غرض سے کھلا ہوا تھا کہ شاید اُس طرف سے کچھ اور
ستم زدہ مسلمان آجائین۔

رات کا کچھ حصہ باقی تھا کہ حسن مع اپنے رفیقون کے اُسی نیم باز دروازے کے
قریب پہونچا۔ ایک دستہ سوارون کا جو قلعے کے باہر بطور طلایہ کے موجود تھا جعفر
نے دور ہی سے آواز بلند کی۔ خاص فوجی اصطلاح مین ان سوارون کو اپنے
پہونچنے سے مطلع کیا۔ سوارون کے غول سے پیہم خوشی کے نعرے بلند ہونا شروع ہوے
قلعے والونکو اطلاع دیگئی اور اُسوقت جن افسران فوج کی ڈیوٹی تھی اُنھون نے قلعے
سے نکلکر بڑی گرمجوشی کے ساتھ حسن کا استقبال کیا۔ حسن نے اُن کی مستعدی
اور قلعہ داری کے بندوبست پر مسرت ظاہر کی اور مع اپنے رفیقون کے قلعے مین
داخل ہوا۔ یہانسے کئی سو سوار اُسکی جلو مین ہو گئے۔ حسن افسرون سے باتین کرتا
ہوا خراماں خراماں اپنے فرودگاہ پر پہونچا یہ ایک خوش قطع سنگین قصر تھا جو قلعہ
طرسوس کے مشرقی گوشے مین واقع تھا اور اُسکے اسلوب عمارت سے ظاہر ہوتا
تھا کہ محتشمانہ زندگی بسر کرنے والون کی بود و باش کا مقام ہے۔ حسن نے گھوڑے سے

اُترتے ہی جھک کر جعفر سے شاید جوُنا کے بارے مین کچھ کہا کیونکہ اسکے بعد جعفر جوُنا کو مع بعض ہمراہیون کے ساتھ لیکر قصر مین چلا گیا۔ اسوقت حسن کی آمد کی خبر قریب قریب تمام قلعے مین مشہور ہو گئی تھی اور طرسوس مین صبح ہونے سے پہلے ایک چہل پہل مچ گئی تھی۔ افسران فوج تیار ہو ہو کر پہونچتے جاتے تھے۔ حسن باوجود اسکے کہ کسلمند تھا لیکن یہ امر بالکل مصلحت وقت اور اوسکے اخلاق کے خلاف تھا کہ وہ ان افسرون اور بہادر سپاہیون کی قدر نہ کرتا وہ جہان گھوڑے سے اُتر کر کھڑا ہوا تھا کچھ دیر وہین کھڑا رہا اور سب سے تسکین دینے والی اور ہمت بڑھانے والی باتین کرتا رہا۔ سلسلۂ تقریر مین اُسنے ضمناً اپنی کسلمندی کا ذکر کیا اور بدستور انتظام قائم رکھنے اور جاسوسون کے ذریعے سے خبرین منگانے کی ہدایت کر کے دار الامارۃ مین چلا گیا۔ نماز صبح کا وقت ہو گیا تھا حسن نے نماز پڑھی اور جعفر سے باتین کرتے کرتے سو گیا جعفر یہان سے اٹھا جوُنا کے کمرے مین گیا۔ جوُنا جاگ رہی تھی جعفر کی آہٹ پا کر اُٹھ بیٹھی اور کہنے لگی کہ آپکے سردار ابھی باہر سے نہین آئے ہم جعفر ”نہین دیر ہوئی وہ آبھی گئے اور ابھی ابھی نماز پڑھکے ذرا لیٹے تھے مگر چونکہ دو رات کے جاگے ہوے تھے اس سبب سے آنکھ لگ گئی“

جوُنا ”کیا آپ بھی اب سو رہین گے۔“

جعفر ”ہان نیند تو بے طرح آنکھون مین بھری ہوئی ہے“

جوُنا ”خیر جایئے آپ بھی سو رہیے“

جعفر یہ کہتا ہوا کہ دیکھو مین تمھارے دل بہلنے کی تدبیر کیے دیتا ہون کمرے سے باہر چلا گیا اور تھوڑی دیر کے بعد ایک رومی عورت کو ساتھ لیے ہوے آیا اور جوُنا سے کہا کہ جبتک چاہو گی یہ تمھاری ہموطن عورت تمھاری خدمت مین حاضر رہے گی۔

جعفر تو اتنا کہکر رخصت ہوا اور وہ عورت جوُنا کے قریب آکر مودب بیٹھ گئی“

جوُنا۔ (عورت سے) ”کیا تم بھی میری طرح قید اور مصیبت مین مبتلا ہو؟“

عورت ”۔ہان مین اپنی خوش قسمتی سے مامون رشید کے عہد مین ہرقلیہ سے قید ہو کر یہانتک آئی اور خدای پاک کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس قید کی بدولت مجھے بڑی مصیبت اور خواری سے چھٹکارا ملا“

جونا (حیرت کے ساتھ) خوب کیا تمکو قید مین لونڈیون کی طرح زندگی بسر کرنا اپنے وطن مین عزت کے ساتھ آزاد رہنے سے زیادہ پسند ہے - مجھے تو بڑا عجب ہے خدا جانے تم اسوقت کیا کہہ رہی ہو"

عورت۔ "بہلی بی بی مین سچ کہتی ہون مین بھی جب تمہاری طرح نئی نئی آئی ہوئی تھی تمسے زیادہ پریشان تھی اور دعائین مانگتی تھی کہ کہین جلد مرکے مسلمانون کی قید سے چھوٹون مگر چندہی روز مین میرا سب رنج و الم جاتا رہا اور مجھے معلوم ہوا کہ یہ قوم ترقی اور نیک طینت اور پرامتیاز ہے - یون تو اچھے برے ہر ایک ملک اور قوم مین ہوتے ہین مگر اس قوم مین جو برے کہلاتے ہین وہ ہماری قوم کے اچھون سے بدرجہا بہتر ہین - انھین ان مسلمان قیدیون کے دکھ درد کا حال جو رومیون کے محبسون مین بتاہین رہتی معلوم ہو اُسپر یہ تحمل اور ضبط قابل تعریف ہے کہ اسکا انتقام یہ لوگ میدان جنگ ہی مین اپنے دشمنون سے لیتے ہین اور خرد سال بچے اور عورتین جو گرفتار ہوکر انکے بس مین آجاتی ہین انکو اذیت اور تکلیف نہین دیتے سمجھے تو اپنی خوش قسمتی پر فخر ہے کہ دین حق قبول کرکے اس قوم مین شامل ہو گئی مگر میرے ہی ہموطن بعض کج فہم اور بیعقل عورتین ایسی بھی ہین جو محض اسوجہ سے کہ اس بارے مین کبھی مجبور نہین کی گئین بدستور اپنی جہالت پر قائم ہین - لیکن مین دیکھتی ہون کہ باعتبار راحت اور آسائش کے مجھ مین اور انمین ایک غیر محسوس فرق ہے"

جونا (زانو پر ہاتھ مارکر) "یہ غضب کیا تمنے اپنے پاک مذہب کو اسلام سے بدل لیا - افسوس"

عورت۔ "اس بارے مین ابھی مین کچھ نہ کہون گی کیونکہ تمھارے دل مین اسلام کی وہ جھوٹی اور بے اصل برائیان بھری ہون گی جو بطریق ہر ایک مسیحی سے بیان کرکے اُسے مسلمانون سے نفرت دلایا کرتے ہین اور تم نادانی سے انھین بہتانون اور اتہامون کو صحیح اور باور سمجھتی ہوگی"

جونا (کانپ کر) "دیکھو دیکھو مسیح کے جلال سے ڈرو تم مقدس بطریق کی شان مین بدحرک کیا کہہ رہی ہو"

عورت۔ "خدائے یکتا کے عزت و جلال کی قسم کہ مسیح علیہ السلام کی سچی عظمت

اور جناب مریم کی خالص محبت جیسی اب میرے دلمین قائم ہے اُسوقت نہ تھی جبکہ مسیحیت کا تمغہ یعنی صلیب کو گلے مین لٹکائے پھرتی تھی رہا بشپ اور بطریق کا تقدس یہ راز سربستہ عنقریب انشاء اللہ تمپر کھلجائیگا"

جوئنا:- "اپن تم ہمارے خداوند مسیح اور سیری مریم کی عظمت کی قائل ہو یہ تو عجیب بات معلوم ہوئی"

عورت:- "کچھ عجیب بات نہین ہے ذرا اپنے مقدسونکی صداقت پر غور کرتی جاؤ سنو روے زمین پر جتنے مسلمان اسوقت موجود ہین تم اُن مین سے جس سے چاہو حضرت مسیح علیہ السلام کے بارے مین سوال کرو وہ یہی جواب دیگا کہ مسیح روح اللہ۔ کلمۃ اللہ ہین خداے وحدہ لاشریک نے بتول مریم کے پاک اور طاہر بطن سے مثل آدم بن باپ کے اُنھین پیدا کیا اور اُنکو اپنا برگزیدہ نبی اور رسول قرار دیا۔ اُنپر انجیل مقدس۔ جو نور ہدایت سے لبریز ہے۔ روح القدس کے ذریعے سے نازل کی۔ مسیح نے خداے واحد کا پیغام بنی اسرائیل کو پہونچایا اور اُنھین ابدی نجات کی راہین بتائین لیکن ناسپاس بندون نے جب اس گرانبہا نعمت سے روگردانی کی مشیت الٰہی اسکی مقتضی ہوئی کہ اپنے پاک نبی کی خیر و برکت کو اُس ناقدردان قوم سے اُٹھالے اور ایسی نابکار قوم کو اُسکے کردار کی سزا دے"

جوئنا:- "ہمارے مقدس بطریق نے بارہا فرمایا ہے کہ مسلمان بھی مثل یہود کے مسیح اور مسیحیونکے دشمن ہین۔ اگر تم مجھے دھوکا نہین دیتی ہو تو ظاہر ہے کہ اُن کا یہ خیال شاید درحقیقت صحیح نہو۔ مگر ہان مین سمجھی مسلمان مسیح کی نبوت کے معترف ہین مگر ہمارے خداوند مسیح کی الوہیت کے قائل نہین"

عورت:- "الحمد للہ بارے یہ تو تمھین معلوم ہوا کہ حضرت مسیح کی نبوت پر ہمارا ایمان ہے اور اُنکو ہم نبی برحق جانتے ہین۔ نعوذ باللہ جیسا کہ تمہارے مقدس پیشوا کا خیال ہے۔ مسلمان مسیح اور مسیحیون کے دشمن نہین ہین"

جوئنا:- "آخر جب مسلمان۔ مسیح کو نبی برحق جانتے ہین تو پھر عربی پیغمبر کی بتائی ہوئی شریعت اور دین پر کیون قائم ہین"

عورت:- "مین تسلیم کرتی ہون کہ موسیٰ اور توراۃ مقدس کی نسبت مسیحیون کا

کیا اعتقاد ہے"

جوُنا: ہم سب مسیحی موسیٰ کو خدا کا پیارا نبی اور توراۃ مقدس کو آسمانی کتاب جانتے ہین"

عورت: پھر مسیح ناصری کی شریعت اور دین پر کیون قائم ہو اور موسائیون کے مخالف کیون ایک نیا مذہب بنا رکھا ہے"

جوُنا چونکہ ایک سمجھدار لڑکی تھی یہ معقول جواب سُنکر خاموش ہورہی اور تھوڑی دیر سکوت کے بعد اُسنے بحث کو پھر ایک جدید صورت مین پیش کیا اور کہنے لگی "میری پیاری ہموطن بہن خفا ہونا میرے نزدیک تمنے بڑی غلطی کی کہ اپنا قومی مذہب چھوڑ کر یہ نیا مذہب اختیار کر لیا اور غیر قوم مین شامل ہوگئین"

عورت: بی بی دین الٰہی جس قوم مین ہو وہ اتباع کے لائق ہے۔ ابراہیم نے جب دین الٰہی کا اثر اپنی قوم مین نہ پایا تو دیکھو کیسا قوم کو چھوڑ کر الگ ہوگئے اسی طرح مسیح نے بنی اسرائیل سے کنارہ کیا۔ اور حواریون نے اُنکا سچا دین قبول کرنے مین اپنی تمام قوم سے جدائی اختیار کی۔ بات یہ ہو کہ خدا کا دین اختیار کرنا چاہیے اگر اسکا پتہ اپنی قوم مین ہو تو نوُر علی نور ہے ورنہ پھر جو قوم ہو قوم کی رفاقت مین ابدی نجات کو چھوڑنا اور جھوٹے تعصب کی تحریک سے تمام عمر گمراہی مین مبتلا رہنا سراسر بے عقلی اور نادانی ہے"

جوُنا: افسوس تم مسلمانون کے مذہب مین آگئین اور باطل عقائد نے تمہارے دل پر فتح پالی۔ خدا تمہارے حال پر رحم کرے اور اپنے مقدس نور ہدایت سے پھر تمہارے قلب کو روشن فرمائے۔ مین یہ سُنکر بہت خوش ہوئی تھی کہ تم میری ہموطن اور ہمراز ہو۔ اس رنج و مصیبت مین میری غمگساری کروگی لیکن بدقسمتی کہان جائے۔ اب معلوم ہوا کہ تم بھی میرے زخم جگر کا نمک ہو"

عورت: مین بدل و جان تمہاری خدمت اور رفاقت کے لیے موجود ہون اور یقین ہے کہ بہت جلد تمہارے نزدیک ہمدرد اور جان نثار ثابت ہون گی۔ اور جس اسلام کو آج تم ایسی بُری نظر سے دیکھ رہی ہو کل معلوم ہو جائے گا کہ انسانی ہمدردی کا سبق دینے اور بداخلاقی کی بیخکنی سے وہی اسلام دنیا مین کسدرجہ کامیابی حاصل کر چکا ہے۔ مین سمجھتی تھی کہ ان فرو گذاشتون سے تمہین دلچسپی ہے۔

اسلیے مینے اس بارے مین کسی قدر زیادہ باتین کین اگر میرا یہ خیال نہوتا تو شاید مدت العمر مین تمھارے سامنے اس قسم کا ذکر نہ ہوتا۔"

جوُنا۔ "نہین نہین مجھے تمھاری باتین مطلق ناگوار نہین ہوئین۔ مین ہی تو خود چھیڑ تی جاتی تھی۔ (ہنسکر) مگر ہین وہی افسوس باقی ہے۔"

عورت۔ "اچھا اب جانے دو۔ اک ذرا سو رہو اور راستے کی تھکن جاتی رہے اور طبیعت بحال ہوجائے۔"

جوُنا۔ "بس مجھے نیند آچکی۔ شاید جعفر اور اونکے سردار دونون سو گئے ہا۔"

عورت۔ "ضرور سو رہے ہونگے لیکن بہت کم سوئین گے کیونکہ تمام افسران فوج ادن کے منتظر ہین۔

جوُنا۔ "کیا حسن شاہی خاندان مین سے ہین؟"

عورت۔ "شاہی خاندان سے تو نہین مگر بڑے محتشم اور معزز خاندان کے چشم و چراغ ہین۔ سپہسالار حیدر بن کاؤس جو افشین کے لقب سے مشہور ہین حسین انھین کے ہونہار فرزند ہین اور سرحدی قلعون کی حفاظت انکے سپرد ہے۔ حسن پرسون ملطیہ گئے تھے۔ مگر یہان کل یہ حال معلوم ہوا کہ تھیوفلس کی فوج نے وہان آکر قلعے پر قبضہ کرلیا اسلیے ہر شخص عجیب تشویش مین مبتلا تھا اور افسران فوج نے گھبراکر رومیون کے مقابلے کی تیاریان کردی تھین مگر خدا کے فضل سے آج بخیر و عافیت آگئے۔ ابھی میرے آقائے نامدار جعفر سے کہتے تھے کہ کل انشاء اللہ ملطیہ رومیون سے خالی کرالون گا۔ لیکن اُنھون نے اسکے خلاف راے دی اُن کی تجویز ہے کہ طرسوس کی قرار واقعی حفاظت کی جائے اور جب تک کافی فوج نہ منگالی جائے اسوقت تک رومیون سے سر میدان جنگ نہ کیجائے۔ مگر ہنوز شاید کوئی امر طے نہین ہوا۔"

جوُنا۔ "جعفر کس خدمت پر مامور ہین؟ کیا کہون مجھ سے تو اونھون نے انتہا انسانیت کا برتاؤ کیا کہ اُنکی الفت اور عظمت نے میرے دل پر بڑا اثر ڈالا۔"

عورت۔ "جعفر یہان مالی خدمات پر مامور ہین اور وہ بڑے شریف النفس اور دانشمند شخص ہین۔ معتبر ذریعون سے معلوم ہوا ہے کہ جعفر موجودہ خلیفہ وقت کے

خاندان مین سے ہین لیکن چونکہ کسی مصلحت سے وہ خود اس امر کو چھپاتے ہین اسلیے جو
جاننے والے ہین وہ بھی نہین ظاہر کرتے۔ تم بھی اسکا ضرور خیال رکھنا مین تمھین
بتائے دیتی ہون کہ جعفر نہایت کریم النفس۔ انصاف پسند۔ نیک نہاد ہین وہ مظلوم
کے مقابلے مین رقیق القلب اور ظالم کے مقابلے مین سخت دل ہین۔ راستبازی اور
سچی خدا پرستی گویا خون کیطرح انکی رگ و پے مین ساری ہے طرسوس مین جو اسوقت
اہل علم موجود ہین اگرچہ انکو جعفر سے وہی نسبت ہی جو ستارون کو آفتاب سے ہے
لیکن اونکے فطرتی [illegible] نے اس سلسلے مین شہرت حاصل کرنے پر اُنھین متوجہ
نہین کیا اور وہ باہمہ [illegible] بے ہمہ عجیب دلچسپ حالت مین اپنی زندگی بسر کرتے
ہین اور سچ یہ ہے کہ میرے خفتہ [illegible] ہی مین قسمت اچھی تھی کہ قید ہو کر اُنکا سایۂ
عاطفت نصیب ہوا۔ مین تمسے کہین زیادہ عیسائیت پر عاشق اور نصرانیت
پر فریفتہ تھی اور اپنے ابتدائی زمانۂ گرفتاری مین دل ہی دل مین کہا کرتی تھی کہ
چاہے مسلمان تلوارون سے میرے جسم کو پارہ پارہ کر ڈالین مگر یہ نہوگا کہ مین اسلام
قبول کرون اس ثابت قدمی پر یہ طرہ ہوا کہ کسی نے مجھ سے مذہب کے معاملے مین
تعرض نہ کیا اور نہ کبھی مین مذہب اسلام قبول کرنے پر مجبور کی گئی۔ چند روز مجھے
یہان اسی بیگانہ داری مین گذرے جب ذرا اضطراری حالت مین سکون ہوا اور
قدرے اطمینان کے ساتھ مجھے اسنے اپنے آقا (جعفر) کے حالات پر غور کرنے کا
موقع ملا تو روز بروز میرے جاہلانہ تعصب کی آگ ٹھنڈی ہوتی گئی اور میری عقل
پر جو ناجائز مذہبی تنگ اور باطل تقلید کے پردے پڑے ہوے تھے وہ سب اٹھ گئے
اور مجھے یقین ہو گیا کہ اگر روے زمین پر کوئی سچا مذہب ہے تو وہی ہے جسکے
جعفر پابند ہین مینے غائر سے غائر نظر ڈالی اور بار بار تجربہ کیا مگر جعفر کو اپنے
ہر قول اور ہر فعل مین خدا کی مرضی کا جویا پایا۔ جس طرح خدا کی عبادت کے
ساتھ خلوص کو وہ لازم و ملزوم سمجھے ہین اُسی طرح بندون کے ساتھ معاشرت
مین انصاف اور عدالت کو مشروط خیال کرتے ہین۔ مینے ایک روز جرأت
کرکے اُن سے پوچھا کہ آپکی ذات اسقدر بیشمار نیکیون کا سرچشمہ ہے کہ جس کا
اندازہ مشکل ہی نہین بلکہ ایک حیرت مین ڈالنے والی شے ہے اس پر جعفر نے

آبدیدہ ہوکر کہا تم یہ سچ ہو اور مجھے ہر وقت یہ فکر اور اندیشہ ہے کہ جیسا چاہیے اسلام کے قیود اور شرائط کی بجا آوری مین میرا قاصر رہنا کبھی مجھے مصیبت اور ندامت مین نہ ڈالے"۔

اُنکی زبان سے یہ فقرہ سُنکر میری آنکھین کھل گئین اور مینے خیال کیا کہ اللہ اکبر یہ سب کچھ اسلام ہی کا کرشمہ ہے اسکے بعد مجھ سے ضبط نہو سکا اور باوجود اسکے کہ غلامانہ تقلید اور تعصب نے بہت غیرت دلائی مگر مینے ان نادان دوستون کی ایک نہ سُنی اور اسلام کے سامنے سر تسلیم جھکا دیا۔ اب میری عبادت اور میری زندگی اور موت جو ہے سب خدائے وحدہ لاشریک کے لیے ہے اور مین کسی کو خواہ نبی ہو یا ولی خدا کا ساجھی نہین سمجھتی"

جوگنا۔ جعفر درحقیقت نیک آدمی ہین مین ابھی اُنکے پورے حالات سے واقف نہین مگر جیسا کہ تمنے ابھی ذکر کیا اگر وہ سچ ہے تو اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک دنیادار راہب ہین جو بالکل ایک نئی اور عجیب اور مشکل بات ہے اور اسیکے ساتھ یہ بھی کہ اگر یہ تعلیم اسلام کا اثر ہے تو اسمین شک نہین کہ اسلام عجائبات قدرت مین ایک چیز ہے"

عورت۔ واقعی جو کچھ مینے تم سے بیان کیا اُسمین ایک حرف بھی جھوٹ یا غلط نہین ہے اور کیا مین ایسی نادان ہون کہ جب یہ جانتی ہون کہ تمھین بظاہر مدتون یہان رہنا ہوگا اور اس عرصے مین ضرور ہے کہ جعفر کے اوضاع اور اطوار اور برتاؤ کو دیکھوگی تو اس حالت مین مین اُنکی نسبت وہ حالات بیان کرنی جو کل کو جھوٹ ثابت ہون اور تمھارے نزدیک مین ایک ذلیل اور دروغگو قرار پاؤن"

جوگنا۔ نہین نہین میرا یہ ہرگز خیال نہین کہ تمنے مجھ سے اس بارے مین جھوٹی باتین بنائین (ہنسکر) بہن اگرچہ مسلمان ہوگئی ہو لیکن پُرانے مذہب کی راستبازی کا کچھ نہ کچھ اثر باقی ہوگا"

عورت۔ بجا ہے۔ مگر اب مذہبی ذکر و مذکور رہنے ہی دیجیے۔ مین اپنے پُرانے مذہب کی حقیقت سے تمسے زیادہ واقف ہون۔ اور کیفیت یہ ہے کہ برخلاف

اسلئے کہ تم اسلام کی حقانیت اور صداقت سے بالکل بے خبر ہو جو چاہے کہو مین کچھ نہ کہون گی"

جوسنا- ابھی تک تو مجھے کچھ شبہ تھا لیکن درحقیقت تم تو بہت پکی مسلمان ہو گئین ابتو اپنے آبائی مذہب کے نام سے چڑھتی ہو- برا نہ ماننا تمہین اتنی بے اعتنائی نہ چاہیے"

عورت- تمہین مین چڑھتی چڑھاتی تو کچھ بھی نہین- مگر یہ کہتی ہون کہ مذہبی معاملے مین زیادہ خوش طبعی کو دخل نہ دینا چاہیے- چلو تمہارا مذہب تمہین اور میرا مذہب مجھے مبارک رہے- اسکا قصہ ہی کیا ہے- اچھا اب کچھ روم کے حالات بیان کرو کہ گھڑی بھر دل بہلے"

جوسنا (مسکرا کے) تم کیون اب روم سے تمہین کیا واسطہ- خداوند ایسا کرتا کہ پرنس میکائل پہلے طرسوس ہی کو فتح کرتے اور تم میری طرح قید ہو کر مجھ تک پہونچتین تو روم کے حالات سنکر تمہارا جی خوش ہوتا اب کیا خوش ہوگا"

عورت- تمہارا بھی عجیب ظریفانہ مزاج واقع ہوا ہے- کیفیت تو یہ ہے کہ گرفتاری ہی بجائے خود عمر ہے- مگر وہی زندہ دلی ہے جو آزادی مین ہوگی- بھلا یہ تو بتاؤ کہ خدا انخواستہ میرے دشمن اگر قید ہو کر رومیون کے ہاتھ مین پڑتے بھی تو مین تم تک روم کے حالات سنکر خوش ہونے کے لیے کاہے کو جاتی- مجھ مین کونسی خصوصیت تھی جو سب مسلمان قیدیون کا حال ہوتا وہی میرا بھی ہوتا"

جوسنا- نہین تم تو پھر بھی مسلمان بنی رہتین- بس رہنے دو اتنی بھی بیوقوف نہین ہون- آخر مین بھی تمہین مین کی ہون"

عورت- یہی غضب- تمہین یہ خیال ہے کہ معاذ اللہ مین مرنہ جاتی اور دین حق کو چھوڑ دیتی- اسکو تمہارا بچپنا سمجھون یا دلگی کہون کیسی نادانی کی باتین کرتی ہو مین کسی کے ظلم سے مسلمان ہوئی ہون یا تمہینے قید ہو کر کسی خوف سے اسلام اختیار کیا ہے-

ارے بی بی اسلام کی حقانیت نے میری روح اور قلب پر قبضہ کر لیا ہے اور دین خدا کی سچی اور پرجوش متابعت خون کی طرح میری رگ و پے مین جاری ہے

قید ہو کر روم مین جاتا ایک طرف اگر روم کی بادشاہت بھی میری نذر کرین اور
چاہین کہ معاذ اللہ مین دین اسلام کو ترک کر دون تو بھی سلطنت نصرانیت کو اس
کنیزی اسلام پر ترجیح نہ دون "

یہ تو مسلمہ عورت ابھی (زنی) اس پر جوش تقریر کو پورا بھی نہین کرنے پائی تھی کہ
کمرے کے دروازے پر آکر جعفر نے ربیعہ ربیعہ اکہکر پکارا عورت لبیک کہکر اٹھی
مگر جوُنا نے ہاتھ پکڑ کے کہا کہ کیا تمھین بلاتے ہین اسنے کہا جی ہان جوُنا خود بھی اٹھ کھڑی
ہوئی اور ربیعہ کے ساتھ ساتھ کمرے کے دروازے پر آئی -

جعفر "ابن جوُنا تم جاگتی ہو"
جوُنا "کیا کہون مینے بہت چاہا کہ دم بھر سو رہون مگر خدا جانے میری نیند کون لیگیا
بالکل نیند نہ آئی ابتک بیٹھی ہوئی انسے (ربیعہ) باتین کرتی رہی"
جعفر "مین بھی دیر سے بڑی الجھن مین پڑا ہون - اسوقت یہی دیکھنے آیا تھا کہ
تم جاگتی ہو یا سو گئی ہو مجھے تمسے چند ضروری باتین پوچھنا ہین اور امید ہے کہ
جیسا تمھاری نسبت میرا نیک خیال ہے تم مجھسے بے کم و کاست سارا ماجرا بیان
کر دوگی"
جوُنا "آپ مطمئن رہین مین آپکے سامنے کوئی فریب یا بناوٹ نہ کرونگی مین قسم
کھاتی ہون کہ مین آپکو ایک مقدس بطریق کے برابر واجب التعظیم سمجھتی ہون"
جعفر "مجھے پوچھنا یہ ہے کہ زبطرہ اور زبطرہ والون پر کیا گذری"
جوُنا (ندامت سے سر جھکا کر) "مین کیمپ مین تھی اسلیے واقعۂ جنگ کا حال تو
مجھے مفصل معلوم نہین مگر سنا ہے کہ پرنس میکائیل نے زبطرہ والون کے ساتھ
واقعی نہایت ظالمانہ برتاؤ کیا عام طور پر سب قتل کیے گئے - انکی اس حرکت پر
تنہا مجھی کو نہین بلکہ بعض اور بھی انصاف دوست رومیون کو افسوس ہے - بیشک
پرنس نے اس بارے مین بڑی ناعاقبت اندیشی کی"
جعفر "خیر اب جو گذشت گذشت انسان سے اچھے برے سبھی کام ہوتے ہین - ہان
مسلمان قیدیون کا کچھ حال معلوم ہو تو بیان کرو"
جوُنا "زبطرہ سے ایکہزار عورتین قید ہو کر آئی تھین قیصر نے انکی نگرانی مقدس بطریق کے سپرد کی ہے -

جعفر۔ یہ سب قیدی فوج کے ساتھ ہین یا کسی جگہ چھوڑ دیے گئے۔
جونا۔ جب تک مین لشکر مین تھی ان قیدیون کو کسی جگہ بھیجنے کی تجویز نہ تھی شاید وہ سب فوج کے ساتھ رہین گے جس روز قیدی آئے ہین اسی روز مین بھی انھین دیکھنے گئی تھی۔ مینے اپنی عمر مین کبھی کسی آفت نصیب قیدیونکی جماعت کو نہین دیکھا تھا شوق مین چلی تو گئی مگر اُنکی حالت دیکھکر دل بھر آیا اور مجھسے اُسوقت تو بالکل ضبط نہوسکا جبکہ اُنھین مین سے ایک ضعیفہ نے دردناک آواز سے وامعتصماہ وامعتصماہ کہکر فریاد کی اور ایک افسر نے جھڑک کر طنزاً اُس سے کہا۔ دیکھ خلیفہ معتصم تیرے چھڑانے کو آ ہی رہا ہے اسیرو حرمان نصیب سہم کر رہگئی۔ گو مین بھی قید مین ہون مگر خدا کسی پر یہ مصیبت نہ ڈالے۔

جعفر نے اس درد انگیز داستان کو بڑی حسرت سے سُنا اور پھر جونا سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ سُنو بات یہ ہی کہ دنیا خدائے وحدہٗ لاشریک کے بندون کے لیے دار الامتحان ہے۔ اور مصیبت و آلام کو ثابت قدمی اور ہمت کا معیار قرار دیا ہے۔ حکمت الٰہی کے اسرار کو کلیۃً دریافت کرنا عقل انسانی کا کام نہین "کل یوم ہو فی شان" سوائے خدائے یکتا کے کوئی مخلوق تغیر سے بری نہین۔ تمام اہل ملت کے نزدیک بنی نوع انسان مین انبیائے مرسلین کا مرتبہ افضل و اعلیٰ ہے اگر تمنے توریت اور انجیل کو بنظر تامل دیکھا ہوگا تو اُن خاصان خدا کو بھی اس سے بری نہ پایا ہوگا۔ مسیح ہی کی سوانح عمری پر غور کرو ابتدائے عمر سے آخر عہد تک کیسی کیسی حالتین بدلین اور ہدایت کے بدلے کیا کیا مصیبتین جھیلین۔ آخر یہانتک نوبت پہونچی کہ بیدرد دشمنون کے قید مین پڑے۔ یہ ایسی سخت آزمائش تھی کہ اُس مقدس ذات کے سوا کوئی بھی ثابت قدم نہ رہسکا۔ رفیقون نے ساتھ چھوڑ دیا اور اپنے خداوند ہدایت سے روگردانی کی۔ یہ سب کچھ اُس لم یزل و لایزال خدای برحق کی حکمت اور مصلحت کا ادنی کرشمہ تھا اور مشیت الٰہی نے اس قیدی کو اپنے پاک نفس بندے کے لیے سختی و مصیبت سے آزادی کا ذریعہ قرار دیا تھا۔ جونا! میری اس تقریر سے تم بہت کچھ تسکین اور تسلی کا سبق لے سکتی ہو۔ اور چونکہ مینے تمھاری نسبت قرائن سے دریافت کر لیا ہے کہ تم ضرور کسی معزز خاندان کی عقلمند لڑکی ہو اسلیے تمکو قید مین آزادی دیگی ہے

کیونکہ صاف الفاظ مین اہل اسلام کو ہدایت کی گئی "ارحموا عزیز قوم ذل" یعنی جو عزت دار انقلاب ایام سے ذلت مین مبتلا ہو گیا ہو اُسپر رحم کرو۔ تم اپنے ساتھ جسقدر ہماری جانب سے رعایت و مروت کا برتاؤ دیکھتی ہو وہ اسی اصول پر مبنی ہے اگرچہ ایک قسم کی رعایت عام طور پر ہر اسیر کے ساتھ ملحوظ رکھی جاتی ہے لیکن تمہارے ساتھ جو مزید رعایت کی گئی وہ اسی وجہ سے کہ بظاہر تم اپنی قوم مین شریف اور معزز معلوم ہوتی ہو۔ اب صرف اسقدر کہنا باقی ہے کہ مین آج تمسے چند ہفتونکے لیے جدا ہوتا ہون اگر تمہاری خوشی ہو تو ربیعہ تمہارے پاس موجود رہے۔ وہ بڑی سلیقہ شعار اور سمجھدار عورت ہے یقین ہے کہ اُسکی موجودگی بیشتر تمہاری دلچسپی کا باعث ہوگی۔

جوُنا۔ آہ میری بدقسمتی کہ اس قید مین آپ سا رحیم المزاج محسن بھی مجھسے جدا ہوتا ہے۔

جعفر۔ یہ صحیح ہے کہ ڈوبتے ہوے کو تنکے کا سہارا بہت ہے مگر اصل یہ ہے کہ مین کس شمار و قطار مین ہون۔ ہمارے نیک مزاج افسر حسن کی عمر مین خدا برکت عطا کرے وہ نہایت بُردبار اور کریم النفس امیر ہین یقین ہے کہ کبھی تمہارے حال سے غافل نہ رہینگے۔

جوُنا۔ اچھا تو آپ ربیعہ سے کہدیجیے کہ وہ میرے پاس رہا کرین۔

جعفر۔ بہتر ہے مین ربیعہ سے بتاکید کہے دیتا ہون کہ وہ شب و روز تمہارے پاس موجود رہے۔

اسکے بعد جعفر جوُنا سے رخصت ہوا اور وہ دردمند لڑکی روتی ہوئی کمرے مین چلی گئی۔ جعفر نے ربیعہ کو علیحدہ لیجا کر اُس سے کہا ربیعہ! اگرچہ جوُنا نے ابتک مجھ سے ظاہر نہین کیا لیکن جہانتک مین خیال کرتا ہون ضرور یہ کسی معزز خاندان کی لڑکی ہے اور کچھ عجب نہین کہ اسکے عوض مین ہمین نربطرہ کے سب مسلمان قیدی واپس ملجائین۔ تم اس امر کا لحاظ رکھنا کہ حتی الوسع جوُنا کی کوئی دلشکنی نہونے پائے اور اپنے گھر کی طرح یہان اُسے آرام ملے۔ مسلمانون کے فوجی حالات اور مالی اور ملکی انتظامات کی نسبت اگر جوُنا تمسے کچھ دریافت کرے تو خوش اسلوبی سے بات کو ٹالدینا اور کبھی بھولے سے بھی مذہبی چھیڑ چھاڑ نہ کرنا۔ طرسوس کے ذمی نصرانیون مین کی کوئی عورت اُسکے پاس نہ آنے پائے ورنہ ممکن نہین کہ کوئی خرابی نہ واقع ہو۔ باقی ہر بات مین ہوشیاری اور احتیاط کو ملحوظ رکھنا۔ اور میرے حالات سے اس سے زیادہ

اُسے مطلع نکرنا کہ جعفر ایک شاہی وظیفہ خوار ہے۔ غرضکہ اسی قسم کی چند ہدایتین کرکے جعفر قصر سے باہر آیا۔ اسوقت اسے معلوم ہوا کہ دارالامارۃ مین طرسوس کے تمام عمائد اور افسران فوج جمع ہین۔ جعفر حسن کے پاس گیا اور اس کیفیت سے اطلاع دی چنانچہ حسن فوراً اُٹھ کھڑا ہوا اور جعفر سے باتین کرتا ہوا اُس وسیع ہال مین آیا جہان سب لوگ جمع تھے حسن کو دیکھتے ہی سب کے سب تعظیم کو کھڑے ہو گئے اور جب وہ آکر اپنی کرسی پر بیٹھ لیا تو سب کے سب اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر سکوت کے بعد حسن نے حاضرین کی طرف متوجہ ہو کر اپنی سرگذشت مفصل بیان کرنا شروع کی اس تقریر کے اُس حصے نے جسمین کچھ ملطیہ کے چشمدید واقعات اور کچھ زبطرہ کی بربادی کے دردناک حالات تھے مسلمانون کے دلون کو بیچین کر دیا۔ اسی سلسلے مین جعفر نے جو سنا سے سُنا ہزار مسلمان قیدیون کا سارا حال اور ضعیفہ کی حسرتناک فریاد کے سانحے کو ایسے مؤثر الفاظ مین بیان کیا کہ سننے والون کے دل ہل گئے۔ اور اسلامی غیرت نے تمام مسلمانون کے دلون مین قومی حمیت و حمایت کی تازہ روح پھونکدی رگون مین خون کی رفتار تیز ہو گئی اور گویا میدان کارزار کا منظر نگاہون کے سامنے پھرنے لگا۔ سب افسرون نے متفق اللفظ حسن سے کہا کہ یہ شرط انصاف و مروت نہین کہ ہم طرسوس کے قلعے کے دروازے بند کیے اپنی جانون کی خیر منائے رہین اور ہزارہا مسلمان یون ظلم و ستم سے قتل کیے جائین یا قید ہو کر رومیون کے محبسون مین ذلت وخواری سے جان دین۔

حسن ان بہادرون کی پُرجوش تقریر سُنکر بہت خوش ہوا اور اُنکی ہمت اور جوش پر تحسین و آفرین کرکے کہنے لگا۔ ہان میری تو یہی راے ہی کہ ملطیہ پہونچکر میکائل سے بیگناہ مسلمانون کے خون کا انتقام لون مگر جعفر مجھے روکتے ہین اور یہ بالکل تیار ہین کہ اسی وقت دارالخلافت بغداد کو روانہ ہون اور امیرالمومنین کو اس واقعے سے مطلع کرین۔ انکی راے ہی کہ جبتک کافی مدد دارالخلافت سے نہ پہونچ لے اُسوقت تک رومیون سے سر میدان جنگ نہ کیجائے۔ یہ کہکر حسن نے جعفر کیطرف نظر کی۔ جعفر نے پھر اپنی راے کی تائید مین تقریر شروع کی اور کہا کہ مین اپنی یہ تجویز اس سے پہلے بھی ظاہر کر چکا ہون اور پھر اسوقت علی رؤس الاشہاد کہتا ہون کہ میرے نزدیک

کسی طرح یہ امر قرین مصلحت نہین ہے کہ اسوقت جو مسلمان قتل و غارت سے بچگئے ہین انھین بھی میدان جنگ مین لیجا کر رومیونکی بھینٹ چڑھا دیا جائے۔ یہ معلوم ہوچکا ہے کہ نقیوفلس کے ساتھ ایک لاکھ سے زیادہ فوج ہے اور طرسوس مین کل پانچہزار مرد اسوقت جہاد کے لیے تیار ہوسکتے ہین پھر بھلا حریف کا مقابلہ کس امید پر کیا جائے۔ اسوقت طرسوس سے نکلکر صف آرائی کرنے کا نتیجہ یہی ہوگا کہ زبطرہ اور ملطیہ کی طرح طرسوس بھی برباد ہوجائے اور وہ ہزارہا مسلمان جو کل معرکۂ جنگ مین جوہر شجاعت دکھا کر دشمنون سے کیا حقہ انتقام لے سکتے ہین۔ آج بے سروسامانی سے رہگذر نیست و نابود ہوجائین۔ خدا کو کچھ بہتر کرنا ہے کہ ظالم نقیوفلس کچھ سوچکر خود بخود پیش قدمی سے باز رہا اور اب وہ دریاے لامس کو عبور کرکے ایک جگہ انتظار مین بیٹھنا چاہتا ہے۔ ورنہ جس جوش کے ساتھ اُسنے حملے شروع کیے تھے اگر خدا نخواستہ وہی سلسلہ قائم رہتا تو بظاہر ہمین طرسوس مین بھی پناہ نہ ملتی۔

ایک افسر۔ آخر پھر اب کیا تدبیر کیجائے۔ اتنی مدت تک جنگ کو ملتوی رکھنا اور بیکار پڑے رہنا۔ آپ اندازہ کرسکتے ہین کہ کیسی بزدلی کی بات ہی۔

جعفر۔ مین آج ہی تو بغداد کو روانہ ہوتا ہون اور راستے مین یہ انتظام کرتا ہوا جاؤن گا کہ جہانتک ممکن ہوگا ہر جگہ سے فوجونکی آمد کا سلسلہ جاری ہوجائے۔ یقین ہے کہ میرے بغداد پہونچنے تک کافی تعداد فوجکی یہان جمع ہوجائیگی جس سے نقیوفلس کی پیشقدمی کا خدشہ رفع ہوجائیگا۔ اور بغداد پہونچنے کے بعد تو انشاء اللہ تعالی حسب مقصود کمک بہت جلد مل ہی جائیگی اور کامیابی کے ساتھ واپس آؤن گا۔ تعجیل کی کچھ ضرورت نہین۔ نقیوفلس طبقۂ روم کو اپنے سر پر لیکر آسمان پر اڑ نہ جائیگا۔ اور نہ چند روز جنگ کو ملتوی رکھنے سے دعوی انتقام باطل ہوجائیگا۔ نہ ہم بدل جائینگے نہ ہمارا سچا جوش فرد ہوجائیگا۔ بحالت موجودہ طرسوس ہی کی حفاظت ایک مشکل اور اہم امر ہی۔ آپ سب صاحبونکو اسیکی طرف متوجہ رہنا چاہیے۔ دشمن قریب ہے اور قوی ہے خدا پر بھروسہ کرکے طرسوس کی نگہبانی کا انتظام کیجیے اور منتظر رہیے۔ تا چہ آید زپس پردۂ تقدیر پدید۔

اگرچہ افسران فوج کا جوش جعفر کی اس تقریر سے کم نہ ہوا لیکن آخرالامر باتفاق طرسوس کے تمام اہل الرای اور خود حسن نے اس امر کو تسلیم کر لیا کہ بحالت موجودہ رومیون سے لڑنا اپنے کو خواہ مخواہ تہلکہ مین ڈالنا ہے چنانچہ جعفر کو اجازت دیگئی کہ وہ اپنا سامان سفر مہیا کرکے بہت جلد روانہ ہون۔ فوجی افسرون کو قلعے کی حفاظت اور اطراف سے سامان رسد جمع کرنے کی ہدایت کی گئی اور سبکو کام تقسیم کر دیے گئے۔ جلسہ برخاست ہونے کے بعد جعفر بڑی سرگرمی سے سامان سفر مین مصروف ہوا چنانچہ دن بھر مین اُسنے پورا سامان سفر اور پروگرام تیار کر لیا۔ رات کا زیادہ حصہ حسن کے ساتھ صلاح و مشورے مین گذرا اور نماز صبح سے فارغ ہو کر جعفر مع اپنے ہمراہی پچاس سوارون کے بغداد کی سمت روانہ ہوا۔

ساتوان باب

چتے دید وہوای خوشش پرواز گرفت
کبک مسکین چہ خبر داشت کہ شہباز ہی ست

تھیوفلس کی فوج دریاے لامس کو عبور کرکے ایک سرسبز اور مرتفع میدان مین خیمہ زن ہی۔ افسر سے لیکر سپاہی تک ہر شخص راحت و آرام سے اپنی اپنی فرودگاہ مین بیٹھا ہوا سفر کی تکان مٹا رہا ہے۔ مگر اسوقت چند سوار نہایت مضطربانہ انداز سے اس طرح لشکر مین ہر جگہ چکر لگاتے پھرتے ہین کہ ہر شخص تعجب اور حیرت سے اونکی طرف دیکھکر رہجاتا ہے۔ یہ سوار کئی بار لشکر کو اسطرف سے اُسطرف تک دیکھتے ہوے آئے گئے اور کہین کہین رک رک کر لوگون سے کچھ پوچھتے اور باتین بھی کرتے جاتے تھے۔ مگر آخر کو وہ اپنی مایوس اور متردد صورتین لیے ہوے سیلیوس والی صقالبہ کے خیمے کی طرف چلے۔ قریب پہونچکر ایک سوار (جو غالباً کوئی افسر تھا) گھوڑے سے اُترا اور خاموش سر جھکائے خیمے کے اندر چلا گیا۔ یہان سیلیوس جو کسی خاص تردد اور تشویش کے ساتھ دیر سے اس کا منتظر تھا۔ اسکی غمزدہ اور ملول صورت دیکھکر اور بھی بے چین ہو گیا اور بیقرار ہوکر پوچھا کیون خیر تو ہے کہین کچھ پتا لگا؟

افسر۔ حضور۔ تمام لشکر چھان ڈالا ہر جگہ دریافت کیا مگر۔

سیلیوس (گھبراکر) آخر اُن سوارون مین سے بھی کوئی یہان ہی موجود ہان سے جوُنا کیساتھ روانہ ہوے تھے۔

افسر۔ زیادہ تشویش تو یہی ہے کہ اُن سوارون مین سے بھی کوئی یہان نہین پہونچا۔ شاہزادی صاحبہ نے ایک خیمہ اور چند خدمتگارون کو پہلے سے یہان بھیجدیا تھا چنانچہ وہ خیمہ یہی ہے جو سامنے نظر آتا ہے۔ مین نے خدمتگارون سے پوچھا وہ کہتے ہین کہ ہم سب کل سے شاہزادی صاحبہ کے منتظر ہین۔ یہ خیال تھا کہ شاید لشکر کے ساتھ تشریف لائین گی۔

سیلیوس۔ آہ غضب ہوگیا۔ دیکھو فوراً سوارونکو چارونطرف دوڑاؤ شاید کہین کچھ نشان ملے یاکسی سے کچھ حال معلوم ہو۔

افسر۔ حضور مینے پہلے ہی سوارون کو ہرطرف بھیجدیا ہے۔ خدا کرے شاہزادی صاحبہ بخیر و عافیت اُنھین ملجائین۔

سیلوسس۔ آہ اب جوُنا کا ملنا مشکل ہے۔

یہ جملہ زبان سے نکلنا تھا کہ آنکھون سے آنسوؤنکا تار بندھ گیا اور ضعیف باپ اپنی نازپروردہ بیٹی کے گم ہوجانے پر دل تھام کر رہ گیا۔ وہ اپنے دل مین کہتا تھا کہ افسوس خودہی مینے اُس معصوم لڑکی پر ظلم کیا اور اُسے بلا مین پھنسایا۔ آہ چند روز کے لیے اُسکی مفارقت گوارا نہ تھی اب وہ ہمیشہ کے لیے مجھسے جدا ہوگئی مین نے قیصر کو جنگ پر برانگیختہ کیا تھا۔ اور بڑے جوش کے ساتھ خود اُسکے ساتھ آیا تھا اس خیال سے کہ مسلمانون کو ہزیمت دیکر عزت و آبرو بڑھے گی۔ میرے ملک والے میرے جلال اور میری عظمت کو قدر کی نگاہون سے دیکھین گے۔ آہ یہ خبر نہ تھی کہ بدقسمتی سے یون ننگ و ناموس پر حرف آئیگا۔ ایسی ذلت اور خواری نصیب ہوگی۔ آہ جوُنا تنہا تیری ہی جدائی باپ کے لیے کیا کم مصیبت تھی کہ اس ننگ و عار نے دل و جگر کو خون کرڈالا۔ افسوس گو کہ لوگ میرے پاس خاطر سے میرے منہ پر سوا ے تسلی اور تشفی کے کلمات کے کچھ اور نہ کہین مگر دلمین اور پیٹھ پیچھے ضرور کہینگے کہ کس جوش و خروش سے فوجکشی کی تھی اور کیسی نادانی اور بے عقلی سے اپنی پیاری بیٹی کو دشمنون کے حوالے کرکے اپنی اور اپنے ملک کی عزت کو خاک مین ملایا۔ آہ مین

اب کسی کو مُنہ دکھانے کے قابل نہین رہا۔

سیلیوس ابھی انھین دردناک خیالات کے متلاطم دریا مین پڑا غوطے کھارہا تھا کہ یکایک مرشین جو اُسکا قدیم رفیق اور تجربہ کار افسر فوج تھا خیمے مین آیا۔ نہایت تعظیم سے سلام کیا اور سیلیوس کے سامنے دست بستہ کھڑا ہوکر ایک تسلی آمیز انداز سے کہنے لگا۔ حضور اسدرجہ پریشان نہون بلکہ مناسب یہ ہے کہ اب جس قدر وقت ملے شاہزادی صاحبہ کی جستجو اور تلاش کی کوششون مین صرف کیا جائے میرا دل گواہی دیتا ہے کہ ہماری شاہزادی صاحبہ ضرور زندہ و سلامت ہین۔ خدا نے چاہا تو بہت جلد پتا لگ جائیگا اور اُنکے دیدار سے حضور مسرور ہونگے۔

سیلیوس ۔ مرشین! سخت تعجب ہے کہ تم سا جہاندیدہ اور عقلمند شخص ایسی بے سر و پا بات کہے۔ کیا تمھارا یہ خیال ہے کہ جونا راہ بھولکر بھٹکتی پھرتی ہوگی تم اُسے ڈھونڈھ لاؤ گے۔ آہ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ وہ مجھ سے روٹھکر کسی جگہ بیٹھ رہی ہے۔ تم اُسے جاکر منا لاؤ گے۔ افسوس جونا اگر زندہ بھی ہے تو ایسی بلا مین گرفتار ہے جس سے اب رہائی ممکن نہین۔

مرشین ۔ غالباً حضور کو یہ گمان ہے کہ شاہزادی صاحبہ مسلمانونکی حراست مین آگئین۔ مگر حضور ابھی مجھے اسمین کلام ہے کیونکہ اول تو جب سے ہمنے زبطرہ کو فتح کیا اور ملطیہ کیطرف ہماری فوج گئی تمام سرحدی مقامات مین عجیب و غریب تہلکہ پڑا ہوا ہے جہان جہان مسلمان ہین یا تو وہ بخوف جان و مال خود ہی قلعہ بند ہوکر بیٹھ رہے ہین یا خوف زدہ ہوکر عراق کی طرف بھاگے چلے جاتے ہین۔ ہر متنفس کو اپنی جانکی پڑی ہے۔ سوا اسکے شاہزادی صاحبہ جس راہ سے آرہی تھین بالکل خلاف قیاس ہے کہ اسطرف کوئی مسلمانون کا گروہ یا اُنکی کوئی فوجی جماعت اسوقت مین آتی جاتی ہو۔ مگر خیر آپ یہی فرض کیجیے کہ شاہزادی مسلمانون کے قید مین ہین۔ لیکن پھر بھی مین یہی عرض کرونگا کہ مین شاہزادی صاحبہ کے ملنے سے مایوس نہین ہون۔ صرف اتنا معلوم ہوجانا چاہیے کہ وہ کہان اور کس حالت مین ہین۔

سیلیوس ۔ بالفرض اگر یہ معلوم ہو بھی جائے کہ جونا زندہ اور کور یعنی مسلمانون کی قید مین ہے تو بھی ہرگز ممکن نہین کہ ہم اُسکی رہائی کی کوشش مین کامیاب ہون

ایسے موقع پر جنگ و جدال سے بالکل کام نہین چلتا بلکہ اور خرابی بڑھجاتی ہو مسلمان ان دنون ہمسے اسقدر برہم ہین کہ اگر انکو ہماری جانب سے اس قسم کی کوشش کا احتمال بھی ہوگا فوراً اُسے ہلاک کر ڈالینگے۔ اور اس صورت مین مجھے اور بھی زیادہ یہ افسوس ہوگا کہ گویا مین خود اُسکے قتل کا باعث ہوا۔

مرشین۔ نہین حضور مین ہرگز یہ راے نہ دونگا کہ ایسی حالت مین بزور جنگ و جدال چارہ جوئی کیجائے۔ بلکہ میری راے یہ ہو کہ نہایت نرمی اور آشتی سے کام لیا جائے کاش ذرا بھی پتا معلوم ہو جاتا تو اسکی معقول تدبیر کیجاتی۔

سیلیوس۔ تو کیا تمہین مسلمانون سے یہ امید ہو کہ اگر جونا اُنکی قید مین ہے تو وہ آشتی سے اُسے تمہارے حوالے کر دینگے۔ گذشتہ واقعات کو جانے دو ابھی زبطرہ مین شاہزادہ میکائل کی ناتجربہ کاری نے جو ظلم ڈھایا اور سر نظر کر دکیا اسکے بعد بھی ہم اُمید کر سکتے ہین کہ مسلمان ہمارے ساتھ ایسے حسن سلوک کو جائز رکھین گے۔

مرشین۔ بیشک مجھے امید ہے کہ اگر شاہزادی صاحبہ مسلمانونکی قید مین ہین اور ہم بمنت و آرزو اُنسے درخواست کرینگے تو وہ ہرگز اوسے رد نہ کرینگے۔ مسلمانون کے طرز عمل سے بالکل بعید ہو کہ وہ اس حالت مین ہماری التجا پر توجہ نکرین۔

سیلیوس۔ مین نہین خیال کر سکتا کہ وہ لوگ جو ہمارے خون کے پیاسے ہین اور جنکو ہمارے ہاتھ سے نہایت سخت صدمہ پہونچا ہے ہمارے ساتھ کس طرح دوستانہ برتاؤ کرینگے اور بفرض اگر اُنھون نے ایسا کیا تو بالکل ایک نئی اور عجیب بات ہوگی۔

مرشین۔ نہین یہ کوئی عجیب اور نئی بات نہین۔ مین مسلمانونکے حلم اور بردباری کی حیرت انگیز کارروائیون کو اکثر مشاہدہ کر چکا ہون۔ اور اس قسم کے بہت سے واقعات اُنکے مشہور و معروف ہین چنانچہ قریب ہی زمانے کا واقعہ ہے کہ نائس فوروس قیصر روم نے ہارون رشید خلیفۂ بغداد سے اول تو خود ہی بمنت صلح کی اور آخر مین خود ہی عہد و پیمان توڑ کر ممالک اسلامیہ پر لشکر کشی کر دی مسلمانون کے کئی قلعے برباد کیے۔ اور بہت سی مسلمان رعایا اور فوج کو تہ تیغ کیا۔ ہارون رشید اس واقعہ سے بیحد برافروختہ ہوا اور اُسنے بھی ایک لاکھ ۳۵ ہزار فوج ساتھ لیکر خود

روم پر حملہ کر دیا۔ اُسکے جانفروش سپہ سالارون نے بڑی بہادری سے متعدد رومی قلعونکو تاخت وتاراج کرکے ناموری حاصل کی۔ اور خود ہارون رشید نے ہرقلیہ کو ۳۰ روز کے سخت محاصرے کے بعد فتح کیا۔ بیشمار مال ومتاع لوٹا گیا اور ہزارہا وضیع وشریف قید کیے گئے۔ ان قیدیون مین روم کے معزز خاندان کی ایک دوشیزہ لڑکی بھی تھی جو نائس فوروس کے ولیعہد سے منسوب تھی۔ قیصر کو جب اُس لڑکی کے قید ہو جانیکی خبر معلوم ہوئی۔ حد سے زیادہ قلق ہوا۔ آخرکار بجز اس کے اور کوئی تدبیر نہ سوجھی کہ ہارون رشید کو ایک خط لکھا مضمون یہ تھا "اے مقتدر بادشاہ مین اپنی ایک حاجت آپ کی خدمت مین پیش کرتا ہون جو کسی طرح آپکے دینی اور دنیوی مقاصد کے خلاف نہین ہے اور وہ درخواست یہ ہے کہ آپ اس لڑکی کو جو میرے ولیعہد سے منسوب ہے اور اب وہ ہرقلیہ کے قیدیون مین شامل ہے مجھے بخشدین۔ اگر آپ توجہ فرمائین گے تو میری حاجت روا کرسکتے ہین"

دو معزز بطریق یہ خط لیکر ہارون رشید کے حضور مین حاضر ہوے۔ ہارون رشید نے مضمون خط سے مطلع ہو کر فوراً لڑکی کو طلب کیا۔ اور جب وہ حاضر کی گئی تو خلیفہ کے حکم سے اُسے لباس فاخرہ پہنایا گیا اور بیش بہا زیورون سے آراستہ کرکے کنیزون نے شاہی خیمون مین سے ایک سجے ہوے مکلف خیمے مین لاکر تخت پر بٹھا دیا۔ پھر خلیفہ نے قیصر کے سفیرون کو بلا کر اُس لڑکی کو اُنکے سپرد کر دیا۔ اور وہ خیمہ بھی مع تمام سامان آرائش اُسکے ساتھ کر دیا گیا۔ غرضکہ مسلمانون نے بارہا ایسے ہی انسانیت کے برتاؤ کیے ہین۔ اور اب بھی اُن سے اس قسم کی امید کرنا کوئی نئی اور عجیب بات نہین ہے۔

سیلیوس۔ خیر جو ہو مگر مین اس ذلت کو گوارا کرنا بھی پسند نکرونگا کہ خلیفہ سے اسطرح عاجزانہ التجا کرون۔ اور دشمنون کا بار احسان سر پر لون۔

مرتسین۔ حضور یہ بھی وقت پڑے کی بات ہے۔ انقلاب ایام ہر ایک کیلیے ہے کیا عجب ہے کہ کبھی ہمکو بھی مسلمانون کے اس احسان کی تلافی کا موقع ملے۔ اور امید ہے کہ ضرور ملے گا۔

سیلیوس۔ نہین مجھسے یہ ہرگز نہوگا کہ مین ایسی حالت مین جبکہ اس تمام

خونریزی کا الزام میری ہی ذات پر ہو۔ مسلمانون کے سامنے سرنیچا کرون۔ مانا کہ جوئنا کی مفارقت مین میری زندگی تلخ ہو جائیگی۔ ہو۔ لیکن اس عار کو تو ہرگز گوارا نہ کرونگا۔

مرشین۔ خیر بہتر ہے۔ جو حضور کی راے ہو ہمین کسی کو دم مارنے کی کیا مجال مگر سر دست تو اسی کی فکر کرنا چاہیے کہ شاہزادی کا حال معلوم ہو کہ آخر انپر کیا سانحہ گذرا۔ اور اب وہ کہان اور کس حال مین ہین بلکہ مناسب ہو تو شاہ (قیصر) سے بھی اس بارے مین مشورہ کر لیجیے۔

سیلیوس۔ ہان مین بھی یہی کہنے کو تھا۔ بہتر ہے قبل اسکے کہ ہم تجسس اور تلاش کے متعلق کوئی کارروائی شروع کرین۔ قیصر سے ضرور اس بارے مین مشورہ کر لینا چاہیے۔ چلو ہم اور تم چلین اور اسکے متعلق اُنسے راے لین۔

یہ کہکر سیلیوس مرشین کو ساتھ لیے ہوے خیمے سے باہر آیا اور دونو گھوڑون پر سوار ہو کر خیام شاہی کیطرف روانہ ہوے سیلیوس کے لیے قیصر کی بارگاہ کا دروازہ ہر وقت کھلا رہتا تھا۔ اُسے حصول اجازت باریابی کی ضرورت نہ تھی بلکہ خصوصیت کے ساتھ اختیار حاصل تھا کہ جسوقت منظور ہو بلا تامل آنکے جائے۔ چنانچہ سیلیوس جوہین در دولت پر پہونچا غلامون نے بڑھکر پردہ اٹھا دیا اور وہ مع اپنے رفیق مرشین نے قیصر کے خیمے مین داخل ہوا۔ اسوقت سواے قیصر اور اُسکے چند ارکان سلطنت کے اور کوئی یہان نہ تھا۔ سیلیوس نے بڑھکر سلام کیا۔ قیصر نے کرسی سے اُٹھکر مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھایا۔ اور اپنے قریب کرسی پر بٹھا کر کمال اظہار تاسف سے کہا۔ مین نے سُنا کہ آپ کے چند سوار یہان آتے ہوے راہ مین رہزنون کے ہاتھ سے قتل ہوے سخت افسوس ہے۔ آخر یہ لوگ لشکر سے کیونکر جدا ہو گئے تھے؟

سیلیوس۔ (چونک) آئین مجھے اسکی مطلق خبر نہین۔ (مرشین کی طرف دیکھکر) یہ اور کیا معاملہ پیش آیا۔

مرشین۔ حضور بظاہر یہ اور کوئی نیا واقعہ نہین۔ بلکہ شاید یہ وہی سوار ہین جو شاہزادی صاحبہ کے ساتھ تھے۔

تھیوفلس۔ خدا کے لیے صاف صاف بتاؤ۔ جوئنا کو تو ضیب اعدا کوئی

حضور نہین پہونچا۔

سیلیوس۔ (آبدیدہ ہوکر) آہ کیا عرض کرون جونا کہان۔ یہ ادسی کے مصیبت ناک واقعے کے آثار ہین۔ وہ بدنصیب لڑکی ضد کرکے ہم لوگون کی روانگی سے ایک روز پہلے چل کھڑی ہوئی۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ خود پنجۂ اجل مین گرفتار ہوئی۔ اور میری زیست کو مجھپر وبال کر دیا۔

تھیوفلس۔ ارے یہ کیا غضب ہوا۔ کیا یہ مقتول سوار جونا ہی کے ہمراہی تھے۔ اور خدا نخواستہ اُسپر بھی کچھ ایسی ہی مصیبت پڑی۔

اسوقت سیلیوس پر تو ایک سکتے کا سا عالم طاری تھا۔ اُسکو یہ بھی خبر نہوئی کہ قیصر نے اُسکی بات سُنکر کیا کہا۔ مگر مرشین نے اپنی جگہ سے اُٹھکر نہایت ادب سے عرض کی کہ حضور جب ہمنے یہان پہونچکر شاہزادی صاحبہ کو نہ پایا تو اب تک تجسس وتلاش مین رہے۔ قسم قسم کے خیالات دل مین آتے تھے۔ آخر کار جسطرح ہوسکا پیشگاہ عالی مین حاضر ہوے تاکہ اس واقعے کو عرض کرین۔ یہان اسکے متعلق یہ معلوم ہوا کہ جو سوار شاہزادی صاحبہ کے ہمراہ تھے وہ راہ مین قتل کیے گئے۔ اس حالت مین ظاہر ہے کہ ضرور شاہزادی صاحبہ دشمنون کے ہاتھ مین گرفتار ہوگئین۔ تھیوفلس کو یہ ماجرا سُنکر اگرچہ بہت ہی تردد اور انتشار پیدا ہوا۔ مگر اسنے سیلیوس کے خیال سے اس حالت کو ظاہر ہونے دیا اور سیلیوس کیطرف متوجہ ہوکر اُس سے تسلی اور تشفی کی باتین کرنے لگا۔ دیر کے بعد سیلیوس مین کسی قدر گویائی کی قوت نے عود کیا اور اُسنے قیصر سے دریافت کیا کہ آپ کو اون مقتول سوارون کا حال کس ذریعے سے معلوم ہوا۔ قیصر نے کہا کہ ابھی ایک افسر نے آکر مجھ سے بیان کیا کہ اثنائے راہ مین شاہراہ سے علحدہ ہوکر مین تفریحاً سلسلۂ کوہ سے نیچے نیچے آرہا تھا۔ یہان سے تقریباً آٹھ یا دس میل کے فاصلے پر صقالبہ کے چند سوارونکو مقتول پڑے ہوے پایا۔ جنکے جسمون پر تیرون کے زخم تھے۔ ہرچند اُن اطراف مین تجسس کیا گیا مگر کچھ پتا نہ لگا کہ یہ کیا واقعہ گذرا۔ اور اس سلسلۂ کوہ مین جہان مخالف کا نام ونشان تک باقی نہین ہے انکے لیے کہان سے دشمن پیدا ہوگئے بس اسی قدر حال اُس افسر کو معلوم ہوا۔ اور یہ ہم کو خبر نہ تھی کہ جونا بھی اُن سوارونکے

ساتھ تھی اسلیے مجھے اس واقعے کو سنکر اسدرجہ تشویش بھی نہین ہوئی تھی جیسا کہ اب ہی ورنہ مین فوراً تمہارے پاس آتا اور جوینا کی تلاش مین پوشیدہ چیدہ افسرون کو روانہ کرتا۔ مگر خیر اب بھی کچھ دیر نہین ہوئی بہت جلد اسکا انتظام ہوسکتا ہی۔

سیلیوس۔ آخر اب اسکا انتظام ہی کیا ہوگا؟ فرض کیجیے دس بیس افسرون کو ادھر اُدھر بھیجا جائے۔ سوارونکو اطراف مین دوڑایا جائے مگر بظاہر اس سے کوئی مفید نتیجہ نہ نکلیگا بلکہ کچھ عجب نہین کہ دشمن اگر ہمین اس طرح سے بیقراری کے ساتھ تلاش مین سرگرم دیکھینگے تو اور بھی زیادہ جوینا کے چھپانے اور گم کرنے مین کوشش کرینگے۔

مرشین۔ یہ حضور کا خیال بہت صحیح ہی۔ اسمین شک نہین کہ ایسی کوشش کا نتیجہ ضرور برعکس ظاہر ہوگا۔

تھیوفلس۔ خیر کچھ مضائقہ نہین اگر اس کوشش کا ظاہر کرنا مصلحت نہین ہے تو اب بلا توقف یہ کرنا چاہیے کہ نہایت جانفشانی اور احتیاط سے پوشیدہ طور پر مگر خاص توجہ اور کوشش کے ساتھ تلاش کا سلسلہ قائم کیا جائے۔ اگرچہ یہ بھی ممکن ہے کہ مین خلیفۂ بغداد کے پاس چند معزز سفیرون کو بھیجون جو بیش بہا ہدایا پیش کرکے نہایت شائستگی اور سنجیدگی کے ساتھ جوینا کے متعلق اوس سے درخواست کرین مگر چونکہ یہ یقینی امر ہے کہ ہنوز جوینا وہانتک نہ پہونچی ہوگی بلکہ کیا عجب ہے کہ وہ خلیفہ کی فوج مین بھی نہو اسلیے خیال ہوتا ہے کہ یہ تمام سعی اور کوشش بیکار ہوگی۔ مقصد بھی حاصل نہ ہوگا اور مفت مسلمانون کی نظرون مین سبک ہونا پڑے گا۔

سیلیوس۔ نہین نہین مین ہرگز اسکو پسند نہ کرونگا کہ اسوقت عجلت اور اضطراب کی حالت مین کوئی ایسی کارروائی کی جائے جس سے مسلمانونکی جرأت بڑھے اور وہ ہمارے عجز پر قہقہے لگائین۔ تن بتقدیر جو ہوا اب سوا اسکے کوئی تدبیر مناسب نہین ہے کہ جہانتک ممکن ہو اس امر کے اخفا مین کوشش کی جائے۔ اور بقول آپکے نہایت احتیاط کے ساتھ خفیہ طور پر جستجو کا سلسلہ قائم رکھا جائے۔ مگر مین جہانتک خیال کرتا ہون اس خدمت کو حسن تدبیر کے ساتھ انجام دینے کیلیے

بجز مرشین کے دوسرا کوئی نظر نہین آتا۔

تھیوفلس - (مرشین کی طرف دیکھکر) مین انسے خوب واقف ہون۔ بیشک یہ ایک لائق اور تجربہ کار افسر ہین۔ آپ نے بہت اچھا انتخاب کیا مناسب ہو کہ اب اس معاملے کو انھین کی راے پر چھوڑ دیا جائے۔ مجھے قوی امید ہو کہ انکی قابل قدر تدبیر کا نتیجہ حسب دلخواہ ظاہر ہوگا۔

مرشین (کمال ادب اور انکسار سے) یہ حضور کا مربیانہ حسن ظن ہے کہ اپنے غلامونکی اسقدر قدر افزائی فرماتے ہین۔ مین کیا اور میری تدبیر کیا۔ جو ہوگا حضور کے اقبال سے ہوگا۔ مین ہرطرح اور ہروقت جان نثاری اور خدمت گذاری کو اپنا فخر سمجھونگا۔

سیلیوس - مگر مرشین یہ تو بتاؤ کہ آخر تم نے اس امر کے متعلق اپنی کیا راے قائم کی ہو؟

مرشین - حضور اب میرے نزدیک بجز اسکے اور کوئی تدبیر نہین ہے کہ مین مع اُن چند مخصوصین کے جنپر مجھے ہرطرح اطمینان اور بھروسہ ہو اس لشکر سے نکلکر راہبانہ لباس مین سفر کرون اور جہانتک ممکن ہو اپنے کو لوگونکی نظرون سے چھپاؤن۔ دن بھر جنگلون مین یا پہاڑون کی چوٹیون پر بسر کرون اور شبکو تیزروی کے ساتھ منزلین طے کرون۔ اسی طرح مسلمانون کے تمام ممالک محروسہ مین گشت کرکے پتا لگاؤنگا۔ اور نشان ملجانے کے بعد جو تدبیر مناسب ہوگی اُسپر عمل کرونگا۔

سیلیوس - جب تم اس طرح اپنے آپ کو لوگون سے چھپاؤگے اور راتو نکو منزلین طے کروگے تو اس صورت مین کیونکر پتا لگا سکوگے؟

مرشین - صرف ان سرحدی مقامات مین اس احتیاط اور تحفظ کی ضرورت ہے کیونکہ ان اطراف کے مسلمانون مین انا نونن ہماری مخالفت کا ایک خاص جوش پھیلا ہوا ہے۔ لیکن اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ ان مقامات مین مین کوشش ہی نہ کرونگا۔ یہان بھی قریب قریب ہر آبادی مین کم وبیش ہمارے ہم مذہب آباد ہین جو مسلمانون کی رعایا ہین اور ذمی کہلاتے ہین وہ ہرطرح مثل مسلمان رعایا کے محفوظ اور آزاد ہین۔ مین ان لوگون کے یہان پوشیدہ قیام کرکے انھین کے ذریعہ سے ہر جگہ کے پورے حالات معلوم کرونگا۔ بہرکیف اگرکچھ دقت اور زحمت ہی تو

صرف انھین اطراف کے سفر مین ہو آگے بڑھکر چندان مشکل نہ پڑیگی کیونکہ بجز نصرانی ہو یا یہودی کسی مسافر کے لیے کہین روک ٹوک نہین ہو بلکہ عموماً اہل اسلام چونکہ مسافر پروری اور مہمان نوازی کے عادی ہین اسلیے امید ہو کہ مین نہایت آسانی سے سفر کرسکون گا اور ہر جگہ سعی اور کوشش کا کافی موقع ملیگا۔

تھیوفلس۔ (سیلیوس سے مخاطب ہوکر) اب آپ انکو انھین کی راے اور تجویز پر چھوڑ دیجے اور چند روز دل پر جبر کرکے ضبط کیجیے۔ میرے نزدیک مناسب ہے کہ اس معاملے کے متعلق اب کوئی جدید فکر اور تدبیر انکی واپسی تک نہ کیجائے۔

سیلیوس۔ مرشین! ممالک اسلامیہ مین تو جا بجا دیر اور کلیسا بھی ہین پھر جب کہ تم راہبانہ لباس مین ہوگے تو غالباً ان متبرک مقامات مین باطمینان قیام کرسکوگے۔

مرشین۔ حضور مین نے ان سب مواقع کو خوب سمجھ لیا ہے۔ راہبون اور تارک الدنیا اشخاص سے مسلمان بالکل تعرض نہین کرتے۔ ہر راہب اپنے دیر مین آزادی سے بسر کرتا ہے۔ اگرچہ مسلمانون نے بارہا دھوکا بھی کھایا اور اُنپر اکثر راز کھل گئے۔ مگر پھر بھی اب تک وہ اسدرجہ بدگمان نہین ہین کہ جس کے لحاظ سے انکی قلمرو مین راہبانہ زندگی مخدوش خیال کیجائے۔

سیلیوس۔ بہرصورت اب مجھے چندان تشویش اور انتشار نہین جسقدر جلد ہوسکے ہو اب تم میری ہمدردی پر کمر ہمت باندھو خداوند تمکو تمھاری کوششون مین کامیاب کرے۔

مرشین۔ حضور ہر طرح مطمئن رہین مین جان نثاری مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرون گا۔ یہان بدستور فوجی انتظامات مین آپ کو مشغول رہنا چاہیے۔ مین آج ہی شب کو کیمپ چھوڑ دون گا۔

اس تقریر کے بعد سیلیوس تھیوفلس سے رخصت ہوکر اپنی فرودگاہ مین آیا اور مرشین نے اپنے خیمے مین جاکر ایک غلام سے کہا کہ جاؤ فلیپ سے میرا سلام کہو اور کہنا کہ ایک ضروری کام کے متعلق آپ سے کچھ مشورہ کرنا ہے تکلیف فرماکر بہت جلد آئیے فلیپ مرشین کا سچا بہی خواہ اور دلی دوست تھا مرشین کا

پیغام سنتے ہی فوراً چلا آیا۔ معمولی گفتگو کے بعد دیر تک آہستہ آہستہ مرشین نے اُس سے باتین کین مگر سوا اسکے کہ بار بار اُن دونون کے چہرون سے ایک اداسی اور حسرت کے آثار نمودار ہو جاتے تھے کچھ کسی کو نہ معلوم ہوا کہ آپس مین کیا سرگوشیان ہوئین دیر کے بعد جب فلیپ اُٹھکر اپنے خیمے کی طرف چلا گیا تو مرشین نے اُن فوجی افسرون کو جو اُسکے ماتحت تھے بُلایا اور اُنسے مجملاً اپنے قصد اور ارادے کا ذکر کیکے ہر ایک سے تاکید کی کہ میری غیبت مین سپاہ کی آسائش اور دلجوئی کا ہر وقت خیال رکھنا ان سب امور سے فراغت پا کر مرشین اپنے سامان سفر کے مہیا کرنے مین مصروف ہوا۔ نصف شب سے کچھ زیادہ وقت گذرا ہوگا کہ فلیپ شامی عیسائیونکا سا لباس پہنے ہوے مرشین کے خیمے مین آیا۔ مرشین جس ہیئت اور لباس مین اسوقت اُس سے طا وہ صورت اسقدر اُسکے اصلی اور قدیم وضع کے خلاف تھی کہ اگر وہ اپنے خیمے مین نہ ہوتا اور کسی دوسری جگہ فلیپ سے ملتا تو ہرگز فلیپ اُسے نہ پہچان سکتا۔ وہ معمولی صوف کا بد قطع کرتہ پہنے اور اسیکی ایک طویل و عریض چادر کو جسم پر لپیٹے ہوے بیٹھا تھا۔ سر پر ایک نمدی کلاہ تھی جسکو اُس زمانے مین برنس کہتے تھے اور سامنے آہنی عصا جسکے بالائی سرے پر صلیب نصب تھی۔ رکھا ہوا تھا۔ فلیپ جب اُسکے قریب جا کر بیٹھ گیا تو مرشین نے اپنے ایک غلام سے صندوقچہ منگایا اور اسمین سے تین سو دینار نکالکر فلیپ کو دیے اور کہا کہ ان کو احتیاط سے اپنی کمر مین باندھ لو۔ پھر چھوٹے چھوٹے دو فولادی خنجر منگا کر ایک اپنے پاس رکھ لیا اور دوسرا فلیپ کو دیا اور کہا کہ اسے بھی کسی جگہ اپنے لباس مین چھپا لو بس اسیقدر سامان کی اس سفر مین ضرورت ہے۔ اب خداوند کے مقدس نام پر بھروسہ کرکے چلو۔ بہتر ہوگا کہ رات ہی رات ہم اپنے لشکر سے نکل جائین کیونکہ اس راز کا عام طور پر ظاہر ہونا خلاف مصلحت ہے۔ یہ کہکر مرشین عصا ہاتھ مین لیکر اُٹھا اور وہ دونون خیمے سے نکلکر سیلیوس کے پاس آئے۔ سیلیوس مرشین کو اس صورت مین دیکھکر از خود رفتہ ہو گیا۔ اسنے بہت کچھ ضبط کرنیکی کوشش کی مگر نہو سکا۔ بیقرار ہو کر مرشین سے لپٹ گیا اور دل کھولکر رو دیا۔ آخر کار مرشین نے بہزار دقت اُوسکی طبیعت کو سنبھالا اور کہا کہ حضور خدا کے لیے اب دل کو تھوڑا دیجیے

انقلاب ایام اور نیرنگی عالم کوئی نئی بات نہین۔ صفحۂ عالم پر ہزارہا ایسے واقعات ثبت ہین جنکو دیکھکر اہل بصیرت تسلی اور عبرت حاصل کر سکتے ہین۔ ہر حالت مین خداوند کی مرضی پر شاکر رہنا چاہیے۔ یہ بہت ضروری امر ہے کہ "در پس ہر گریہ آخر خندہ ایست" اگر قسمت نے یاوری کی اور میری زندگی باقی ہے تو حضور ملاحظہ فرمائینگے کہ چند ہی روز مین یہ خانہ زاد کس طرح شاہزادی صاحبہ کو ڈھونڈھ لاہی بس اب اجازت عطا ہو۔ بہت دیر ہوئی جاتی ہے۔

سیلیوس۔ آہ اب تمسا رفیق بھی چھوٹتا ہی۔ خیر جاؤ مگر دیکھو میری اس حالت کا ہر وقت خیال رہے۔

مرشین اور فلیپ دونون سلام کرکے رخصت ہوے۔ کچھ دور چلکر مرشین رُک گیا اور فلیپ سے باتین کرنے لگا۔ اتنے مین وہی غلام جو اُسکے خیمے مین صندوقچہ اٹھا کر لایا تھا دو ٹٹوون کی باگ پکڑے ہوے سامنے آیا۔ مرشین نے ایک پر فلیپ کو سوار کیا اور دوسرے پر خود سوار ہوا۔ ان دونون ٹٹوون پر چھوٹی چھوٹی خورجیان بھی رکھی ہوئی تھین جنمین چند ضروری چیزین تھین غرضکہ یہ دونون مصنوعی مسافر مع اُس غلام کے وہان سے روانہ ہوکر اُس شب تیرہ و تار مین ستارون کی شناخت پر مشرق کیطرف چل نکلے اور ٹھوکرین کھاتے ہوے قریب صبح اُس جگہ پہونچے جہان شاہزادی جوئیتا کے ساتھی سوارون کی لاشین پڑی ہوئی تھین۔ مرشین نے اس افسوسناک منظر کو کئی بار حسرت کی نگاہ سے دیکھا پھر اپنے ہمراہیون سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ تمنے غور کیا میرے نزدیک بڑے تجربہ کار اور جنگ آزمودہ سپاہیون کا یہ کام ہے۔ دیکھو اُنھون نے اپنی کافی حفاظت کے ساتھ کسقدر تیزی سے ہمارے سوارون پر حملہ کرکے اُن کا کام تمام کر دیا ہے کہ ان بیچارون کو ذرا بھی سنبھلکر مقابلہ کرنے کی مہلت نہین ملی۔ جہانتک اس واقعہ کے متعلق یہان آثار پائے جاتے ہین۔ اُن کے اعتبار سے معلوم ہوتا ہے کہ دشمن نے اس جگہ کوئی نقصان نہین اٹھایا۔ انمین سے کوئی شخص نہ قتل ہوا ہے نہ مجروح۔ علاوہ اسکے نہایت تعجب خیز یہ امر ہے کہ معلوم ہوتا ہے ان سوارون کو گھوڑون سے گرانے کے بعد کمال استغنا اور بے پروائی سے کسی نے انکی طرف پھر کر بھی نہین دیکھا کیونکہ اُنکے

بیش قیمت اسلحہ اور لباس وغیرہ سب بدستور موجود ہین۔ بہرکیف اب اس امر مین تو کوئی شبہ باقی نہین رہا کہ ہمارے سوارون کے قاتل معمولی رہزن اور بادیہ نشین لوگ نہین ہین بلکہ یہ تمام کارروائی اُن لوگون کی ہے جو مسلمانون کی فوج مین بھی پیدل اور منتخب خیال کیے جاتے ہونگے۔ مرشین کے ہمراہیون نے بھی اسی خیال کی تائید کی اور پھر سب نہایت تاسف اور افسوس کے ساتھ اس مقام سے آگے بڑھے۔ مرشین کو سخت حیرت تھی کہ ایسے مقام پر مسلمانون کی فوج کیونکر آئی اور پھر وہ لوگ کہان غائب ہوگئے۔ اُسنے بہت غور کیا لیکن کچھ سمجھ مین نہ آیا۔ غرضکہ وہ اسی فکر اور تحیر مین بادیہ پیمائی کرتا چلا جاتا تھا۔ یہانتک کہ دن آخر ہو چکا تھا اور مرشین ایک تنگ اور پرپیچ گھاٹی سے گذر رہا تھا کہ دو سوار سامنے سے آتے ہوے نظر آئے۔ مرشین نے اپنے خچر کو روک کر غور سے اُن سوارون کیطرف دیکھا۔ یہ دونون سوار مرشین کو دیکھکر فوراً گھوڑون پر سے اتر پڑے اور اُنمین سے ایک قریب آیا اور مرشین کی رکاب پر ہاتھ رکھکر کہنے لگا کہ اے مقدس اور پاک نفس بزرگ آپ کو کس ضرورت نے مجبور کیا کہ اس پُرآشوب وقت مین اپنا گوشۂ عافیت چھوڑکر سفر کو نکلے آپ کو شاید معلوم نہین کہ وہ ہی ایک دن مین ہم ان حدود کو خالی کردینگے۔ اور پھر یہ سرزمین کسی مسیحی کے قیام کے لائق نہ رہیگی۔

مرشین۔ مجھے سب حال معلوم ہے اور ہمیشہ تمہاری فتح اور کامیابی کے لیے خداوند سے دعا کرتا ہون۔ بیشک یہ زمانہ نہایت پرآشوب ہے مگر ظاہر ہے کہ مجھ سے کسی کو کیا سروکار۔ تم واقف نہین کہ مسلمان کبھی کسی راہب اور عزلت گزین سے تعرض نہین کرتے۔ مین ابتدائے عمر سے اسی نواح مین رہتا ہون۔ ایسے بہت سے انقلاب اس سرزمین پر گذر گئے مگر کبھی کسی نے مجھے نہین ستایا۔

سوار۔ آخر آپ کا قصد کہان جانے کا ہے؟

مرشین۔ طرسوس کے قریب ایک پہاڑی پر چھوٹا سا دیر ہے۔ مین ہمیشہ سے وہین رہتا ہون۔ ایک خاص ضرورت سے ادھر آیا تھا۔ اب اپنے مقام کو

واپس جا رہا ہون۔ تم مطمئن رہو مجھے کوئی شخص نہ ستائیگا مگر البتہ احتیاط لازم ہی۔ تعجب ہی کہ ایسے نازک وقت مین تم کیون اپنے لشکر سے جدا ہو گئے؟۔

سوار۔ ہماری حالت یہ ہی کہ جب ہم زبطرہ کو فتح کرکے ملطیہ کیطرف آرہے تھے راہ مین مسلمانون کے ۲۵ سوار ملے۔ ہمنے انھین گرفتار کرنا چاہا مگر نادانی سے انھون نے ہمارا مقابلہ کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ انمین سے ۹ شخص قتل ہوے اور باقی ۱۶ سوار اسیر کیے گئے۔ ملطیہ پہونچنے اور اُسپر قبضہ ہوجانے کے بعد شاید اُن قیدیون کی حفاظت مین کچھ غفلت ہوئی اور وہ چالاک لوگ اپنے تمام ہتھیار لیکر فرار ہو گئے۔ شاہزادہ میکایل کو خیال ہی کہ انمین ضرور ایک معزز افسر تھا اسلیے بہت سے سوارون کو اُنکے تلاش کرنے کے لیے مقرر کیا ہے۔ کئی روز سے ہم سب پریشان و سرگردان ان پہاڑون مین پھر رہے ہین مگر آجتک اُنکا کوئی نشان اور پتا نہین معلوم۔ یہان سے ایک میل کے فاصلے پر (ہاتھ سے اشارہ کرکے) ادھر ہمارے بہت سے ہمراہی آج صبح سے ٹھہرے ہوے ہین اور کچھ سوار ادھر اُدھر ڈھونڈھتے پھرتے ہین۔

مرشین نے یہ تمام ماجرا غور سے سُنا اور اب اُسے پورا یقین ہو گیا کہ جونایر اسی مفرور جماعت کے ہاتھ سے یہ مصیبت پڑی ہے لیکن مصلحتاً ان سوارون سے اُسنے کوئی بات ظاہر نہ کی بلکہ فوراً اُن سے رخصت ہو کر آگے بڑھا اور تھوڑی دور چلکر فلیب سے کہنے لگا شاید تم سمجھ گئے ہوگے کہ ہمارے سوارون کے قاتل اور شاہزادی صاحبہ کے گرفتار کرنے والے وہی لوگ ہین جنکی تلاش مین یہ رومی سوار جنگلون کی خاک چھانتے پھرتے ہین۔

فلیب۔ بیشک یہ کام اُنھین ظالمون کا ہے۔ مگر کاش اسکے ساتھ یہ بھی معلوم ہوجاتا کہ وہ فتنہ انگیز لوگ کہان جاکر روپوش ہوے ہین؟۔

مرشین۔ گھبراؤ نہین رفتہ رفتہ ساری حقیقت کھل جائے گی۔ میرا خیال ہی کہ وہ لوگ یہانسے بھاگ کر ضرور طرسوس یا اذنہ کی طرف گئے ہین اور اب مین بھی کوشش کرنے والا ہون کہ کسی طرح ہم لوگ طرسوس مین پہونچ جائین تاکہ وہان کسی گوشۂ عافیت مین بیٹھکر حالات دریافت کرین۔

آٹھوان باب

خرم تنے کہ محبوب از در فرازش آید
چون رزق نیک بختان بے منت سوالے

جعفر جسدن علی الصباح طرسوس سے بغداد کیطرف روانہ ہوا وہ پورا
دن حسن کو جس پریشانی مین گذرا اُسکا اندازہ کرنا مشکل ہے۔ جعفر ایسے رفیق
کی مفارقت۔ آئندہ کی مصیبت کا خدشہ۔ نازک وقت مین مسلمانونکی حفاظت
کی فکر۔ انتقام کشی کے غیر قابل ضبط جوش کو بمقتضائے مصلحت فرو کرنا۔ غرضکہ ایک
سے ایک زیادہ دل بیچین کرنے والے خیالات کا حسن کے دماغ پر ہجوم تھا۔
جب وہ تمام دن بلکہ رات کا بھی کچھ حصہ حسن کو اس خلش اور کاوش مین گذرا
اور وہ اسوقت تک ضروری اور لازمی انتظامات کرتے کرتے تھک گیا تو
بمجبوری اب اسکو کسی قدر آرام کرنے کی ضرورت معلوم ہوئی۔ وہ خوابگاہ مین
آیا اور ایک کوچ پر لیٹ کر بجائے اسکے کہ تھوڑی دیر آرام سے سو رہے پھر
کسی ایسے خیال مین محو ہو گیا کہ اُس سے اور خواب راحت سے لازمی مخالفت تھی
حسن پر اسوقت سکوت و حیرت کی ایک خاص کیفیت طاری تھی۔ جب سے
وہ یہان آکر لیٹا تھا نہ اُسنے کسی کو بلا کر کوئی بات کی تھی اور نہ کوئی کروٹ
بدلی تھی۔ البتہ اسکی نگاہین گاہ گاہ سامنے والی شمع سے ہٹکر اُس دروازے
تک بڑھ جاتی تھین جو شل اور دروازون کے بالکل بند نتھا۔ یکایک اسی دروازے
کے قریب اسوقت کسی آہستہ آہستہ آنے والے کی آہٹ معلوم ہوئی جسنے
نہایت نرم آواز سے دروازے کے قریب آکر کہا "میرے معزز آقا کیا آپ مجھے
حاضر ہونے کی اجازت عطا فرما سکتے ہین"؟

حسن۔ ربیعہ! آؤ ابھی مین جاگ رہا ہون۔ کیون خیر تو ہے؟۔

ربیعہ اندر آئی اور جھک کر سلام کیا پھر حسن کے دامن پر بوسہ دیکر کہا
جونا آپ سے کچھ عرض کرنا چاہتی ہین اگر حکم ہو تو حاضر ہون؟۔

حسن یہ سنتے ہی اُٹھکر بیٹھ گیا اور دیر تک سر جھکائے ہوے کچھ سوچتا رہا

آخر غور و تامل کے بعد اُسنے ربیعہ سے مخاطب ہوکر کہا۔ اچھا کچھ مضائقہ نہین
بُلا لو یہ سُنکر ربیعہ نے ابھی اپنی جگہ سے جنبش بھی نہین کی تھی کہ جوُنا
کمرے مین آگئی اور بڑھکر چپکے سے ربیعہ کے کان مین کچھ کہا جس پر قریب تھا
کہ ربیعہ کھل کھلا کر ہنس پڑے مگر تعظیماً اُسنے ہنسی کو ضبط کیا اور مُسکرا کر رہ گئی۔

حسن۔ کیون ربیعہ کیا بات ہی؟۔

ربیعہ۔ حضور یہ مجھسے اسوقت پوچھتی ہین کہ اہل اسلام مین آقا اور مالکونکو سلام
کرنے کا کیا طریقہ ہے بتا دو تاکہ مین اُسی طرح سلام کرون۔

حسن۔ (مُسکرا کر) جوُنا پھر مجھی سے نہ پوچھو۔ بیٹھو مجھ سے سُنو اسلام نے شاہ و
گدا۔ مالک و مملوک سب کے ایک ہی قاعدہ سلام کا مقرر کیا ہے۔ سلام علیکم
علیک السلام ورحمۃ اللہ۔ بس۔

جوُنا۔ یہ قاعدہ تو مجھے انھین دو ایک روز مین معلوم ہو گیا تھا مگر مین خیال
کرتی تھی کہ ضرور آقا اور مالک کے لیے کوئی خاص طریقہ ہوگا جو آقا کے
مرتبے اور جلال کے لائق ہو۔

حسن۔ ابھی تم واقف نہین ہو اسلام کا اصل اصول یہ ہے کہ اظہار تذلل
و فروتنی جو ایک قسم کی عبادت ہی وہ اُسی ذات واحد کے حضور مین شایان ہے
جو شاہ و گدا دونون کا خالق اور مالک ہے اور جسکی ذات ہر قسم کے نقص و
زوال سے منزہ ہے۔ اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ اپنے بنی نوع پر بیجا فخر حاصل کرنے
کی کوشش نہ کیجائے اور اُنھین سے کسی کی توہین اور تذلیل کو اپنے غرور و تکبر
کا ذریعہ نہ قرار دیا جائے۔ وہ یہ نہین تعلیم دیتا کہ کوئی غلام اپنے آقا کے سامنے
سجدے مین جھکے گڑگڑا گڑگڑا کر اُسکی جھوٹی خوشامد کرے۔ اسلام انسان کے لیے
رحمت ہے اور بنی نوع انسان کو آپس مین شفقت اور محبت کا سلسلہ قائم رکھنے
کی ہدایت کرتا ہے۔ وہ زبردستون کو زیردستون پر تعدی سے روکتا ہے اور
اونکو ایک سخت بازپرس کا یقین دلا کر خوفت انگیز خیالات اور ایذا رسانی
سے باز رکھتا ہے۔

جوُنا۔ (ایک خاص لہجے مین) دیکھون اہل اسلام میرے حق مین بھی اپنے

آداب مذہب کے موافق شفقت اور خدا ترسی کو روا رکھتے ہین یا نہین۔

حسن۔ اسوقت تک کے واقعات سے یقین ہے تمنے خود اسکا اندازہ کر لیا ہوگا۔

جوہُنا۔ اوہ۔ جو کچھ بھی ہو مجھے اسکی فکر نہین تھوڑی زندگی بسر کرنا کیا مشکل ہے۔

ربیعہ۔ ابھی تو تمہین تھوڑی کیا ماشاء اللہ زندگی کا بڑا حصہ دنیا مین بسر کرنا ہے۔ ہرچند بوڑھے جوان بچے کسی کی زندگی کا بھروسہ نہین۔ لیکن تمہارے سن پر یہ کہنا بالکل نازیبا ہے۔ ہان کوئی سن رسیدہ آدمی کہتا تو بیجا نہ تھا میرے نزدیک شاید تمہین تو سولھوان یا سترھوان سال ہوگا۔

حسن۔ ہان اور کیا۔ دیکھتی نہین ہو انکی باتون سے بچپن ٹپکتا ہے۔

جوہُنا (ربیعہ کیطرف دیکھکر) تمہاری طرح میری باتین بڑے بوڑھون کی سی تو البتہ نہین ہین مگر یہ بھی نہین کہ ان سے بچپن ٹپکتا ہو۔

حسن (مسکرا کے) یہ جواب تو میری بات کا ہے۔ ربیعہ بیچاری نے تو کچھ نہین کہا۔

جوہُنا۔ میری یہ مجال نہین کہ آپ کی بات کا اس انداز سے جواب دون۔

حسن۔ بجا ہے۔ کیا اسمین کچھ شک بھی ہے۔

جوہُنا۔ معاف کیجیے گا ابھی مین تازہ گرفتار ہون اور آزادی کی ہوا دماغ مین بھری ہوئی ہے۔ رفتہ رفتہ طبیعت کا جوش فرو ہوجائے گا اور مسکینی کی عادی ہوجاؤنگی۔ پھر میری زبان سے کوئی ایسی بات نہ نکلے گی۔

جوہُنا نے اگرچہ یہ فقرہ محض چرب زبانی کی بنا پر کہا تھا لیکن آخر مین اس جملے نے اسکے دل مین درد پیدا کر دیا۔ اُسنے اپنے لب نازنین کو دانتون مین دبا لیا۔ خمار آلود آنکھون مین آنسو بھر آئے۔ سر جھکا لیا اور آنچل آنکھون تک لانے بھی نہ پائی تھی کہ آنسوؤن کا تار بندھ گیا۔ اصل یہ ہے کہ ایک ناز پروردہ اور کمسن لڑکی کی یہ عبرتناک حالت قابل افسوس ہے کہ وہ اپنے ناز برداروں سے اپنی زندگی مین اسطرح چھوٹ جائے کہ پھر ملنے کی آس نہو اور جسنے صدہا غلامون اور کنیزون پر خود حکومت کی ہو۔ انقلاب زمانہ اب اُسی کو غلامی مین زندگی بسر کرنے پر مجبور کرے۔ اسی دردناک حالت پر نظر کر کے شارع اسلام نے مسلمانون کو

مصیبت زدون سے شفقت اور ترحم کے ساتھ پیش آنے کی جا بجا تاکید
ہدایت فرمائی ہے۔ چنانچہ ایک شریف مسلمان یعنی حسن سے یہ پر درد منظر دیکھا
گیا۔ وہ اپنی جگہ سے اُٹھا۔ جوُنتا کا ہاتھ پکڑ کر اپنے قریب لاکر بٹھایا اور نہایت
تسلی اور دلدہی کے انداز سے کہنے لگا۔ جوُنتا خواہ مخواہ آپ ہی آپ اُلجھتی ہو اور
خود بخود ملول ہو۔ افسوس تمھارے اس اضطرار نے آخر مجھے بہت سی ایسی
باتون کے ظاہر کرنے پر مجبور کر دیا جو اظہار کے قابل نہ تھیں۔ کیا کہون اور
اگر نہ کہون تو کیونکر تمھین میرے دل کا حال معلوم ہو گا۔ سچ پوچھو تو مین تم سے
کہین زیادہ مصیبت مین مبتلا ہون۔ جب مین یہ خیال کرتا ہون کہ گھڑی گھڑی
کی تمھاری آزردگی نہ دیکھ سکون گا اور جسطرح ہو سکے گا تمھین لشکر روم مین پہونچاؤنگا
تو اسوقت دنیا میری آنکھون مین تاریک ہو جاتی ہے۔ ہان تمھارے جانے
کے بعد اور ہمیشہ کے لیے تمھاری مفارقت کا یقین ہو جانے پر مجھے زیست کے
باقیماندہ دن بسر کرنا پڑینگے۔ موت اور زیست انسان کے اختیار مین نہین جب
تک حیات مستعار باقی ہے جینا پڑیگا مگر ایسی زندگی سے موت بہتر ہے۔ کاش
میرے گلے پر بھی میکائیل کی تلوار چل گئی ہوتی۔ [illegible] رات کو جس وقت میرے
اسلحۂ جنگ پھر مجھے مل گئے تھے اور مین رومیون پر حملہ کرنے کو بالکل تیار تھا
جعفر نے مجھے ہلاکت مین پڑنے سے روک لیا اور اوسوقت مین نے بھی اون کی
رائے کو پسند کر لیا تھا۔ اب وہ وقت پھر ہاتھ آنا مشکل ہے۔ وہ ہلاکت ہی
میرے لیے نجات اور وہ موت ہی میرے لیے زندگی تھی۔ اگر مین بھی ملطیہ کے
مقتول مسلمانون مین شمار ہو جاتا تو اچھا ہوتا نہ یہ نوبت تک پہونچتا نہ تم مجھ سے
ملکر مجھ سے جدا ہوتین۔ جوُنتا! خدا تمکو اپنے وطن جانا مبارک کرے تم اس وقت
سے بالکل مطمئن ہو جاؤ اور خوشی سے اپنے کمرے مین جاکر آرام کرو۔ مین کل
صبح سب سے پہلے جو کام کرونگا وہ یہی ہوگا کہ تمھاری حفاظت کا قابل اطمینان
انتظام کر کے تمھین رخصت کر دونگا۔ بہتر ہوگا کہ تم اپنے لشکر مین پہونچکر وہان
قیام نہ کرو بلکہ فوراً روم چلی جاؤ کیونکہ عنقریب انشاء اللہ تعالی ہم لوگ رومیون پر
حملہ کرنے والے ہین اور یقین ہے کہ سخت جنگ اور خونریزی ہوگی اسلیے

اندیشہ ہے کہ مبادا تم بھی لشکر کے ساتھ مصیبت مین مبتلا ہو جاؤ۔
حسن کی اس تقریر نے جوئنا کے دل سے تمام غبار کلفت دھو دیا مگر اسکے ساتھ ہی اسوقت اسقدر حیا اُسپر طاری ہوئی کہ مارے شرم کے سر نہ اُٹھاتی تھی۔ اسوقت حسن کو اُسنے اپنا چاہنے والا سمجھا اور اپنے کو اُس کے پہلو مین بیٹھے ہوے دیکھکر عرق عرق ہوگئی۔ دل دھڑکنے لگا اور مخمور آنکھون پر شرمگین ادائین چھا گئین۔ جسم تھر تھرا رہا تھا مگر وہ خاص تحریک اُسکی محرک تھی جسکا لطف جوئنا کا مغرور اور نازک دل ہی جانتا ہوگا۔
جوئنا (دل مین) کیا مین حسین اور خوبصورت ہون؟ (اس خیال کے ساتھ ہی آنکھین جھک گئین) کیا حسن سا مقتدر اور خوشرو جوان میری مصیبت زدہ صورت پر فریفتہ ہوگا؟ نہین مین تو اسکا یقین نہ کرونگی۔ روم اور یونان مین بہت سے معزز اور رعالی خاندان نوجوان جو ہر طرح میرے ہمجنس اور ہمسر تھے مجھے للچائی ہوئی نظرون سے دیکھتے تھے مگر حق یہ ہے کہ اُنمین سے ایک بھی حسن کی شان کو نہین پہونچتا اور نہ اب میری ہی وہ صورت شکل باقی ہے پھر مین کیونکر باور کرلون کہ وہ (حسن) میری محبت سے بیقرار ہے۔ مین کئی روز سے اوسکے قید مین ہون اور اوسکو مجھپر ہر طرح اختیار حاصل ہے (کانپ کر) مگر مین دیکھتی ہون کہ اسوقت تک حسن نے مجھے نگاہ بھر کے نہین دیکھا۔ مجھ سے بلا ضرورت بات تک نہین کی۔ بلکہ جب خود مین نے کوئی بات کی تو اوس کا جواب نہایت بے اعتنائی سے دیدیا۔ مین تو نہ مانونگی کہ حسن مجھے پیار کرتا ہے اور مجھ سے ایسی محبت رکھتا ہے کہ میری مفارقت مین اُسکی زندگی تلخ ہو جائے گی۔ لیکن ہان حسن ایک شیردل اور وجیہ نوجوان ہے۔ ابتک اُسکے ہر قول اور فعل مین راستبازی پائی گئی ہے۔ امید نہین کہ اُسنے بالکل بناوٹ کی ہو اور مجھ سے جھوٹ بولا ہو اور ابتک جو وہ یون مجھ سے الگ تھلگ رہتا ہے یہ اُسکی صداقت اور پاکبازی کی شان اور مقدس جعفر کے فیض صحبت کا اثر ہے۔ سچ یہ ہے کہ مسلمانونکی قوم بڑی مبارک قوم ہے۔ ربیعہ سچ کہتی تھی کہ راستبازی اور سچی خدا پرستی خون کیطرح مسلمانون کے رگ وپے مین ساری ہے۔

جوُنا ابھی انھین خیالات مین محو تھی کہ حسن نے اسکی طرف دیکھا اور ٹھنڈی سانس بھر کر کہا رات زیادہ آگئی ہے اور تمھین صبحکو سفر کرنا ہے بہتر ہوگا کہ اب اپنی خوابگاہ مین جا کر اک زرا آرام کر لو۔

جوُنا۔ (بمشکل دل کو مضبوط کر کے) آپکی طبیعت زیادہ کسلمند معلوم ہوتی ہے آپ آرام کیجیے۔ مین بھی چلی جاؤنگی۔ مگر ہان میرا یہان بیٹھنا آپ کی راحت مین خلل انداز ہو تو آٹھ جاؤن۔

حسن۔ نہین نہین مین نے تو صرف تمہاری ہی طبیعت کے خیال سے یہ کہا تھا مین بہت خوش ہون۔ جب تک جی چاہے یہان بیٹھو۔

جوُنا (کسی قدر تبسم کے ساتھ) ہان مین بھی یہی سوچتی ہون کہ آخر صبحکو تو آپ مجھے رومی کیمپ مین بھیج ہی دینگے۔ اور پھر بقول آپ کے کبھی ملاقات ہی نہوگی اسلیے یہ تھوڑا سا وقت آپ کی خدمت مین بسر ہو جائے تو غنیمت ہے۔

حسن۔ درست مین کیون بھیجونگا۔ یہ کہیے کہ ہم صبحکو چلے جائینگے۔

جوُنا۔ نہین آپ ہی بھیجینگے تو جاؤنگی ورنہ مین کسطرح جا سکتی ہون۔

حسن۔ یہ صحیح ہے مگر تم خود جانتی ہو کہ مین اس امر مین تمھاری خواہش اور مرضی کا تابع ہون۔ تمھین صحبت سے نفرت ہے۔ گھڑی گھڑی ملول ہوتی ہو۔ پھر بھلا کس دل سے مین تمہاری خوشی کے خلاف تمھین روم جانے سے باز رکھون۔ مین خود ہر رنج و الم کے برداشت کرنے پر آمادہ ہون لیکن مجھ سے یہ نہ دیکھا جائیگا۔ کہ یہان رہنا تمپر جبر ہو اور مجبوراً تمکو رہنا پڑے۔

جوُنا۔ مین نے تو اپنی آزادی کی نسبت آپ سے کبھی کوئی خواہش ظاہر نہین کی بلکہ آپ نے اپنی رحمدلی سے مجھے آزاد کرنے کا خود ہی قصد ظاہر فرمایا تھا مین نہین سمجھتی کہ آخر پھر آپ کے دشمنون کو کیون اسقدر رنج و قلق ہوگا ایک کنیز کا آزاد کرنا یا ایک قیدی کو رہائی دینا کوئی ایسی بڑی بات نہین کہ آپ سے صاحب جاہ و ثروت پر اتنا قلق ہو۔

حسن۔ آہ۔ مین نہین چاہتا کہ اس سے زیادہ اس راز کو تیر ظاہر کرون بلکہ مجھے اُنھین الفاظ پر افسوس ہے جو ابھی اسکے متعلق میری زبان سے بیساختہ نکل گئے۔

جوُنا۔ (ہنسکر) مین سمجھی۔ بیشک آپ سے ذی اقتدار کے لیے اس راز کا ظاہر کرنا یا یون کہیے کہ اس ظاہر بات کا اپنی زبان سے اقرار کرنا خلاف شان ہے بلکہ عار کا باعث ہے۔

حسن۔ جوُنا! بس رہنے دو۔ زخم پر نمک نہ چھڑکو۔ میری گوبائی کو تو میرے خیالات نے خاک مین ملا دیا۔ جو چاہو کہو سُن لونگا۔

یہ کہکر حسن نے سر جھکا لیا اور اُسپر کچھ ایسی یاس و حسرت چھا گئی جس سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ کسی عجیب و غریب دردناک حالت کے خیال مین مستغرق ہی۔ اُسنے اپنی وہ تلوار جو سامنے رکھی ہوئی تھی اسوقت اُٹھا کر اپنے زانو پر رکھ لی تھی اور سر جھکائے ہوے اُسے اُلٹ پلٹ رہا تھا۔ جوُنا نے دیر کے بعد کنکھیون سے اُسکی طرف دیکھا تو معلوم ہوا کہ حسن کی آنکھین آنسوؤں سے لبریز ہین اور وہ اس حالت کے چھپانے مین ہمہ تن مصروف ہی۔ یہ وہ منظر تھا جسکے مشاہدے نے جوُنا کو از خود رفتہ بنا دیا اُسنے لاکھ اپنے کو سنبھالا اور بہت کچھ بننا چاہا مگر دل ہی تو ہی نہ سنگ و خشت ضبط نہ کرسکی بیساختہ اپنے ناز نین ہاتھ بڑھا کر حسن کے رخسار پر لوٹتے ہوے موتیون کو رومال مین لے لیا اور کہنے لگی بس انتہا ہو گئی اب مجھپر رحم کیجیے آپ کو آپکی غیرت اور پاس عزت و شان مبارک مین نے روم کے ننگ و ناموس کو آپ کی نذر کیا۔ لیجیے قسم کھاتی ہون اب کبھی روم کا نام بھی نہ لونگی۔

حسن۔ خدایا تیرا شکر کس زبان سے ادا ہو تو نے خود ہی مجھے راستی اور پاکبازی کی توفیق عطا کی اور پھر خود ہی اُسکا یہ صلہ عنایت کیا کہ اب دنیا میرے لیے بہشت برین ہو گئی (جوُنا کیطرف دیکھکر) خدا جانتا ہی بڑی عقلمند ہو بات کی بات مین مجھے تسخیر کر لیا۔ لیکن مین پھر بھی یہی کہتا ہون کہ اگر یہان رہنا کچھ بھی تمکو ناگوار ہو تو میرے لیے اپنا دل نہ کڑھانا۔ اول تو یہی قیامت خیز واقعہ جو سفاک تھیوفلس ہے پیش آنیوالا ہی اسمین بچون یا نہ بچون اور بالفرض اگر ظالم رومیونکی تلوارون سے بچ بھی گیا تو پھر جو مصیبت پڑیگی جھیل لونگا مگر تمھارے ملال کو نہ برداشت کرسکون گا۔

جوُنا۔ اب بار بار روم کا نام نہ لیجیے مینے اُس کی محبت کو دل سے دور کر دیا مین اب وہان نہ جاؤنگی۔ مجھ سے یہ نہ ہوسکے گا کہ آپ کے سارے احسانات کو بھلا دون

(مُسکرا کر) علاوہ اسکے جھوٹ ہو یا سچ کسی کا دل دکھانا بھی اچھا نہین۔
حسن۔ آہ دیکھو اب میری طرف سے ایسی بدگمانی کو اپنے دل مین جگہ نہ دو۔ پیاری جوُنا یقین جانو مین کبھی جھوٹ نہ بولون گا اور یہ بھی تم خوب سمجھتی ہو کہ مجھے تمھاری خوشامد کی کوئی ضرورت نہین۔
جوُنا۔ (اپنے کو ملول بنا کر) ہان سچ ہی مجھ غریب کی خوشامد کی کیا ضرورت آپ جو فرماتے ہین سب صحیح اور درست ہی۔ مگر مین کیا کرون میری تو ہر بات خوشامد سمجھی جاتی ہوگی۔
حسن۔ نہین نہین مین تمھین شریف النسل اور راستباز سمجھتا ہون اور میرا خیال ہے کہ خدا کے فضل سے جس طرح تم حسن صورت مین بےنظیر ہو اوسی طرح حسن سیرت مین بھی بےمثال ہوگی۔
جوُنا۔ حق یہ ہی کہ اس تعریف کے لائق تو آپ ہی ہین۔
حسن۔ دل سے کہتی ہو؟
جوُنا۔ نہین تو خوشامد کی راہ سے۔
حسن (مُسکرا کر) خوشامد نہین بلکہ یہ میرے جذبات محبت کا اثر ہے کہ تمھارا نازک دل بھی میرے خیال سے خالی نہین۔

جوُنا اس فقرے کو سُنکر خاموش ہوگئی غالباً اب اُسے یہ خیال آیا کہ یہ بہلو مین بیٹھی ہوئی ہے۔ اسی سبب سے اُسنے اس سلسلۂ تقریر کو طول دینا پسند نہ کیا اور بات کوٹالکر کہنے لگی۔ مین سُنتی ہون کہ اس زمانے مین بغداد سے بہتر روے زمین پر کوئی شہر نہین ہے۔ کیا اچھا کہ آپ اپنے رفیق جعفر کے ساتھ مجھے بھی وہان بھیجدیتے۔ مین بھی اُس شہر کو ایک نظر دیکھ آتی۔
حسن۔ ہان ماشاء اللہ بغداد رونق مین روز افزون ترقی کر رہا ہے۔ اور امن و اعتدال آب و ہوا کے اعتبار سے فردوس بریں کا نمونہ ہے
اسلامی دنیا کا دار السلطنت اور امیر المومنین کی بود و باش کا مقام ہونے کی وجہ سے وہ شکوہ و جلال کا مخزن اور دولت و اقبال کا مرکز خیال کیا جاتا ہی۔ قطع نظر اسکے امر بھی قابل لحاظ ہی کہ خلفای نامور کی قدردانی اور شہر پروری نے

دنیا بھر کے اہل کمال کو لا کر بغداد مین مجتمع کر دیا ہی - اور روے زمین کے اہل فن
کی نگاہین اُسی کیطرف لگی ہوئی ہین - علاوہ اسکے کنار دجلہ کی فضا اور اُسکے
آس پاس کے سرسبز و شاداب باغون اور پارکون کا سلسلہ ایسے نظر فریب اور
دلکش منظر ہین کہ جنمین سے ہر ایک کو جدا جدا اگر فرحت و سرور کا عالم کہا جائے تو
کوئی مبالغہ نہوگا - فی الحقیقت بغداد دیکھنے کے لائق ہی - انشاءاللہ تم اُسے دیکھو گی
بہت ہی پسند کرو گی اور یقین تو یہ ہے کہ پھر روم کو بالکل بھول جاؤ اور ہمیشہ بغداد
ہی مین رہنا پسند کرو مگر افسوس یہ ہے کہ ابھی تمہین بغداد بھیجنا قرین مصلحت نہین
ہو [illegible] یہ ہے کہ [illegible] مناسب ہے اگر تم طرسوس کو چھوڑ کر ہارونیہ مین رہو
تو زیادہ مناسب ہوگا -

جوئنا - تو کیا آپ بھی ہارونیہ کا قصد رکھتے ہین؟

حسن - نہین مین بھلا اس حالت مین طرسوس کو کیونکر چھوڑ سکتا ہون - نہین صرف
اس خیال سے ہارونیہ بھیجنا چاہتا ہون کہ طرسوس اندنون مخدوش حالت مین
ہے - سرحد ہی [illegible] رومیون کی نگاہین اسی طرف لگی ہونگی اور کچھ عجب نہین کہ یکایک
وہ ادھر یورش کرین [illegible] بے سر و سامانی کی حالت مین اُن کا مقابلہ
کرنا پڑے [illegible] مین پڑو - جب تک یہ خوفناک حالت قائم
ہے [illegible] ہارونیہ [illegible] چلی آنا -

جوئنا - یون [illegible] آپ کا ہر حکم [illegible] قبول ہے میری یہ مجال نہین کہ
[illegible] کچھ عذر کرون مگر ذرا خود ہی انصاف کیجیے کہ مین تنہا کس طرح وہان
بسر کر سکتی ہون -

حسن - مین چند سلیقہ شعار کنیزون کو تمہارے ساتھ بھیجدونگا وہ سب
تمہاری خدمت مین حاضر رہینگی اور ہر وقت تمہارا دل بہلائینگی علاوہ ازین [illegible]
کو بھی تمہارے ہمراہ کر دونگا - ہارونیہ مین جس جگہ تم قیام کرو گی وہ نہایت دلچسپ
اور پر فضا مقام ہے یقین ہے کہ وہان ہر وقت تمہاری طبیعت شگفتہ اور مسرور
رہیگی - مین تو بلا ضرورت بھی اکثر وہان جا کر دو دو تین تین ہفتے تک ٹھہرتا ہون

جوئنا - مین تو کہہ چکی کہ مجھے آپ کے حکم کی تعمیل مین کبھی عذر نہوگا - آپکی اطاعت کو

منظور کر لیا چنانچہ مین اُنکے ساتھ زبطرہ آئی اور چونکہ وہان پہونچکر قیصر نے یہ تجویز کیا کہ اب دریاے لامس کو عبور کرکے سب فوج ایک جگہ قیام کرے اسلیے مین نے یہ سوچ کر کہ فوج کے انبوہ کے ساتھ چلنا غل وشور گرد وغبار کی زحمت اُٹھانا کیا ضرور ہے ایک روز پہلے سے چلکر مقام پر پہونچ جاؤن تو اچھا ہوگا۔ ابا جان سے جب یہ ذکر آیا تو اُنھون نے کہا کیا مضائقہ ہے۔ چنانچہ مین نے اپنا ایک خیمہ مع چند خدمتگارون کے فوراً اُسی وقت روانہ کردیا۔ اور دوسرے روز صبح کو مین بھی زبطرہ سے روانہ ہوگئی۔ میرے ساتھ جو سوار تھے اُنمین ایک میرے اتالیق اور دو میرے رشتہ دار لڑکیان بھی تھین۔ لیکن چونکہ اُن دونون نے بالکل ہی فوجی ڈریس پہن لیا تھا اسلیے غالباً اُنھین آپ لوگون نے نہین پہچانا۔ آہ وہ دونون بھی آپ کے تیرون کا نشانہ بنگئین۔

حسن۔ افسوس! اُسوقت عجلت اور اضطراب مین یہ بڑا دھوکا ہوا۔ آخر یہ دونون لڑکیان سوارون کے ساتھ کیون بڑھ آئی تھین۔

جوئنا۔ اُنھین دونون پر کیا منحصر ہے آپ نے شاید خیال نہین کیا سب سے آگے تو مین ہی تھی مگر میرے اتالیق نے جھڑک کر مجھے ہٹا دیا اور کہا کہ تمھین تکلیف اُٹھانے کی کیا ضرورت ہے۔ دیکھو ہم ابھی تو ان سبکو گرفتار کیے لاتے ہین۔ اسلیے مین ہٹکر سوارونکے پیچھے ہوگئی تھی مگر تاہم اُنکے قدم بہ قدم آگے بڑھتی جاتی تھی لیکن جب مین نے دیکھا کہ یکایک آپ لوگون نے تیرون کا مینھ برسانا شروع کردیا اور میرے ساتھ کے سوار زخمی ہو ہو کر گرنے لگے حتی کہ اُن دونون مین سے ایک لڑکی بھی مجروح ہوگئی اور میرے شفیق اتالیق بھی کئی تیر کھا کر گھوڑے سے گرے تو میرے دل پر کچھ ایسا خوف چھایا کہ ساری غیرت اور حمیت رخصت ہوگئی اور اپنی جان بچا کر معرکہ جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی مگر افسوس اس سے بھی کام نہ چلا اور آخر اسیر ہو کر گناہگارون کی طرح آپ کے حضور مین پیش کی گئی۔ یہ اور بات ہے کہ آپ نے میرے ساتھ شریفانہ برتاؤ کیا اور میری مصیبت پر ترس کھا کر میری دلجوئی کی لیکن مجھے تو میرے گناہ کی پاداش فوراً ہی ملگئی تھی

حسن - تم زیادہ پریشان کیون ہوتی ہو مین خواہ مخواہ تمہین مجبور نہین کرتا کہ اپنا حال ضرور ہی بیان کرو۔

جوئنا (چونک کر) اے تو بہ مین کس خیال مین پڑگئی تھی ہان آپ نے مجھ سے میرا نام و نشان پوچھا تھا۔ سینیے مجھے اسکے ظاہر کرنے مین اب کچھ تامل نہین اس سے پیشتر البتہ اگر آپ پوچھتے تو ہرگز نہ بتاتی۔ میری روداد یہ ہے کہ سیلیوس حاکم صقالیہ میرے باپ ہین اور میری مان روم کے ایک معزز خاندان سے تھین مگر افسوس ہنوز میرا آٹھ ہی نو برس کا سن کا کہ اُنھون نے دنیا سے رحلت کی اور ہمیشہ کے لیے مجھ سے جدا ہو گئین۔ جسدن سے مان کا سایہ میرے سر سے اُٹھا باپ نے ایک گھڑی کو مجھے اپنے سے جدا نہین کیا۔ سفر و حضر مین ساتھ رکھا۔ بڑے بڑے لائق اتالیق میری تعلیم کے لیے مقرر تھے اور بطریق صقالیہ بھی اکثر مجھے مذہبی تعلیم دینے کو تشریف لاتے تھے مگر یہ سب والد کے سامنے لکھاتے پڑھاتے تھے اور گو اس وجہ سے بیشتر اباجان کے ذاتی مشاغل اور کاروبار ریاست مین فرق پڑتا تھا لیکن یہ سب اُنھین گوارا تھا مگر یہ منظور نہ تھا کہ مین کسی وقت اُنکی نظر سے اوجھل ہون۔ وہ اکثر جوش محبت مین کہا کرتے تھے کہ بیٹی ہمیشہ مان باپ کے گھر مین نہین رہتی اور دنیا کی رسم کے موافق ایک نہ ایک دن اُس سے جدا ہوتا پڑتا ہی مگر ہائے مین کیا کرون جب جوئنا کی نسبت بھی یہی خیال کرتا ہون تو کلیجہ مُنہ کو آجاتا ہے۔ کسطرح مجھ سے اسکی مفارقت برداشت ہو سکیگی مگر اب سال دو سال سے خدا جانے اباجان نے کس خیال سے یہ گوارا کر لیا تھا کہ گاہ گاہ سیر و شکار یا کسی اور ضرورت سے اگر کہین باہر جاتے تو مجھے ساتھ نہین لیجاتے تھے۔ چنانچہ ابکی مرتبہ بھی اس فوجکشی کے متعلق قیصر سے صلاح و مشورہ کرنے کے لیے جب وہ قسطنطنیہ گئے ہین اور دو تین ہفتے تک وہان مقیم رہے مجھے ساتھ نہین لیگئے تھے۔ قسطنطنیہ سے واپس آنے کے بعد جب اُنھون نے اپنی مختصر فوج کو جمع کرنا شروع کیا تو مین نے سبب دریافت کیا معلوم ہوا کہ وہ بھی اس مہم مین مع اپنی فوج کے قیصر کے ساتھ ہون گے اسپر مین نے اصرار کیا کہ مین بھی ساتھ چلونگی۔ پہلے تو کئی روز تک ٹالتے رہے بالآخر

ہمیشہ اپنا فخر سمجھونگی اور جب تک زندہ ہون آپکی خوشی اور مرضی کی تابع رہونگی کیونکہ سوائے اسکے مجھسے اور کیا ہوسکتا ہے جو آپ کے احسانات کا بدلہ کر سکون۔

حسن۔ یہ سب تمھارے شریفانہ خیالات ہین اور بتاتے ہین تمھاری [illegible] خوش خلقی سے مجھے امید ہے کہ ہمیشہ میرے ساتھ اسی انس و محبت سے پیش آؤگی [illegible] سمجھتا ہون کہ تم کسی مقتدر اور شریف خاندان سے ہو کیونکہ [illegible] اور پسندیدہ عادتین اسکی شاہد ہین مگر افسوس یہ ہے کہ کبھی [illegible] اظہار مین تامل ہے۔ کاش میرے اس صحیح خیال کی تصدیق [illegible] زبان سے بھی کردیتین تو میرا قلب بالکل مطمئن ہوجاتا اور مین سمجھ لیتا کہ مین نے [illegible] نذر کیا ہے جسکو یہ تحفہ شایان تھا۔

جوہنا نے یہ سنکر کنکھیوں سے [illegible] دیکھا اور اپنے دل مین کہنے لگی ہائے! مین جس بات کو ٹالتی ہون بار بار وہی پیش آتی ہے۔ حسن کو کئی مرتبہ اپنے دلی جوش کو ضبط کرتے کرتے عاجز آگئی ہون [illegible] بیساختہ انکی زبان سے کچھ نہ کچھ نکل ہی جاتا ہے۔ یون تو ممکن نہ تھا کہ یہ راز افشا نہ ہو مگر اسقدر جلد ظاہر ہونا ضرور میرے لیے سبکی کا باعث ہوگا۔ مین ناحق بیٹھے بٹھائے اس وقت یہان آگئی۔ مگر نہین اسمین میرا کیا قصور مین کیا جانتی تھی کہ [illegible] کیا حالت ہے اور حسن کی زبان سے ایسے دلنشین الفاظ سننے کی مجھے کب امید [illegible]

گو اس سلسلے کی ابتدا میری جانب سے ہوئی اور [illegible] حسن کو چھیڑا لیکن انصاف کی بات یہ ہے کہ اس افشائے راز کا الزام مجھپر نہین آسکتا میری نسبت پھر روم جانے کا ذکر ایک معمولی بات تھی اسپر حسن کی حالت جسطرح متغیر ہوئی اور رنج و قلق کے آثار اُنکے چہرے سے ظاہر ہوے وہ ہرگز اس قابل نہ تھے کہ مین اُنھین دیکھکر ضبط کرسکتی بیشک مجھسے نہو سکا کہ اپنے کلیجے کو پتھر کا بنالون میری زبان سے بیساختہ بعض تسکین آمیز الفاظ نکل گئے اسمین میرا کیا قصور آخر وہ باتون باتون مین کیون اسقدر بیقرار ہوگئے کہ مجھسے اُنکی بیقراری نہ دیکھی گئی۔ ادھر تو جوہنا ان خیالات مین محو تھی اور ادھر حسن اپنے سوال کے جواب کا منتظر تھا جب اُسنے دیر تک جوہنا کو اسطرح ساکت دیکھا تو کہنے لگا۔

حسن - ہان مجھے بھی اب یاد پڑا کہ ایک خوشرو سوار سب سے پہلے نیزہ تان کر ہماری طرف بڑہا تھا جسکے ساتھ ہی تمام سوارون نے ہماری طرف باگین اُٹھادی تھین مگر اسکے بعد چونکہ ہم سب اپنے کام مین مشغول ہو گئے اور مقابلے کے لیے جلد جلد تیار ہونے لگے اسلیے پھر کچھ خیال نہین رہا کہ تمھارے سوارون کی صفون مین کیا تغیر واقع ہوا - پیارے خداوند عالم کا شکر ہے کہ اُسنے تمھین ہر طرح کے آسیب و ضرر سے محفوظ رکھا ورنہ سچ پوچھو تو تمنے غضب ہی کیا تھا -

جوُنا - خیر اب اس ذکر کو جانے دیجیے - اُسوقت نہ معلوم میرے دل مین کیسا جوش تھا جس نیزے کو میرے ہاتھ بلند کر چکے تھے خدا جانے کس مجبوری سے مین نے اُسے افسوس کے ساتھ زمین پر پھینکدیا تھا -

حسن (اپنی تلوار کیطرف اشارہ کر کے) پیاری جوُنا لو یہ میری تلوار حاضر ہے اور یہ سرِ تسلیم بھی خم ہے - تم اپنے اُس پُرجوش ارادے کو اب کامیابی کے ساتھ پورا کر سکتی ہو - مگر آہ تمھارے نازنین ہاتھ اس قابل نہین اور نہ تمھارا نازک دل ہی اسکی تاب لاسکتا ہے - ربیعہ دونون کی گفتگو کا یہ رنگ دیکھکر کسی بہانے سے ٹل گئی - اسکے اُٹھتے ہی جوُنا نے حسن کے ہاتھ سے تلوار لے لی - اور اُسکی وہ شرمگین نگاہین جو ابھی تک جھجک جھجک کر کبھی کبھی حسن کے دلفریب چہرے پر پڑ جاتی تھین بیساختہ اُسکی طرف اُٹھ گئین - دیر تک یہ حوروش نازنین اگرچہ خود خاموش رہی لیکن اُسکا دلفریب ادا سے اپنے چاہنے والے کی صورت دیکھتا رہا تھا کہ یہ نگاہین نہین بلکہ وہ موجین ہین جو حسن و عشق کے طوفان خیز دریا سے مسلسل اُٹھ رہی ہین - ہمارے نیک مزاج نوجوان کو اس پیاری ادا نے بیخود بنا دیا تھا اور تپش دل سے چہرے کا رنگ دم بدم متغیر ہوتا جاتا تھا - جوُنا نے یہ حال دیکھکر آہستہ سے حسن کا ہاتھ دبایا اور کہنے لگی ہاے یہ کیسا جملہ تھا جو ابھی ابھی آپ کی زبان سے نکلا - آہ یہ کیا انداز گفتگو تھا جسنے دل و جگر پر نوک نشتر کا کام کیا - (آنکھون مین آنسو ڈبڈبا آئے) آہ کیا یہی شرط انصاف ہے کہ کسی کے زخم دل پر نمک چھڑک کر اُسکی بیقراری اور بسملانہ اضطراب کا تماشا دیکھا جائے - تلوار کیون دکھائی تھی؟

اُسی کو جو خود نیم بسمل اور جان بلب ہی۔ یہ کسکے سامنے سرِ تسلیم خم ہوتا ہی؟ اُسی کے جسکو خود اپنے سر و پا کی خبر نہین۔ واہ آپ نے دل ستم زدہ کی خوب ادا دہی اور جان نثاری کی اچھی قدر کی۔ یہ الفاظ ایک پر درد لہجے مین اس مہ جبین کی زبان سے نکل رہے تھے اور پھول سے رخساروں پر مسلسل آنسوؤنکا تار بندھا تھا۔

حسن (گھبراکر) خدا کے لیے میری تقصیر معاف کرو۔ ولولۂ دل اور جوش محبت کی تحریک سے جو الفاظ میری زبان سے بیساختہ نکل گئے اُنکے سب سے تمہین اسقدر ملول ہونا چاہیے۔ کیا کرون بہت چاہتا ہون کہ دلکی لگائی ہوئی آگ کے شعلون کو سینے ہی مین چھپائے رہون اور سوز دل کو ظاہر نہ ہونے دون۔ مگر تمہین انصاف کرو آخر انسان ہون میرے پہلو مین کوئی پتھر کا ٹکڑا نہین دل ہی تو ہی اُس دلمین درد جب ضبط کرتے کرتے جان پر آبنتی ہی بے اختیار افسانۂ غم زبان پر آجاتا ہے۔

جوٗنا۔ نہین یہ اضطراب اور بیقراری اچھی نہین۔ کوئی آپ کو اس حالت مین دیکھیگا تو کیا کہیگا ابھی ربیعہ کے سامنے خدا جانے آپ نے کیا کچھ کہہ ڈالا۔ مین تو مارے شرم کے عرق عرق ہوئی جاتی تھی۔ وہ نیکبخت عورت اپنے دل مین کیا کہتی ہوگی۔

حسن۔ اچھا اب جس طرح ہوسکے گا ضبط ہی کرونگا مگر اتنا بتا دو کہ تمہاری اس پیاری صورت اور غارتگر صبر و شکیب جمال نے جسکے دل پر فتح نمایان حاصل کی ہے۔ تمہین بھی کچھ اسکے حال زار سے ہمدردی ہے یا نہین؟

جوٗنا۔ اے ہے یہ آزمائشین کب تک ہوتی رہینگی۔ اب کچھ اور ذکر کیجیے۔ (آسمان کیطرف دیکھکر) اے لیجیے باتون ہی باتون مین صبح ہوگئی۔ اب مین جاتی ہون۔ آپ بھی تھوڑی دیر آرام کیجیے۔ مین نے آپ کو بڑی تکلیف دی۔

حسن مجھے تو کئی راتین اسیطرح جاگتے کٹ گئی ہین اور خدا جانے کب تک یہ شب بیداری اور اختر شماری رہے۔ اب کیا سوؤنگا نماز صبح کا وقت بالکل قریب ہے۔ ہان خوب یاد آیا۔ مین نے جو تمہاری نسبت یہ ذکر کیا تھا کہ چند روز کیلیے تم ہارونیہ* مین

*۔ ہارونیہ کوہ لکام کے غرب مین اسی پہاڑ کی ایک گھاٹی مین واقع ہی یہ چھوٹا سا قلعہ ہے جسے ہارون رشید نے بعض جنگی ضرورتونکی غرض سے بناکر آباد کیا تھا۔

جاکر رہو تو زیادہ مناسب ہوگا اس امر کے متعلق اسوقت اگر کوئی فیصلہ ہوجائے تو اچھا ہے۔

جوُنا۔ میرے حق مین جو آپ مناسب سمجھین وہی میرے نزدیک بھی مناسب ہی جب حکم دیجیے مین خوشی کے ساتھ وہان جانے کو تیار ہون مگر ہان آپ سے التجا کرتی ہون کہ ہاردونیہ سے یہانتک ڈاک کا عمدہ انتظام فرما دیجیے تاکہ کم از کم ہفتے مین ایک مرتبہ تو آپ کو میرے حال کی خبر اور مجھے آپ کی خیر و عافیت معلوم ہوتی رہے۔

حسن۔ مجھے پہلے ہی سے اسکا خیال تھا انشاءاللہ ڈاک کا معقول انتظام کردیا جائیگا۔

جوُنا۔ جس طرح آپ میری زبان خوب سمجھ لیتے ہین کیا اسی طرح آپ میری تحریر بھی بآسانی پڑھ سکتے ہین؟

حسن۔ تم مطمئن رہو مین اچھی طرح تمھاری تحریر کو پڑھ لیا کرونگا اور نہایت حفاظت سے تمھارے خطوط میرے پاس پہونچا کرینگے۔ تم بلا تامل اپنے تمام حالات اور ضرورتون سے مجھے آگاہ کرتی رہنا۔ آج مین چند ہوشیار خدمتگارون کو ہاردونیہ بھیجے دیتا ہون تاکہ وہ تمسے پہلے وہان پہونچکر تمھارے لیے تمام سامان آسائش مہیا کر رکھین۔ پرسون انشاءاللہ تم بھی یہان سے روانہ ہوجانا۔

جوُنا۔ ہاردونیہ یہان سے کتنی دور ہے۔

حسن۔ دو منزل سے کچھ کم۔ مگر میرا قصد ہے کہ تمھارے ہمراہ جو سوار جائین اون سے کہدون کہ ایک ہی روز مین تیز روی کے ساتھ راہ طے کرکے سب ہاردونیہ پہونچ جائین۔

جوُنا۔ آپ دیکھتے ہین کہ اندنون میری طبیعت کسقدر افسردہ اور مضمحل ہورہی ہے پھر اس حالت مین دو منزلون کو ایک ہی روز مین طے کرنے سے اور خستگی بڑھ جائیگی۔ اگر کچھ حرج نہو تو بہتر ہوگا کہ ایک روز راہ مین کسی مناسب مقام پر قیام کرلیا جائے۔

حسن۔ مینے صرف اس خیال سے کہ آجکل ان اطراف مین ایک غیر معمولی بے امنی پھیلی ہوئی ہے یہ مناسب سمجھا تھا کہ بیچ مین کہین قیام نہو تو اچھا ہے مگر خیر کچھ مضائقہ نہین یہان سے ہاردونیہ تک تو راہ بالکل محفوظ اور قابل اطمینان معلوم ہوتی ہے۔

جوُنا۔ ہان یہ تو بتائیے کہ ہاردونیہ مین کون کون میرے پاس رہیگا؟

حسن۔ ربیعہ اور تین چار عورتین اور جو تمھین ہے تمھارے ساتھ خدمتگذاری کے لیے جائینگی۔ بس کافی ہین نا۔

جوُنا - ہان بس زیادہ آدمیونکی ضرورت ہی کیا ہی آخر چند روز تو وہان رہنا ہی ہوگا -
ابھی یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ جامع طرسوس سے اللہ اکبر کی صدا بلند ہوئی حسن
مع جلالہ تکبر اُٹھا اور جوُنا سے کہنے لگا لو اب مین نماز کے لیے جاتا ہون تم اسی کمرے
مین آرام کرو ربیعہ کو بھی یہین بھیجے دیتا ہون -

نوان باب

اسے روشنی طبع تو بر من بلا شدی

قمری مہینے کی تیسری شب ہی اور چونکہ آسمان گرد و غبار سے بالکل صاف ہی اسلیے
ہلکی ہلکی چاندنی ہر طرف پھیلی ہوئی ہی - اسوقت جو منظر ہمارے پیش نظر ہے وہ کوہ لکام*
کی ایک کشادہ مگر دشوار گذار گھاٹی ہے جہان سے ایک چھوٹا سا قافلہ بڑی سرگرمی کے ساتھ
گذر رہا ہی - سب کے آگے دو سوار ہین جو وضع اور لباس سے رومی معلوم ہوتے ہین -
انکے شائستہ عربی گھوڑے اس ناہموار راہ کو بڑی سبک روی سے طے کر رہے ہین -
ان دونون سوارون سے تقریباً دو سو قدم کے فاصلے پر پورا قافلہ ہی جسمین بیس سوار
اسی وضع اور لباس کے اور ہین اور چار حبشی ہین جو موٹے تازے خچرون پر سوار ہین -
مگر یہ سب کے سب اُن تین اونٹون کے گرد حلقہ کیے ہوے چلے جا رہے ہین جنمین
سے ہر ایک پر ایک ہی قسم کی خوش قطع اور موزون محملین کسی ہوئی ہین - یہ قافلہ
ہنوز اس گھاٹی کو طے بھی نہ کرنے پایا تھا کہ چاند اونچی اونچی پہاڑیون کی آڑ مین ہو کر
نگاہون سے غائب ہو گیا اور تاریکی شب نے سیاہ پردے آنکھون کے سامنے ڈال دیے -
یہ موقع اگرچہ اُن رہروون کے واسطے اور بھی زیادہ پریشانی کا تھا راستہ ناہموار
اور شب تاریک ہر طرح مشکل ہی مشکل تھی مگر باوجود اسکے نہایت ہوشیاری اور احتیاط
سے یہ سب گھاٹی کو طے کر کے ایک کھلے میدان مین آ گئے - اب وہ دونون سوار

* کوہ لکام کا سلسلہ چھ سو میل تک روم مین پھیلا ہوا ہی - یہ پہاڑ شام و روم کی سرحد پر مرعش اور ہارونیہ
اور عین زربہ کے درمیان مین ظاہر ہوتا ہے - لاذقیہ تک اس پہاڑ کو کوہ لکام کہتے ہین پھر
حمص تک جبل بہرا، کہلاتا ہے اور پھر آگے بڑھکر کوہ لبنان کے نام سے مشہور ہے اور اسکا
سلسلہ بحر قلزم تک منتہی ہوتا ہے - (مسالک الممالک)

جو سب آگے تھے رُک گئے اور اُنہین سے ایک دوسرے کیطرف مخاطب ہو کر کہنے لگا۔
ایک سوار۔ خیال تھا کہ چاندنی کی روشنی مین ہم اِن گھاٹیون سے گذر کر منزل پر پہونچ جائینگے مگر دیکھو ہمین تک پہونچتے پہونچتے رات زیادہ گذر گئی اور ہر طرف تاریکی چھا گئی ہے اب دو میل اس میدان مین چلکر پھر جس گھاٹی سے ہمین گذرنا ہوگا وہ نہایت تنگ اور ناہموار راہ ہے۔ مین مطمئن نہین ہون کہ اس وقت ہم لوگ بغیر سخت تکلیف اُٹھائے ایسی دشوار گذار راہ کو طے کر سکین۔
دوسرا سوار۔ پھر اب آپ کی کیا راے ہے؟
پہلا سوار۔ (شمال کی طرف اشارہ کر کے) اُدھر دامن کوہ مین یہان سے بہت قریب ایک چھوٹا سا دیر[1] ہے جسمین ایک معمر راہب بہت دنون سے رہتا ہے۔ وہ بہت ہی متواضع اور مہمان نواز شخص ہے میری تجویز یہ ہے کہ ہم سب چلکر وہین رات بسر کرین اور علے الصباح روانہ ہو جائین۔ بہر کیف کل شام تک ہمین اپنے مقام مقصود پر پہونچ جانا چاہیے۔ آجکی منزل مین جو کمی ہوگی وہ کل انشاء اللہ پوری ہو جائیگی۔
دوسرا سوار۔ آپ کی تجویز نہایت مناسب ہے مگر اور سب سے بھی راے لیجیے۔
اب وہ سب قافلے والے بھی قریب آگئے اور اُنہین سے ایک حبشی نے آگے

[1] دیر۔ مسیحیون کی اُس خانقاہ کو کہتے ہین جہان راہب یعنی تارک الدنیا عابد عزلت گزین ہو کر اپنی مذہبی عبادت مین مشغول رہتے ہین۔ یہ خانقاہین آبادی سے علحدہ ہوا کرتی تھین شام مصر و روم مین عموماً پہاڑون کی چوٹیون پر یا گھاٹیون مین یا سرسبز جنگلون مین یہ عمارتین بنی ہوتی تھین۔ اور اُن مین راہب رہا کرتے تھے۔ صدہا دیر ایسے پُر فضا اور دلچسپ مقام پر تھے کہ اُس زمانے کے شعراء نے اپنے اشعار مین اُن کا ذکر بڑے شد و مد کے ساتھ کیا ہے ولید بن یزید اموی دیر بَوَنّا کی طرف ہو کر گذرا تو اُسکے دلکش منظر کو دیکھکر ایک روز وہین ٹھہر گیا اور خوب بزم طرب آراستہ کی چنانچہ کہتا ہے حبذا لیلتی بدیر بَوَنّا حیث نسقی شرابنا و نغنی کیف ما دارت الزجاجۃ دُرنا یحسب الجاہلون انا جُنِنّا
یہ کیا ہی اچھی رات ہے کہ دیر بونا مین ہم شراب پی رہے ہین اور گا رہے ہین ساغر بلوریں کے ساتھ ساتھ فرط نشاط سے ہم بھی دور رہین ہین اور جاہل یہ سمجھتے ہین کہ ہمین جنون ہو گیا ہے۔ معجم البلدان۔

بڑھکر ان سوارون سے اس جگہ رکنے کا سبب پوچھا سوار نے راستے کی حالت اور اپنی تجویز بیان کی یہ تقریر سنکر وہ جلسی ایک محل کے قریب گیا اور پھر تھوڑی دیر کے بعد واپس آکر کہنے لگا آپ کی تجویز منظور ہے بہتر ہے کہ آجکی شب اسی دیر مین قیام کیا جائے۔ یہ حکم سنتے ہی سب سوارون نے شمال کی جانب بائین موڑ دین تقریبا ایک میل چلکر سامنے بلندی پر کچھ روشنی نظر آئی اور جو جو یہ لوگ آگے بڑھتے گئے وہ روشنی قریب ہوتی گئی یہانتک کہ یہ سب ایک عمارت کے دروازے پر پہونچے معلوم ہوا کہ جو روشنی دور سے دکھائی دیتی تھی وہ اسی آگ کی تھی جو اس عمارت مین کسی بلند مقام پر روشن ہے۔ یہان پہونچکر تھین دونون سوارون مین سے جو سب سے آگے تھے ایک سوار گھوڑے سے اترا اور دروازے کے قریب جا کر کئی بار دستک دی جب اندر سے دیر تک کوئی آواز نہ آئی تو سوار نے دروازے پر ایک ہاتھ مارا اور رومی زبان مین پکار کر کہا کہ مین ایک مسافر ہون اور اس اندھیری رات مین سفر کرنے سے مجبور ہو گیا ہون بڑی مہربانی ہوگی اگر اس ایک شب کے لیے یہان مجھے جگہ ملجائے اسپر اندر سے کسی شخص نے نہایت نرم آواز سے کہا بھائی دیکھتے ہو آج کل اس نواح مین کیسا ہنگامہ برپا ہے۔ مجھے اس تکلیف سے معاف رکھو۔ مینے عہد کر لیا ہے کہ جب تک یہ حالت قائم رہے گی دروازہ بند کیے ہوے بیٹھا رہونگا۔

سوار۔ جناب اسقدر احتیاط کی کیا ضرورت ہے۔ اس ملک مین تو ہمیشہ یہی شور و غوغا برپا رہتا ہی مگر پھر ہمسے اور آپ سے کیا سروکار۔ ناحق آپ اسقدر وہم کو دخل دیتے ہین۔ آپ کو کوئی تکلیف نہوگی ہم یہ تھوڑی سی رات جو باقی ہے دیر کے ایک گوشے مین بسر کر کے صبح اول وقت روانہ ہو جائین گے۔

وہی شخص (دیر کے اندر سے) کیا آپ کے ساتھ اور بھی کچھ لوگ ہین؟

سوار۔ ہان ہم سب پچیس تیس آدمی ہین۔

اسکے جواب مین اندر سے کوئی آواز نہ آئی۔ سوار دروازہ کھلنے کا منتظر ساکت کھڑا تھا۔ دفعۃً خدا جانے اسکو کیا خیال گیا کہ یہ دروازے سے کان لگا کر بغور سننے لگا معلوم ہوتا تھا کہ اندر دو تین شخص آہستہ آہستہ آپس مین بات چیت کر رہے ہین تھوڑی دیر کے بعد راہب نے دروازہ کھولا سوار نے ہاتھ بڑھا کر اس پیر مرد سے

مصافحہ کیا اور کہا کہ ہمنے آپ کو ایک خاص وجہ سے اسوقت تکلیف دی اور دروازہ کھولنے پر اصرار کیا ورنہ چندان ضرورت نہ تھی ہم سب یہان باہر بھی رات بسر کرسکتے تھے۔

راہب (گھبرا کر) وہ خاص وجہ کیا ہی؟ بھائی دیکھو مین ان دنون بڑی خوفناک حالت مین زندگی بسر کر رہا ہون اگر تمھارے ساتھ کچھ مال و اسباب یا کچھ مجرم اور قیدی ہون تو خدا کے لیے یہین باہر قیام کرو مین خدمتگذاری کے لیے یہین حاضر رہونگا۔

سوار۔ اسقدر پریشان ہونے کی کوئی وجہ نہین ہی بالکل مطمئن رہیے - ہماری وجہ سے آپ کو کوئی نقصان نہ پہونچے گا - صرف آپ اتنی عنایت کیجیے کہ ہمین ایک حجرہ بتا دیجیے جسمین ہم عورتون کو ٹھہرا دین اور یہی وہ خاص وجہ ہے جسکے سبب سے آپکو تکلیف دی گئی باقی ہم سب کو اگر کوئی جگہ نہ بھی ملے گی تو کچھ مضائقہ نہین اندر صحن مین انھین درختون کے سایے مین رات گذار دینگے۔

راہب (دروازے سے باہر آکر) افوہ آپ کے ساتھ تو صدہا سوار ہین بلکہ پورا لشکر معلوم ہوتا ہی۔ آہ کیا فی الحقیقت اب اس خانقاہ کی تباہی کا وقت آگیا۔

سوار۔ نہین آپ کسی برے خیال کو اپنے دل مین جگہ نہ دیجیے ہماری ذات سے آپکو کوئی زحمت نہوگی۔ مکر و فریب ہمارا شیوہ نہین۔ ہم لوگ ان باتون سے بہت دور رہتے ہین۔ مین آپکو ہر طرح اطمینان دلاتا ہون کہ اس وقت تھوڑی دیر کے لیے یہان ہمارے قیام کرنے سے آپکی آسائش اور آزادی مین مطلق فرق نہ آئیگا۔ اور آپکی موجودہ حالت بدستور امن و امان کے ساتھ قائم رہے گی۔

راہب۔ خیر مین تمھاری درخواست کو منظور کرتا ہون مگر صاف لفظون مین یہ تو مجھے بتا دو کہ کون ہو کہان سے آرہے ہو اور کدھر جانے کا قصد ہے کیونکہ اسوقت تک مین صرف اسی قدر سمجھ سکا ہون کہ جو شخص ابتدا سے مجھسے ہمکلام ہے وہ ایک سنجیدہ مزاج مسلمان معلوم ہوتا ہے -

سوار۔ بس آپ کو ہمارے متعلق اسی قدر معلوم ہونا کافی ہے کہ ہم سب مسلمان ہین یہ رات کی رات اس خانقاہ مین پڑے رہین گے صبح کو نہایت شکرگذاری کے ساتھ رخصت ہو جائینگے اور ہم مین سے کوئی آپکے اوقات اور مشاغل مین خلل انداز نہوگا لیجیے اب اور سب توہمات کو دل سے دور کرکے اندر چلیے اور ہمین کوئی جگہ بتا دیجیے

کیونکہ جب یہان آگئے ہین تو تھوڑی دیر آرام بھی کرلین۔

راہب۔ اچھا چند منٹ آپ یہین توقف کیجیے مین ابھی آتا ہون اور آپکو اندر لیے چلتا ہون۔

یہ کہکر راہب پھر دیر مین چلا گیا اور وہ سوار بدستور دروازے پر کھڑا رہا۔ اب وہ وقت ہی کہ تمام سوار گھوڑون سے اُتر چکے ہین۔ سائیس باگ ڈور پکڑے ہوے گھوڑون کو آہستہ آہستہ ٹہلا رہے ہین۔ ساربانون نے بالکل دروازے کے قریب لاکر اونٹون کو بٹھا دیا ہے اور چارون حبشی ایک محمل کے پاس خاموش کھڑے ہین یکایک انھین سے ایک حبشی کئی بار محمل کیطرف جھکا اور پھر خانقاہ کے دروازے پر آکر سوار سے کہنے لگا "آپ نے اس پیر فرتوت کی بیحد رعایت کی کتنی دیر ہو گئی مگر دیکھیے ہنوز اُسکی خام خیالیون کا سلسلہ نہین ختم ہوا۔ اول تو گھنٹہ بھر کے بعد دروازہ کھولا پھر دیر تک لایعنی باتین بناتا رہا اب پھر غائب ہی۔ یہی رنگ رہا تو کھڑے کھڑے صبح ہو جائے گی۔ اب آپ حکم دیجیے کہ ہمارے سوار اندر جائین اور خود دیکھ بھالکر ٹھہرنے کی کوئی معقول جگہ تجویز کرلین ذراسی بات ہی اور بڈھے کو اسقدر پس و پیش ہے آخر اس مکان کو تو ہم لوگ سر پر اُٹھا ہی نہ لیجائین گے۔ آپکے وسیع اخلاق نے اُس بے شعور کو دلیر کردیا اُسنے مطلق خیال نہین کیا کہ ایک معزز افسر کو کسطرح مین دیر سے پریشان کر رہا ہون۔ یہ افسر جیسے ابھی تک ہم منجملہ اُن سوارونکے ایک سوار خیال کیے ہوے تھے حبشی کی یہ تقریر سنکر مسکرایا اور کہنے لگا ہان واقعی اس راہب نے ذراسی بات کو بہت طول دیدیا مگر مشکل یہ ہی کہ اُسکے ساتھ درشتی سے پیش آنا مناسب نہین کیونکہ وہ ایک تارک الدنیا اور عزت گزین شخص ہے اُسکی دلشکنی بالکل خلاف انصاف ہی اور چونکہ یہ دیر ہمارے ملک مین واقع ہے اسلیے گویا یہ راہب خود ہمارا مہمان ہے اور اُسکا پاس خاطر ہمارے لیے ایک ضروری امر ہے۔ مجھے قرینے سے معلوم ہوتا ہے کہ آج اسکے یہان اور بھی کئی شخص مہمان آئے ہوے ہین جب دروازہ بند تھا تو کئی آدمیون کے آپس مین گفتگو کرنیکی آواز آتی تھی اور اب بھی وہ راہب غالباً انھین لوگون سے صلاح و مشورہ کرنے یا اُنکے لیے کسی طرف جگہ تجویز کرنے کے لیے گیا ہے۔ بہرکیف وہ رضامند ہو گیا ہے اب کچھ دیر

نہین ہی آتا ہی ہوگا - ابھی یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ راہب ایک چراغ ہاتھ مین لیے ہوے آیا اور کہا مین نے تمھارے لیے دو حجرے جو قریب ہین کھولدیے ہین اُنمین قیام کرو - تمھین اسقدر تاخیر سے زحمت ہوئی ہوگی لیکن مین مجبور تھا - کئی مہینے سے میرا ایک دوست جو ابتداے عمر مین میرا ہموطن اور ہم سبق تھا مع اپنے بعض شاگردون کے یہان آیا ہوا ہے مجھے اُسی کی وجہ سے ابتک تامل تھا اور خیال کرتا تھا کہ مبادا اُسے تکلیف ہوئی تو مجھے ندامت ہوگی لیکن اب مین نے اُسکے لیے یہ انتظام کر دیا ہی کہ آجکی شب وہ مع اپنے شاگردون کے خاص میرے حجرے مین رہیگا باقی تمام خانقاہ خالی ہی جہان جسکا جی چاہے آرام کرے یہ سُنکر افسر نے راہب کا شکریہ ادا کیا اور پھر خود مع اور دو چار شخصون کے خانقاہ مین داخل ہوا تاکہ سب مقامات دیکھکر ہر ایک کے لیے مناسب جگہ تجویز کر دے - راہب چراغ لیے ہوے آگے بڑھا اور انکو وہ دونون حجرے جو انکے لیے کھولدیے گئے تھے دکھا کر اور چراغ کو وہین رکھکر اپنے حجرے کی طرف چلا گیا اُسکے جانے کے بعد افسر کے اشارے سے ایک شخص نے چراغ اُٹھا لیا اور یہ سب لوگ دیر مین ہر طرف پھر کر دیکھنے لگے -

یہ دیر جو تین طرف سنگین فصیلون اور چوتھی سمت اُس پہاڑ سے محصور تھا جسکے دامن مین واقع تھا بحیثیت مجموعی ایک متوسط عمارت اور عجیب مقام تھا صحن ہموار اور وسیع تھا وسط صحن مین مناسب فاصلے پر اور ایک ہی قطار مین کئی سر سبز اور سایہ دار درخت تھے - خاص عمارت بالکل بائین کو اس قطع سے واقع تھی کہ ایک ۸ فیٹ اونچے چبوترے کے وسط مین جسکا عرض ۵۰ فیٹ سے کم نہ تھا اور طول مین داہنی اور بائین جانب کی فصیلون تک برابر چلا گیا تھا ایک خوشنما وسیع اور بلند حجرہ تھا اور اوسکا گنبد اُن حجرون کے گنبدون سے بہت زیادہ اونچا تھا جنکا سلسلہ اس عمارت سے تقریباً دس دس قدم کے فاصلے سے شروع ہو کر دونون طرف کی فصیلون تک منتہی ہوا تھا یہ حجرے ہر ایک پہلو مین چار چار تھے وسطی عمارت کے مشرق جانب تین حجرے چھوڑ کر چوتھا حجرہ جو بالکل فصیل کے قریب تھا اُسی مین راہب اور اُسکے خاص مہمان ٹھہرے ہوے تھے اور اسی حجرے کے قریب وہ آگ بھی دہک رہی تھی جسکی روشنی کو دور سے ان سوارون نے دیکھا تھا - دوسری جانب کے دو حجرے بند اور مقفل تھے اور باقی

وہ دو حجرے تھے جنکو راہب نے ان تازہ وارد مہمانون کے لیے کھولدیا تھا پہلو ؤنکی
دونون فصیلون اور اُس دیوار کے گوشون مین جسمین صدر دروازہ لگا ہوا تھا ایک
ایک حجرہ تھا مگر ان سب حجرون سے بہت وسیع راہب کے حجرے کے قریب چبوترے
سے ملا ہوا ایک بڑا حوض تھا جو نہایت صاف اور شفاف پانی سے لبریز تھا اور جسکی
نسبت دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ ایک سنگین نالی کے ذریعے سے کسی خوشگوار
چشمے کا پانی ضرورت کے وقت بآسانی اس حوض مین لایا جاسکتا ہی اور اسلیے ہمیشہ یہ
حوض صاف اور پاکیزہ پانی سے لبالب رہتا ہے - الغرض افسر اور ان لوگون نے جو اُسکے
ہمراہ تھے سارے دیر مین گشت کی اور جب خوب اطمینان کر لیا تو سب
پھر انھین حجرون کے دروازے پر آکر ٹھہر گئے جو ابھی کھولدیے گئے تھے - وہ
چند خواتین بھی جو کسی صورت سے ساتھ تھین انکو ان دونون حجرون کے
سامنے لگادی گئین - اس بندوبست سے فرصت پاکر سب لوگ باہر چلے آئے اور
خانقاہ کے دروازے سے علیحدہ ہٹ کر ایک طرف کھڑے ہوگئے - اب وہ سب
محمل نشین عورتین اتریں اور حبشیون کے ساتھ ساتھ جا کر انھین خانون مین
جا کر غائب ہوگئین - اُنکے جانے کے بعد فوراً ہی افسر اور سب سوار بھی خانقاہ
مین داخل ہوئے اور قاعدے کے موافق پہرے وغیرہ کا انتظام کر کے اپنی اپنی جگہ
مقیم ہوگئے -

اب ہم راہب کے حجرے کیطرف متوجہ ہوتے ہین کہ وہ مع اپنے مہمان اور اُسکے
شاگردون کے کس شغل مین مصروف ہی اُسکے حجرے کا دروازہ تھوڑا سا کھلا ہوا ہے - سامنے
طاق پر ایک چراغ جل رہا ہی - سارے حجرے مین کھجور کی چٹائی کا فرش ہے اور اُسپر
دونون طرف دیوارون سے ملے ہوے نہایت دبیز دو کمل بچھے ہوے ہین ایکطرف
کمل پر وہی بوڑھا راہب بیٹھا ہی جسنے خانقاہ کا دروازہ کھولکر دیر تک افسر سے گفتگو
کی تھی اور اُسی کے قریب ایک دوسرا شخص تنومند اور بلند قامت بیٹھا ہے جسکی عمر
تقریباً پچاس پچپن برس کی ہوگی - اسکی وضع اور لباس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ
بھی راہب ہی مگر اسوقت ہم اسے بہت متفکر پاتے ہین اُسکے چہرے سے معلوم ہوتا ہی کہ
کسی بڑی اہم اور مشکل معاملے مین غور کر رہا ہے - دوسری طرف کے کمل پر دو شخص

اور بیٹھے ہوے ہین ان مین ایک تو سبزہ آغاز نوجوان ہے اور دوسرا قریب قریب
اُسی دوسرے راہب کا ہم عمر ہے۔ اسکی وضع بھی راہبانہ ہے۔ اگرچہ اسوقت یہ
بھی کسی قدر متردد نظر آتا ہے لیکن صورت سے ظاہر ہے کہ غضب کا چالاک آدمی
ہے۔ جب اُسکے چہرے کی رونق کو تشویش اور تردد کے آثار دبانے لگتے ہین تو فوراً
زانو بدلکر بیٹھ جاتا ہے اور پھر اُسے اصلی حالت پر لے آتا ہے۔ دیرسے خود بخود چین بجبین
ہے اور صورت پر روکھاپن برس رہا ہے۔ اُسکی آنکھین تنگ اور غائر ہین لیکن باوجود
اس کے انداز سے صاف ظاہر ہے کہ ان مین کسقدر شرانگیزی کا مادہ بھرا ہوا ہے۔
بوڑھا راہب اسکی طرف مخاطب ہو کر اسوقت کچھ کہنا چاہتا تھا مگر اُسنے فوراً اشارے
سے روک دیا اور خود اُس نوجوان کی طرف جھک کر جو اُسکے قریب بیٹھا تھا کچھ کہا
وہ فوراً اپنی جگہ سے اُٹھکر دروازے کے قریب آیا اور پٹ کو تھوڑا سا اور کھول کر
ہر طرف جھانک کر دیکھا پھر وہین بیٹھ گیا اور کہنے لگا۔ ہمارے حجرے کے آس پاس
کوئی نظر نہین آتا معلوم ہوتا ہے کہ سب لوگ وہین دروازے کے پاس والے حجرون
مین ہین۔ خانقاہ کے دروازے پر البتہ دو پاسبان شخص بیٹھے رہتے ہین اور ان دونون
حجرون مین بھی جو مسافرون کے لیے کھول دیے گئے ہین اسوقت زیادہ روشنی معلوم
ہوتی ہے اور کسی کے باتین کرنے کی بھی کچھ آواز آتی ہے۔ مگر دونون حجرون کے
درون کے سامنے دور تک ایک دیوار سی حائل معلوم ہوتی ہے غالباً قنات
لگا دی گئی ہے۔

تیسرا راہب۔ اب ذرا تم حجرے سے باہر نکلکر وہان جاکر دو چار منٹ بیٹھو جہان
یہ آگ جل رہی ہے اور خوب اچھی طرح دیکھ بھال کر اطمینان کر لو۔ یہ سُنکر نوجوان
حجرے سے باہر آیا اور تھوڑی دیر تک آگ کے پاس بیٹھا رہا پھر وہان سے اُٹھکر
حجرے مین گیا اور کہا آپ مطمئن رہیے اسوقت یہان کوئی شخص نہین ہے یہ کہکر
وہ حجرے کے اندر اپنی جگہ پر بیٹھنا چاہتا تھا مگر پھر نگرانی کے لیے دروازے کے پاس
بٹھا دیا گیا اور اس طرح پورا اطمینان کرنے کے بعد وہی تیسرا راہب اُس بوڑھے
راہب کیطرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا ہان اب فرمایئے آپ کیا ارشاد فرماتے تھے۔

بوڑھا راہب۔ اگر آپ کہیے تو مین اسوقت اُس افسر سے جا کر ملون مدد دیتا ہون

باتون مین حال دریافت کراؤن کہ آخر یہ کون لوگ ہین؟ کہان سے آرہے ہین؟ اور کہان جائینگے؟ اسمین شاید ہمارے مفید مطلب کوئی بات معلوم ہوجائے پھر صبحکو اس بات کے دریافت کرنیکا موقع نہ ملیگا معلوم ہوتا ہی کہ بہت سویرے سے یہ لوگ روانہ ہوجائینگے۔

دوسرا راہب۔ ہان مناسب تو ہی آپ ضرور تکلیف کیجیے۔ اُسوقت وہ زحمت سفر سے گھبرایا ہوا تھا اسی وجہ سے آپ سے زیادہ بات چیت نہین کی۔ اب اطمینان کا وقت ہے ضرور جائیے۔

تیسرا راہب۔ نہین اسوقت ہرگز نہ جانا چاہیے۔ دیکھو وہ لوگ خانقاہ مین داخل ہوکر کیسے ہم سے الگ تھلگ اپنی اپنی جگہ خاموش بیٹھے رہے ہین کسی نے ہمسے کچھ بھی تعرض نہین کیا بلکہ ہمارے حجرے کے قریب تک نہین آئے۔ باوجودیکہ اتنے آدمی ہین مگر غل وشور ایک طرف کسی کی صاف آواز تک ہمارے کانون مین نہین آتی۔ یہ علوم ہوتا ہی کہ گویا خانقاہ مین کوئی ٹھہرا ہی نہین ہی۔ اس حالت مین خواہ مخواہ اُنکے سر چڑھنا کیا ضرور ہی اگر وہ ہماری طرف سے بدگمان ہوجائین اور اُسلیے ہمارے حالات کی تفتیش کے درپے ہوجائین تو بتائیے کیا نتیجہ ہوگا۔

بوڑھا راہب۔ مین بیموقع کوئی گفتگو نہ کرونگا بلکہ پہلے تو جاکر یہی کہونگا کہ آپ لوگ چونکہ علی الصباح جائینگے اور اُسوقت اپنے ضروری کامونمین مشغول ہونگے اسلیے مین نے خیال کیا کہ ابھی آپ سے مل لون اسکے بعد اگر مین دیکھونگا کہ وہ بتواضع پیش آئے اور کشادہ پیشانی سے میری بات کا جواب دیا تو تھوڑی دیر وہان بیٹھ جاؤنگا اور موقع ہوا تو برسبیل تذکرہ اُنکا حال دریافت کرلونگا۔

تیسرا راہب۔ ہرگز نہین۔ جناب آپ اس خیال سے باز آئیے۔ یہ بات بالکل نامناسب ہی۔ آخر اصل مطلب اُس افسر سے ملنے کا کیا یہی نا کہ اُن لوگون کا حال معلوم ہوجائے مگر خوب سمجھ لیجیے کہ جب پہلی مرتبہ دریافت کرنے سے اس نے اپنا پورا حال نہین ظاہر کیا تو بالکل خلاف قیاس ہی کہ اب دوبارہ پوچھنے سے بتادیگا بلکہ کچھ عجب نہین کہ اس بازپرس سے برہم ہوکر درشتی سے جواب دے اور خواہ مخواہ اُسکے دلمین شک اور وسوسہ پیدا ہوکہ آخر ایک راہب کو اُسکے حالات معلوم کرنے کی اسقدر کیون کاوش ہے اندنون یوہین سب مسلمان مسیحیون سے برہم ہورہے ہین اور بڑا نازک وقت ہے

بس اسی طرح اپنے حجرے مین خاموش بیٹھے رہیے اُنکو چھیڑنا اچھا نہین ہے۔ خدا ہر آفت سے بچائے۔ مجھے اسی کا خوف لگا ہوا ہے کہ آپ نے اُس سے یہ بھی کہدیا ہے کہ خانقاہ مین میرے ہم مذہب اور بھی چند مہمان مقیم ہین خدا کرے وہ اس بات کو بھول گیا ہو۔

بوڑھا راہب۔ تم اسکا مطلق خیال نکرو وہ نہایت نیک مزاج اور بردبار آدمی ہے اُسنے مجھسے وعدہ کر لیا ہے کہ ہم تمسے تعرض نکرینگے اور ہمارے سبب سے تمھین اذیت نہ پہونچیگی۔

تیسرا راہب۔ اچھا یہ مانا مگر ہمین بھی تو چاہیے کہ اب اپنی طرف سے کوئی بات نہ پیدا کرین اور اُنسے کسی قسم سے متعرض نہون تاکہ وہ اپنے عہد پر قائم رہین۔

دوسرا راہب۔ سنیے مین نے ایک تدبیر اور سوچی ہے آئیے ہم سب ملکر اُس افسر کے پاس چلین اور کہین کہ ہملوگ چونکہ آپکے ملک مین تازہ وارد ہین اور گویا کہ ان دنون آپ کی رعایا مین شامل ہین ہمارا فرض تھا کہ آپکے حضور مین حاضر ہوکر عزت حاصل کرتے اسلیے اسوقت حاضر ہوے ہین۔

تیسرا راہب۔ اچھا تو پھر اسکے بعد کیا ہمکو یہ پوچھنا چاہیے کہ آپ کون ہین کہانسے آئے ہین کہان جائینگے۔ بھائی کیسی باتین کرتے ہو۔ ذرا اپنی طرف دیکھو تم اسوقت کون ہو؟ راہب۔ تارک الدنیا۔ پھر تمکو ان مراسم اور آداب سے کیا سروکار۔

بوڑھا راہب۔ آخر پھر کیا کیا جائے۔

تیسرا راہب۔ کچھ نہین بس یہی بہتر ہے کہ اسی طرح حجرے مین بیٹھے رہیے اور جب تک یہ بلا یہان سے دفع نہوے دعا مانگتے رہیے کہ خداوند ان ظالمون کے ظلم سے محفوظ رکھے۔

بوڑھا راہب۔ یہ تو کچھ بھی نہوا۔

تیسرا راہب۔ سچ پوچھیے تو اسوقت ہملوگ بڑی خوفناک حالت مین ہین۔ بہت سے قوی دشمن ہمین گھیرے ہین اور گویا اُنکی خونریز تلوارین ہماری گردنون کے قریب چمک رہی ہین۔ ہمارے لیے راہ گریز ہر طرف مسدود ہے۔ مقابلے کی طاقت نہین۔ ذرا سی آرزو ہے کہ اگر ابھی اُن لوگون کے دلوںمین شکست آجائے

توبس خاتمہ ہی۔ اس مہلکہ سے اگر ہم بچ جائین تو سمجھیے کہ دوبارہ زندگی ہوئی۔ کتنی بڑی غلطی ہی کہ آپ ان سب باتون پر تو خیال نہین کرتے اور فرماتے ہین کہ ہمنے ان لوگونکا حال نہ دریافت کیا اور صبح کو یہ سب راہی ہو گئے تو کچھ بھی نہوا۔

بوڑھا راہب۔ بھئی تمنے اپنے دل کو ناحق اسقدر خوف زدہ بنا رکھا ہے۔ کہتا ہون کہ یہ لوگ ہمکو ہرگز نہ ستائینگے۔ میری تمام عمر اس خانقاہ مین گذر گئی اور ایسے صدہا واقعات مجھے پیش آئے مگر کبھی کسی نے مجھے کوئی تکلیف نہین دی بلکہ جن مسلمانونکا ادھر گذر ہوا ہی اُنھون نے ہمیشہ میری خاطر اور دلجوئی کی ہے۔

تیسرا راہب۔ یہ سب کچھ صحیح ہی لیکن یہ بھی تو خیال کیجیے کہ ایسا پر آشوب وقت اور ہمسا کوئی مہمان بھی کبھی خانقاہ مین نتھا۔ آپکو اگر ان لوگون سے خوف نہو تو بجا ہے مگر ہماری اور حالت ہی۔

نوجوان۔ (آہستہ سے) ذرا چپ رہیے دیکھیے کوئی آتا ہے۔

یہ سنتے ہی سب دم بخود ہو گئے اور پھر اس نوجوان نے پٹ کی آڑ سے باہر کی طرف سر نکالکر دیکھنا شروع کیا۔ اسوقت حجرے مین بالکل سناٹا تھا اور سبکی نگاہین اُسکی طرف لگی ہوئی تھین۔ دہشت سے سانس رُک رُک کر آتی تھی چہرون سے ایک قسم کے ہراس اور خوف کے آثار نمودار تھے کہ یکایک اُس نوجوان نے اُسی راہب کی طرف جھک کر جو اُسکے قریب بیٹھا ہوا تھا آہستہ سے کہا گھبرائیے نہین اور کوئی نہین ہے ایک عورت ہی جو آگ کے قریب آکر بیٹھ گئی ہے اور آفتابے کو انگارون پر رکھے ہوے شاید پانی گرم کر رہی ہے۔ آئیے آپ بھی دیکھ لیجیے۔ یہ کہکر وہ نوجوان اپنی جگہ سے پیچھے سرک آیا اور اس تیسرے راہب نے ڈرتے ڈرتے باہر کیطرف منہ نکالکر غور سے دیکھا اور پھر اپنی جگہ پر آگیا اور چپکے چپکے کہنے لگا دیکھیے اسوقت تک جتنی باتین ہوئین اور جو جو رائین اور تجویزین ہمنے ظاہر کین وہ سب بیکار اور مخدوش تھین ہان البتہ اب موقع ہے آپ سب اسی طرح ساکت اور خاموش بیٹھے رہیے مین کسی بہانے سے اس عورت کے پاس جاکر بیٹھتا ہون اور اگر قسمت نے یاوری کی تو ایک ہی دو باتون مین اُس سے پورا حال دریافت کیے لیتا ہون یہ عورت ضرور کوئی خادمہ یا لونڈی ہے۔ یون تو بیشتر عورتین ناقص العقل ہوتی ہین اور

انکا پھسلا لینا چندان دشوار نہین ہوتا مگر یہ عورت تو انداز سے مجھے کسیقدر بیوقوف اور
سادہ لوح بھی معلوم ہوتی ہی بڑا عمدہ موقع ہی ابھی تو مین اسے رام کیے لیتا ہون یہ کہکر فوراً
وہ اپنی چادر سنبھالکر اٹھا اور حجرے سے نکلکر خراماں خراماں آگ کے قریب آکر بیٹھ گیا۔
عورت نے ایک مرتبہ سر اٹھایا غور سے اسکی صورت دیکھکر نگاہ نیچی کر لی اور اسی طرح آفتابے پر
ہاتھ دھرے سر جھکائے ہوئے بیٹھی رہی۔ راہب نے اپنا پاؤن بڑھاکر آگ مین سیکنا
شروع کیا اور کئی دفعہ مُنہ بنا بناکر کراہا۔

عورت۔ (مہین آواز سے) کیا نصیب اعدا آپ کے پاؤن مین درد ہے؟۔

راہب (ٹھنڈی سانس بھرکر) بیٹی ہان کئی روز سے اس مصیبت مین مبتلا
ہون۔ چوتھا دن ہے کہ اسی چبوترے پر سے پاؤن پھسلا ہر چند سنبھلنے کی کوشش
کی مگر نہ سنبھل سکا۔ گر پڑا جبھی سے پاؤن مین کچھ ایسی چوٹ آگئی ہے کہ کسی وقت درد
نہین جاتا اور شب کو تو اور بھی کرب زیادہ ہوتا ہے۔ سینکنے سے کسی قدر تخفیف
ہو جاتی تھی مگر آج تم لوگون کے سبب سے دیر تک حجرے سے باہر نہین نکلا اسوقت
درد کی شدت سے جب جان پر بنگئی تو بمجبوری یہان آگ کے پاس آبیٹھا ہون لیکن
اگر میرے بیٹھنے سے تمہارا کوئی حرج ہو تو مین بخوشی یہان سے اُٹھ جاؤن مجھے
اپنی سب تکلیف گوارا ہی مگر یہ کسی طرح گوارا نہین کہ میری وجہ سے کسی کو تکلیف ہو بچے
مگر ہان مین تمہارا شکریہ ادا کیے بغیر نہ رہون گا کہ تمنے محبت آمیز الفاظ مین ہمدردی
سے میری مزاج پرسی کی اور میری دردناک حالت سے متاثر ہوئین یہ سب شرافت
اور انسانیت کی علامتین ہین خداوند ہمیشہ تمہاری عزت و آبرو کا حافظ و نگہبان رہے۔

عورت (عجز و انکسار سے) مجھے شرمندہ نہ کیجیے مین اس قابل نہین جسکا شکریہ
آپ سا واجب التعظیم بزرگ ادا کرے۔ مجھے خود اپنی خوش قسمتی پر ناز ہی کہ آپکی زیارت
نصیب ہو گئی اور تنہا زیارت ہی بلکہ آپکی مقدس زبان سے مین نے اپنے حق
مین دعا بھی سُنی۔ خدا آپکو جلد شفا دے۔ میری طبیعت کچھ عجیب قسم کی واقع ہوئی
ہے اپنا ہو یا پرایا کسی کا دکھ درد نہین دیکھ سکتی۔ اسوقت بار بار آپکے کراہنے سے دل پر
ایک چوٹ سی لگی اب کئی روز تک آپ کا خیال لگا رہیگا۔

راہب۔ بیٹی خدا کے نیک بندوں کی یہی پہچان ہے اگر وہ کسی کو رنج و غم مین

مبتلا دیکھتے ہین تو انکا دل بیچین ہو جاتا ہے اور جہان تک ممکن ہوتا ہے اُسکے ساتھ لطف و شفقت سے پیش آتے ہین بلکہ اپنے دشمنون تک کا دل کھانا پسند نہین کرتے کوئی ہزار اُنکے ساتھ بُرائی کرے مگر وہ ہمیشہ اُسکے ساتھ بھلائی کرتے ہین۔

عورت - یہ ایک ویران جگہ ہے یہان آپ کو اس مرض کی حالت مین بہت تکلیف ہوگی سوا علاج درکنار یہان مجھے کوئی ایسا بھی تو نظر نہین آتا کہ بیماری مین آپکی خدمت اور خبرگیری کرے۔ بہتر ہے کہ آپ ہمارے ساتھ چلیے چلیے مین خود تو آپکی خدمت مین حاضر نہین رہسکتی مگر وعدہ کرتی ہون کہ اچھی طرح آپکی راحت اور آسائش کا سامان مہیا کرونگی۔ اور ہمیشہ ایک ہوشیار خادم آپ کی خدمت مین حاضر رہیگا۔ اور علاج بھی ہوگا۔ جب خدا صحت دے پھر یہان تشریف لے آئیگا۔

راہب - مین تمہاری اس ہمدردی کا شکرگذار ہون۔ بیشک یہ ایک ویرانہ ہے اور یہان بیماری کی حالت مین سخت تکلیف اُٹھانا پڑیگی مگر کیا کرون مجبور ہون مین نے عہد کرلیا ہے کہ اب زندگی بھر اس خانقاہ سے باہر نہ نکلونگا۔

عورت - اب مین بھی کچھ نہین کہہ سکتی خیر خدا آپ کی مدد کرے۔

راہب - مین اسوقت بڑے تعجب مین ہون کہ تم رومی زبان مین مجھ سے گفتگو کررہی ہو حالانکہ تمہاری ساری وضع عراق کی عورتون کی سی ہے۔ چشم بد دور بلا کی ذہانت ہو کہ غیر ملک والون کی زبان اسقدر صاف اور بے تکلف بولتی ہو کہ بالکل اہل زبان کا لب و لہجہ معلوم ہوتا ہے۔

عورت - تعجب کی بات نہین یہ تو میری مادری زبان ہے۔ کوئی دس بارہ برس ہوے کہ مین اس ملک مین آئی ہون۔

راہب تم تو مسلمان ہو نا؟۔

عورت - ہان اب تو مسلمان ہی ہون۔

راہب - اور پہلے کیا تم مسلمان نہ تھین؟۔

عورت - جی نہین میرا سارا خاندان مسیحی ہے اور مین بھی مسیحی تھی۔

راہب - شاید تم اُسوقت مین جب کہ خلیفہ سابق نے روم پر مسلسل حملے کرکے بہت سے قلعے فتح کیے تھے قید ہو کر یہان آئی ہوگی؟۔

عورت (اوداس ہوکر) ہان مجھی مجھپر یہ مصیبت پڑی تھی۔

راہب۔ آہ تم اپنا آبائی مذہب چھوڑ کر مسلمان ہونے پر سخت مجبور کی گئی ہوگی۔

عورت۔ نہین یہ تو نہین ہوا بلکہ مین یہان آکر ایک مدت تک اپنے مذہب پر قائم رہی اور کسی نے مجھپر مذہبی معاملے مین کوئی جبر و تشدد نہین کیا لیکن جب مین نے خود یہ دیکھا کہ بظاہر مذہب اسلام مین بھی کوئی عیب نہین ہے اور اب مجھے ہمیشہ مسلمانون ہی مین رہنا سہنا بھی ہی تو مین بخوشی مذہب اسلام قبول کرکے ان لوگون مین شامل ہوگئی مگر وطن کے چھوٹنے کا جو صدمہ اور قلق دل پر رہتا ہے اسے بیان نہین کرسکتی۔ جب کسی اہل وطن کی صورت دیکھ لیتی ہون بیساختہ دل بھر آتا ہی اور یہی جی چاہتا ہے کہ اُسے گلے لگاکر پہرون رویا کرون۔

راہب۔ یہ غنیمت ہی مسلمان ہونیکے بعد بھی تمہین اپنے ملک اور قوم کا اتنا خیال تو ہے ورنہ تو یہ دیکھا ہے کہ اکثر بڑے بڑے گھرانے کی لکھی پڑھی ہوئی عورتین جو تمہاری طرح مسلمانون مین آکر مسلمان ہوگئی ہین وہ پھر اپنے وطن اور آبائی مذہب کا نام تک لینا گوارا نہین کرتین اور اہل وطن کی صورت سے انھین نفرت ہوجاتی ہے۔

عورت۔ جناب یہ تو اپنی اپنی طبیعت ہی مین خود دیکھتی ہون کہ میرے ساتھ والیان اب اپنی قوم اور اپنے آبائی مذہب کو لاکھون عیب لگایا کرتی ہین اور اگر مین کچھ بول اُٹھتی ہون تو سب ملکر مجھی کو دیوانہ بنا لیتی ہین اور کہتی ہین کہ تمہارا دل ابھی شرک اور کفر کی محبت سے پاک نہین ہوا۔

راہب۔ ہان بیٹی سب کے مُنہ مین زبان ہی جو جسکا جی چاہے کہے مگر چونکہ تمہاری نیک نفسی اور خوش مزاجی کی وجہ سے مجھے تمسے ایک قسم کی محبت ہوگئی ہے اس لیے مین تمہین نصیحت کرتا ہون کہ تم بھی اپنی اور ہموطن بہنون کی طرح اب پُرانے قصے کو بھول جاؤ ایسا نہو اس سے تمہین کبھی کچھ ضرر پہونچے۔

عورت۔ جی نہین یہان اسکا کوئی اندیشہ نہین۔ ہمارے آقا عبد الملک تمیمی نہایت بردبار اور انصاف پسند سردار ہین اور اسی طرح ہماری مخدومہ بھی بڑی ہی نیک مزاج اور نیک سیرت بی بی ہین مین اتنے دنون سے انکی خدمت مین ہون مگر آجتک مین نے انھین کسی پر خفا ہوتے یا غصہ کرتے نہین دیکھا۔ ہم مین سے اگر کسی سے کچھ قصور بھی

ہو جاتا ہے تو بڑی نرمی سے سمجھا دیتی ہین کہ دیکھو تمسے یہ غلطی ہو گئی ایسا نہ کیا کرو۔ کوئی سنے گا تو تمہین نام رکھے گا بلکہ اُلٹا ہمھی لوگ الزام دینگے کہ انکی تعلیم اچھی نہین ہے۔ کھانے پینے کا یہ حال ہے کہ خدا کے فضل سے گھر مین کسی چیز کی کمی نہین اور ہمین سب طرح کی راحت اور آسائش ہے۔ ہماری مخدومہ ایک دسترخوان پر ہمین بھی اپنے بچونکے ساتھ بٹھا کر کھانا کھلاتی ہین۔ اُنھین بڑی کد رہتی ہے کہ سب کا لباس اچھا اور صاف ہو اسلیے ہر فصل مین ہماری پسند کے موافق ہمین متعدد جوڑے بنوا دیتی ہین غرضکہ خدا اُنھین خوش رکھے بڑی نیک بی بی ہین مجھے اُنسے اسقدر محبت ہو گئی ہے کہ اگر یہ کہون کہ بجاے مان کے اُنھین سمجھتی ہون تو یقین جانیے کہ اس مین کوئی مبالغہ نہو گا۔ برسون مجھے اُنسے جدا ہونا ایسا شاق ہوا ہے کہ کچھ کہہ نہین سکتی۔ خدا جلدی بخیر و عافیت اُنسے ملائے۔

راہب (تعجب سے کیا تم اپنی مخدومہ کے ساتھ نہین ہو؟۔

عورت۔ جی نہین ہماری مخدومہ یہان کہان۔ اب ہم جنکے ساتھ ہین یہ تو روم کی کوئی شہزادی یا امیرزادی ہین ابھی تھوڑے دن ہوے ماخوذ ہو کر طرسوس مین آئی تھین اب کسی مصلحت سے اُنھین ہارونیہ بھیجا جاتا ہے۔ چونکہ مین اور بعض میرے ساتھ والیان رومی زبان جانتی ہین اس لیے ہمین چند روز کے لیے ہماری مخدومہ سے مانگ کر اُنکے ساتھ کر دیا گیا ہے۔

ابھی عورت نے ان جملون کو تمام بھی نہین کیا تھا کہ راہب کے چہرے کا رنگ فق ہو گیا اور یکایک اُسپر ایسی بدحواسی چھائی کہ اُسکی کچھ عجیب حالت ہو گئی۔ عورت متحیر ہو کر رہگئی کہ آخر اُنھین یہ کیا ہوا لیکن ہنوز وہ راہب کی اس حالت کی نسبت اپنا کوئی صحیح خیال قائم نہ کرنے پائی تھی کہ چالاک راہب نے فوراً ہی رنگ بدلا اور کئی بار اُف اُف کر کے عصا ٹیک کر ایک پاؤن پر کھڑا ہو گیا۔

عورت۔ (گھبرا کر) کیون خیر تو ہے؟۔

راہب۔ اُف کیا کہون اسوقت پاؤن مین اس غضب کی ٹیس اُٹھی کہ معلوم ہوتا تھا دم ہی نکل جائیگا۔

عورت۔ سنبھلکر بیٹھ جایے ایسا نہو آپ لڑکھڑا کر گر پڑین۔

راہب ۔ کبھی کبھی کمبخت ایسا ہی درد اٹھتا ہے کہ ہوش و حواس بجا نہین رہتے ایک ذرا طبیعت سنبھل لے تو بیٹھون۔

تھوڑی دیر تک تو راہب اُسی طرح کھڑا ہوا آہستہ آہستہ آہ آہ کرتا رہا مگر اُسکے انداز سے معلوم ہوتا تھا کہ اپنی طبیعت کے سنبھالنے مین بجد کوشش کر رہا ہے آخر وہ بہت جلد اپنے ہوش و حواس درست کر کے بیٹھ گیا اور عورت کی طرف مخاطب ہو کر چپکے چپکے کہنے لگا افسوس! مین بدنصیب ایک درد مین تو مبتلا ہی تھا مگر اسوقت ایک اور لاعلاج درد دل مین پیدا ہو گیا۔ ہاے اُس رومی شاہزادی پر کیسی مصیبت پڑی دشمنون کے قید مین اُس نازپروردہ لڑکی کی کیا حالت ہو گی؟ جب وہ اپنے ملک اور قوم مین اپنی عزت و توقیر کو یاد کرتی ہوگی تو اُسکے معصوم دل پر کیا گذرتی ہو گی؟ افسوس اے ستم رسیدہ لڑکی تیری مصیبت نے ایک تارک الدنیا مسیحی کے دل و جگر کو پاش پاش کر دیا۔ مقدس مریم تیری مدد کرے اور تجھے اس بلا سے نجات دے۔ آہ مین تیری کچھ مدد نہین کر سکتا۔ مین اپنی جان سے بھی تیرے لیے دریغ نہ کرتا مگر سمجھتا ہون کہ بیفائدہ ہے تیری رہائی اس سے بھی ناممکن ہے اور میرا جان دینا بھی تیرے کچھ کام نہ آئیگا (عورت کے ہاتھ پر ہاتھ رکھکر) بیٹی تم میری ان باتونکا برا نہ ماننا قومی اور مذہبی جوش بری چیز ہے۔ تمہاری حالت دیکھکر پہلے ہی دل مین زخم پڑ چکا تھا یہ تازہ مصیبت ناک واقعہ اور بھی نمک بر جراحت ہو گیا۔ ہزار ضبط کرنا چاہا مگر نہو سکا۔ ہاے جسوقت وہ حرمان نصیب لڑکی یہ سنے گی کہ اُسکا قصۂ غم ایک راہب کے کان تک پہونچ بھی گیا لیکن اُسنے کچھ مدد نہ کی تو اپنے دل مین کیا کہے گی اور کیسی مایوسی اور حسرت کا سامنا ہو گا۔ آہ یہ کیسا انقلاب ہے کہ آج خود کلیسا ایک بیگناہ مسیحی لڑکی کے لیے قید خانہ بنگیا ہے۔

عورت نے راہب کو اسقدر بیقرار اور غمگین دیکھکر بڑی گرمجوشی سے تسلی اور تشفی دی اور کہا کہ صبر کیجیے آخر کہانتک ان واقعات پر روئیگا یہان تو آئے دن یہی ہوا کرتا ہے۔ مگر ہان اُن معزز خاتون کی صورت دیکھکر تو میرا بھی کلیجہ دل کر رہ جاتا ہے کیا کہون کیسی پیاری پیاری اور بھولی بھولی صورت ہے۔ کل ہی سے مین اُنکے پاس ہون یہ حالت ہے کہ ہر وقت اُداس اور غمگین رہتی ہین کسی سے نہ بولتی ہین نہ بات

کرتی ہین - بار بار آنکھون مین آنسو بھر آتے ہین مگر ہر بار اُنھین پکر رہجاتی تھین - آج
دن بھر ہوگیا نہ کچھ کھایا ہی نہ پیا ہی اسوقت بھی منہ لپیٹے ہوے پڑی ہین - لیکن آخر
کب تک - ابھی نئی نئی مصیبت ہی اسلیے زیادہ رنج و قلق ہی رفتہ رفتہ ہملوگون
کی طرح وہ بھی اپنے گھربار کو بھول جائین گی - بڑی آؤ بھگت خاطر مدارات ہوتی ہی
اور شاہزادی سمجھکر سب اُنکا پاس و لحاظ کرتے ہین - ہمارے آقا عبد الملک جو معزز
افسران فوج مین سے ہین اور اب حفاظت کے لیے انکے ساتھ کیے گئے ہین خود اُنکا
بھی یہ حال ہے کہ ہر امر مین حکم کے منتظر رہتے ہین - ابھی یہان آکر ٹھہرنے کے لیے جب
خواجہ سرا کی معرفت دریافت کرکے اجازت لی ہے تو خانقاہ مین آکر ٹھہرے ہین -
ابھی عورت اتنا ہی کہنے پائی تھی کہ راہب نے بیساختہ اُسکے پاؤن پر سر رکھدیا اور
زار زار رونے لگا -

عورت (اپنا پاؤن کھینچکر) ہے ہے - آپ مجھے کیون گنہگار کرتے ہین -

راہب - نہین نہین بلکہ اب مین خود گناہ کے دریا مین غرق ہونے کو ہون اگر
تمنے میری دستگیری نہ کی تو کسی طرح مجھے اس طوفان بلا سے نجات نہین ملسکتی

عورت - توبہ توبہ یہ آپ کیا ارشاد فرماتے ہین مین کس قابل ہون جو آپ کی مدد
کرسکون مگر بہرکیف آپکے حکم کی تعمیل کے لیے بدل و جان حاضر ہون کچھ فرمائیے
تو آخر مطلب کیا ہی ؟-

راہب - بیٹی مین اسوقت اس حالت مین ہون کہ گویا خداوند کا غضب ایک خوفناک
اژدہے کی صورت مین مجسم ہوکر میری طرف بڑھتا چلا آتا ہے اور قریب ہی کہ میرے
جسم کو اپنے شعلہ انگیز نفس سے جلا کر خاک کرڈالے اور روح کو ابدی عذاب کے
جہنم مین جھونک دے -

عورت - خدا کے لیے صاف صاف لفظون مین اپنا مقصد بیان کیجیے آپ کی
بیقراری دیکھکر تو اور بھی میرے رہے سہے حواس اُڑے جاتے ہین - خدانخواستہ ایسا
کونسا گناہ آپ سے سرزد ہوا جسکا اسقدر خوف اور ہراس آپ پر غالب ہی -

راہب - ہاے اس سے بڑھکر اور کونسا گناہ ہوگا کہ ایک مسیحی شاہزادی میری آنکھونکے
سامنے دشمنونکے ہاتھون مین گرفتار ہو اور مین اس حالت بیکسی مین اُسکی مدد نکرون -

خداوند کا جلال ضرور اس گناہ کی مجھ سے باز پرس کریگا اور افسوس ہے کہ میں کسی طرح اپنی برأت اس جرم سے ثابت نہ کرسکوں گا۔

عورت۔ یہ خیال محض آپ کے تقدس پر مبنی ہے ورنہ ہرگز یہ کوئی گناہ نہیں ہوسکتا ظاہر ہے کہ کوئی موقع مدد کرنے کا آپ کے امکان میں نہیں ہے۔ آپ تو آپ اگر اسوقت سو مسیحی بھی مسلح ہو کر آئیں اور چاہیں کہ بزور شمشیر اُس خاتون کو قید سے چھڑالیں تو بھی ہرگز ممکن نہیں۔

راہب۔ یہ تو میں خود جانتا ہوں کہ میں کسی طرح ظاہری کوشش سے اسوقت اُس غریب لڑکی کی مدد نہیں کرسکتا۔ مگر مدد کرنا کچھ اسی کا نام نہیں ہے کہ میں تلوار کھینچکر دشمنوں پر ٹوٹ پڑوں بلکہ اعانت اور امداد کے اور بھی بعض طریقے ہیں چنانچہ میں نے اس بارے میں ایک عمدہ تدبیر سوچی ہے لیکن بات یہ ہے کہ بغیر تمہاری مدد کے میں کچھ بھی نہیں کرسکتا۔

عورت۔ میں تو آپ سے وعدہ ہی کرچکی ہوں کہ جہانتک مجھسے ممکن ہوگا بدل و جان آپکا حکم بجالاؤنگی۔ فرمائیے وہ کیا تدبیر ہے۔

راہب۔ وہ تدبیر یہ ہے کہ میں انجیل مقدس کی چند آیتیں ایک کاغذ پر لکھکر تمہیں دیتا ہوں تم یہ کاغذ اُس لڑکی کو دیدینا اور سمجھادینا کہ شب کے وقت کسی گوشے میں بیٹھکر ان آیتوں کو پڑھا کرے اور پھر خداوند مسیح کے رحم و عدالت پر بھروسہ کرکے عاجزی سے دونوں گھٹنے ٹیک کر اپنی رہائی کے لیے دعا مانگا کرے یقیناً دو ہفتے کے اندر وہ اس مصیبت سے نجات پاجائیگی۔

عورت۔ واہ یہ کتنی بڑی بات ہے۔ لائیے آپ ابھی کاغذ مجھے دیجیے میں اُنھیں پہونچائے دیتی ہوں۔

راہب۔ مگر دیکھو بجز تمہارے کوئی اور شخص اس راز سے واقف نہونے پائے۔

عورت۔ آپ مطمئن رہیے کسی کو خبر نہوگی۔ میں بڑی احتیاط سے چھپاکر اُنھیں کاغذ دیدونگی اور زبانی بھی سب سمجھادونگی۔

راہب یہ سنتے ہی خوش ہو کر دعائیں دینے لگا اور پھر جلدی سے اُٹھا اور یہ کہتا ہوا کہ میں ابھی ابھی کاغذ لکھکر لاتا ہوں تھوڑی دیر تم اور یہاں توقف کرو

اپنے حجرے مین آیا اور فوراً ایک تھیلی سے قلمدان اور کاغذ نکالکر لکھنے بیٹھ گیا۔ بوڑھے راہب نے پوچھا بھی کہ کہو تو کیا معاملہ ہی؟ مگر وہ صرف اتنا کہکر کہ ذرا ٹھہر جائیے مین اس ضروری کام سے فرصت کر لون تو بتاؤن پھر بدستور اپنے کام مین مشغول ہوگیا اور بہت جلد اُسے جو لکھنا تھا لکھکر کاغذ کو لپیٹتا ہوا حجرے سے باہر آیا اور پھر احتیاً حجرے کے دروازے پر کھڑے ہو کر غور سے ہر طرف دیکھنے لگا کہ اتنے عرصے مین کوئی اور غیر شخص تو یہان نہین آگیا مگر ابھی یہ اسی دیکھ بھال مین تھا کہ اُدھر سامنے والے حجرونکے پاس سے کسی نے قناعت کے ادھر آکر ذرا بلند آواز سے پکارا ظریفہ! ا دیکھو بھئی پانی گرم ہوگیا ہو تو لے آؤ۔ یہ سُنتے ہی وہ عورت آفتابہ اُٹھا کر کھڑی ہو گئی اور کہا کہ تم جلد مین ابھی پانی لاتی ہون اور پھر لپک کر راہب کے حجرے کے دروازے پر پہونچی راہب حیرت زدہ ہاتھ مین کاغذ لیے ہوے کھڑا ہی تھا کہ ظریفہ نے کچھ کہا نہ سُنا اُسکے ہاتھ سے کاغذ لیکر چلتی ہو گئی۔ راہب اُسکی یہ تیزی دیکھکر ہکا بکا ہو گیا اور پھر اسی عالم تحیر مین سر جھکائے ہوے حجرے مین آکر اپنی جگہ بیٹھ گیا۔ بوڑھا راہب جو اسوقت تک اُسکی ان سب کارروائیون کو تعجب کی نگاہون سے دیکھ رہا تھا اب اسے متفکر دیکھکر کہنے لگا بھئی کچھ کہو تو سہی آخر یہ کیا معاملہ ہے اور اب اسقدر متفکر کیون ہو؟ مگر یہ تیسرا راہب تھوڑی دیر تک تو بدستور اُسی طرح ساکت بیٹھا رہا لیکن جب کئی مرتبہ اُسکے ہمنشینون نے پریشانی اور تردد کا سبب پوچھا تو اُسنے سارا واقعہ بیان کر کے کہا کہ اب زیادہ فکر اور پریشانی یہ ہے کہ اب تک تو کوئی ہمارے راز سے واقف نہ تھا لیکن اب مینے اپنا سارا بھید اپنے ہاتھ سے کاغذ پر لکھکر ایک ناقص العقل عورت کے حوالے کر دیا ہے اسکا خوف ہے کہ اگر وہ عورت اُس کاغذ کی پوری حفاظت نہ کر سکے یا خود اُسکے دل مین کچھ بدی سما جائے تو پھر غضب ہی ہو جائیگا۔ سچ ہے کہ ہر کام کو خوب سمجھ بوجھکر کرنا چاہیے۔ جلد بازی اور تعجیل اچھی نہین ہوتی۔ مین اُس عورت سے یکایک خبر پاتے ہی کچھ ایسا گھبرا گیا کہ مطلق اس معاملے پر غور نہ کیا۔ مین نے سخت غلطی کی کہ ایک عورت کی بات پر اعتبار کر کے اُسے اپنا رازدار بنا لیا دیکھیے اب اس غلطی کا کیا نتیجہ ظاہر ہوتا ہے (دوسرے راہب کیطرف دیکھکر) خیر گذشتہ را صلوات مگر اب مناسب یہ ہے کہ ہم سب اسی وقت اس خانقاہ سے نکل چلین اور

اسی پہاڑ کی کسی گھاٹی مین چھپکر بیٹھ رہین اسمین یہ مصلحت ہی کہ اگر خدانخواستہ ہمارا راز فاش بھی ہوگیا تو ہم ان ظالمون کے پنجۂ ظلم سے بچ جائینگے۔

دوسرا راہب۔ آپ نے بات تو اچھی سوچی مگر مشکل یہ ہی کہ یہان دروازے پر پہرا بیٹھا ہوا ہے اور ہم کسی طرح باہر جا ہی نہین سکتے۔

بوڑھا راہب۔ دروازے پر پہرا کیا معنی آپ کو خبر نہین باہر بھی تو سوار تمام خانقاہ کو گھیرے ہوے ہین۔

تیسرا راہب۔ آخر کوئی تدبیر نکالیے؟ کیا کوئی اور راستہ خانقاہ سے باہر جانیکا نہین ہی؟ اس پہاڑ ہی پر کسی طرف سے چڑھنے کا موقع ہو تو بتا دیجیے جسطرح بنے گا ہم کوشش کرکے چڑھ جائین گے اور پھر وہان اپنے لیے کوئی محفوظ مقام تلاش کر لینگے۔

بوڑھا راہب۔ خانقاہ سے باہر جانے کا اور کوئی راستہ نہین اور پہاڑ کو تمنے خود ہی دیکھا ہے کہ کسقدر بلندی تک پتھرون کو تراش تراش کر مثل دیوار کے ہموار کیا گیا ہے کہ جسکے سبب سے نہ کوئی ادھر سے اتر سکتا ہی اور نہ ادھر سے اوپر چڑھ سکتا ہے۔

تیسرا راہب۔ اچھا آؤ ہم فصیل کے کسی گوشے سے کمند لگا کر اتر چلین بس یہی ٹھیک ہوئی کا ہیکو تمام رات ہول اور دہشت مین مبتلا رہین۔

دوسرا راہب۔ مین بھی یہی کہنے کو تھا بہتر ہے اٹھیے اب دیر نہ کیجیے۔

بوڑھا راہب (چین بجبین ہوکر) اور مین۔

تیسرا راہب۔ آپکو کیا ڈر ہے مزے سے اپنے حجرے مین آرام کیجیے۔

بوڑھا راہب۔ خوب آپ تو آگ لگا کر یون صاف نکل جائیے اور مین جلنے کو رہجاؤن۔ کیا انصاف ہی۔

تیسرا راہب۔ سنیے تو سہی آپ سے کسی کو کیا مطلب آپکو کوئی کیون ستانے لگا۔

بوڑھا راہب۔ بجا ہی اور اگر مجھ سے پوچھا جائے کہ بتاؤ وہ تمہارے مہمان کہان گئے تو کیا جواب دونگا پھر یہی ہوگا نا کہ مین مجرم قرار پاؤن قید ہون یا قتل کیا جاؤن اور آپ فتنۂ خوابیدہ کو جگا کر نلو دنکل جائین اور جو مصیبت آئے مجھی پر آئے سچ ہے نیکی کا زمانہ نہین۔

تیسرا راہب - اچھا پھر آپ بھی ہمارے ساتھ چلیے نا۔
بوڑھا راہب - یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ مین ہمیشہ کے لیے اس خانقاہ کو چھوڑ دون۔
تیسرا راہب - ہمیشہ کیلیے کاہیکو خانقاہ چھوڑیے جب یہ سب لوگ چلے جائین تو پھر چلے آئیےگا۔
بوڑھا راہب - آپ کی بھی کیا باتین ہین مجھے بھی آپ نے کوئی ناقص العقل عورت سمجھ لیا ہے جیسے چکنی چپڑی باتون مین پھسلا لیجیےگا بھلا آج یہان سے بھاگ کرین پھر بھی یہان آسکتا ہون۔
تیسرا راہب - مقدس فادر آپ ناحق خفا ہوتے ہین۔ خدا معلوم آپ سوقت کس خیال مین ہین۔ آپ سے کوئی بھی بدگمان نہ ہوگا۔ بالفرض اگر ہمارا راز فاش بھی ہو جائے اور آپ سے ہماری نسبت تفتیش بھی کی جائے تو آپ یہ کہکر بری ہوسکتے ہین کہ مین اپنے حجرے مین پڑا سوتا تھا مجھے معلوم نہین کہ ان لوگون نے کیا کارروائی کی اور کب چھپکر بھاگ گئے۔
بوڑھا راہب - بس اتنا کہکر چھوٹ جاؤن گا۔ صاحب آپ عقلمند اور ہوشیار ہین تو مین بھی اتنا بیوقوف اور دیوانہ نہین ہون کہ اپنے برے بھلے کو نہ سمجھون۔

ان راہبون مین بیٹھے بٹھائے اچھی جوتی چلی۔ اب یہ بڈھا کاہیکو ان بیچارے مہانون کی جان چھوڑے گا معلوم ہوتا ہے کہ ساری رات اسی بحث اور جھگڑے مین گذرے گی ہم کہانتک اس جلسے مین بیٹھکر اپنا دماغ خراب کرین آؤ چلو ظریفہ کی کارروائی دیکھین کہ وہ اتنون کی نظر بچا کے کیونکر اس ہسپانی لڑکی کو وہ کاغذ اور راہب کا زبانی پیام پہونچاتی ہے۔ وہ راہب کے ہاتھ سے کاغذ لیکر اسی حجرے کیطرف آئی تھی ضرور یہین ہوگی۔ دیکھو وہ کسی نے حجرے کا دروازہ کھولا۔ خوب یہ وہی حجرہ ہے جس مین آج شام تک خاک اڑتی تھی۔ اب تو کسی نے عجب سلیقے سے آراستہ کیا ہے برابر برابر کئی خوشرنگ قالین بچھے ہوے ہین ایک چھوڑ تین تین کافوری شمعین روشن ہین۔ حجرہ ہے کہ پڑا جھمگا رہا ہے۔ دیکھو دیکھو وہ ظریفہ ہی ہے جو ابھی سامنے سے ہوکر نکل گئی آؤ چلکر قریب سے دیکھین آخر اس حجرے مین ہے کون کون۔ یہ عنابی مخمل کی مسند پر کون بیٹھا ہوا ہے اِین یہ تو وہی اقلیم حسن و جمال کی ملکہ جو ینا ہے واہ اور ظریفہ بھی مسند کے قریب مؤدب بیٹھی ہوئی ہے۔ اسوقت حجرے مین اور کوئی

نہین ہے ضرور ظریفہ اس موقع پر راہب کا قصہ چھیڑے گی سنو سنو وہ اب جوئنا سے کچھ کہا ہی چاہتی ہے۔

ظریفہ۔ حضور مین کچھ عرض کرنا چاہتی ہون مگر ڈرتی ہون (دروازے کیطرف دیکھکر) اگر خدانخواستہ یہ راز ظاہر ہوگیا تو سمجھے کہ پھر مین کہین کی نہ رہی خدا جانے کس مصیبت اور عذاب مین پھنسون۔

جوئنا۔ نہین تم ڈرو نہین مین تمہارا راز فاش نکرونگی۔

ظریفہ۔ دیکھیے میری عزت آبرو اب حضور ہی کے ہاتھ ہے ایسا نہو کہ کہین اس خیر خواہی کے بدلے میری جان جائے۔

جوئنا۔ ہان ہان کہتی تو ہون تم مطمئن رہو میری وجہ سے تم پر کوئی الزام نہ آنے پائیگا مین کسی سے تمہاری بات ظاہر نہ کرونگی مگر ہان تم بیہودہ خیال کر لینا کہ مین فضول اور بیہودہ باتون مین اپنا وقت ضائع کرنا کبھی پسند نہین کرتی۔

ظریفہ۔ بھلا میری کیا مجال ہے کہ مین حضور کو بیکار اور فضول باتون کے سننے کی زحمت دون بلکہ اسوقت ایک خاص اور ضروری بات عرض کرنا چاہتی ہون۔

جوئنا۔ اچھا تو پھر شوق سے کہو مین تمہاری بات خوشی سے سنونگی۔

ظریفہ۔ حضور مین اسوقت آگ پاس بیٹھی ہوئی پانی گرم کر رہی تھی اتفاق سے وہ مقدس راہب جو اس خانقاہ مین رہتے ہین وہین آکر بیٹھ گئے۔ مینے مزاج پوچھا تو وہ خوش ہوکر دعائین دینے لگے اور کہنے لگے کہ بیٹی میرے پاؤن مین شدت سے درد ہے۔ پھر مین نے بھی بمقتضاے انسانی ہمدردی انسے بہت کچھ تسلی اور تشفی کی باتین کین باتون باتون مین برسبیل تذکرہ حضور کا بھی ذکر آگیا یہ ماجرا سنتے ہی بیچارے نے رو دیا بڑے ہی رقیق القلب آدمی ہین دفعتہً ایسے بیقرار اور بیچین ہوگئے کہ بمشکل سمجھا بجھا کر مینے اُنکی طبیعت کو سنبھالا۔ بار بار جوش محبت سے کہتے تھے کہ اس مسیحی شاہزادی کی مدد کرنا مجھپر فرض ہے اور مین اپنی جان تک بھی اُسکے لیے دریغ نکرونگا مگر افسوس اتنے دشمنونکے مقابلے مین تنہا مین کچھ نہین کرسکتا اور میری کوشش اس بیگناہ لڑکی کو کچھ فائدہ نہین پہونچا سکتی۔ پھر دیر تک سوچتے رہے بعد اُسکے انجیل مقدس کی چند آیتین ایک کاغذ پر لکھکر مجھے دین اور کہا کہ جسطرح ہوسکے اس کاغذ کو اُس

مظلوم لڑکی تک پہونچادو اور زبانی کہدینا کہ ان آیتوں کو رات کے وقت کسی گوشۂ تنہائی مین بیٹھکر پڑھا کرے۔ اور پھر اپنی رہائی کے لیے دعا مانگے ضرور بہت جلد اس مصیبت سے چھوٹ جائیگی (ہاتھ بڑھاکر) یہی وہ کاغذ ہے۔

جوئینا نے اُسکے ہاتھ سے کاغذ لیا اور شمع کی طرف کروٹ بدلکر جیسے ہی اُسپر نظر ڈالی پہلے تو جھجک کر کچھ متحیر سی ہوگئی پھر جلدی سے اُس کاغذ کو پڑھکر اپنے تکیے کے نیچے رکھ لیا اور ظریفہ کیطرف نگاہ اُٹھاکر تعجب سے دیکھا اور کہنے لگی ظریفہ! مجھے اسوقت تمہاری جسارت اور ہوشیاری پر تعجب ہی نہین بلکہ حیرت ہے کہ تمنے کس عمدگی سے اس کام کو انجام دیا مین تمسے بہت خوش ہوئی۔ تم آج سے میری رازدار ہو۔ خدا وہ دن لائے کہ مین تمہاری اس رفاقت کا صلہ دینے کے لائق ہون۔ اچھا تو اب رات زیادہ گئی جاکر تھوڑی دیر سو رہو۔ مین بھی نیند کے مارے بےچین ہو رہی ہون۔ کل پھر دن کا سفر ہے تھوڑی دیر تو ضرور آرام کرلینا چاہیے۔ ظریفہ سلام کرکے اُٹھی اور حجرے کے باہر چلی گئی۔ ظریفہ کے جاتے ہی جوئینا نے پھر تکیے کے نیچے سے اُس کاغذ کو نکالکر دوبارہ پڑھا اور اپنے دل مین کہنے لگی دیکھو مرشین نے کیا چالاکی کی ہی۔ کیا راہب بنکر مسلمانون کو دھوکا دیا ہے۔ بلا کا تیز آدمی ہے بیشک وہ اباجان کا دلی خیرخواہ اور جان نثار رفیق ہے۔ اسطرح اپنی جان پر کھیل کر تن تنہا دشمنون مین چلے آنا فی الحقیقت اُسی کا کام تھا اور کسی سے ہرگز نہوتا مگر یہ میری سمجھ مین نہین آتا کہ آخر تنہا اُسکی ایسی کوششون سے مین کیونکر رہائی پاسکتی ہون اُسنے لکھا ہے کہ تم مستعدی کے ساتھ آمادہ رہو مین اسی طرح کسی نہ کسی ترکیب سے ہارونیہ پہونچکر تمہین قید سے چھڑا لونگا یہ بالکل اُسکی غلط فہمی ہے اول تو ہارونیہ تک اُسکا پہونچنا ہی محال ہے اور بالفرض وہ کسی مکر و فریب سے وہانتک پہونچ بھی گیا تو یہ کسی طرح ممکن نہین کہ میرے پاس تک اُسکا گذر ہوسکے۔ یہان جبکہ مین ایک غیر محفوظ مکان مین ہون اور میرے ساتھ بجز معدودے چند آدمیونکے اور کوئی ہے بھی نہین جب تو وہ مجھے قید سے چھڑا ہی نہ سکا بھلا ہارونیہ کے قلعے سے کیا خاک نکال لیجائیگا بس اُسکی ساری سعی و کوشش کا نتیجہ یہی ظاہر ہونے والا ہے کہ وہ پھر رومی کیمپ مین جاکر اباجان کو یہ خبر دے کہ جوئینا زندہ ہے اور ہارونیہ مین قید ہے اور اباجان

یہ خبر پاتے ہی فوج لیکر بارونیہ پر چڑھ آئین اور مجھے چھڑا لیجائین۔ بس دو چار ہی دن گذرتے ہین کہ ہارونیہ بھی زبطرہ کی طرح برباد کیا جائیگا اور صدہا ناحق قتل ہون گے افسوس ایک میری وجہ سے سیکڑون بلکہ ہزارون جانین تلف ہونگی اور ان سب بیگناہونکا خون میری گردن پر ہوگا۔ یہ سب ایک طرف اس واقعے سے حسن کے نازک دل کو جو صدمہ پہونچے گا اُسکا اندازہ ذرا مشکل ہی مجھے یقین ہے کہ یہ خبر سنتے ہی وہ بیقرار ہو کر اسی بے سروسامانی کی حالت مین طرسوس سے قیصر کے مقابلے کے لیے نکل کھڑے ہون گے کیونکہ اُنھین مجھسے سچی محبت بلکہ عشق ہی وہ میرے لیے اپنی جان لڑا دینگے اور مجھ تک انکا پہونچنا گو کیسا ہی ناممکن خیال کیا جائے مگر وہ اس کوشش سے ہرگز باز نہ آئینگے اور افسوس اسکا آخری نتیجہ یہی ہوگا کہ نصیب اعدا اُنکی جان پر بن جائیگی۔ ہاے کیا مشکل پڑی ہے کہ جو شخص بیکسی اور مصیبت کے وقت میرے ساتھ شفقت اور محبت سے پیش آیا ہو جسنے میری اسوقت عزت کی ہو جبکہ گردش ایام نے مجھے ذلیل و خوار و برباد کیا تھا۔ جسنے مجھپر عاشق و فریفتہ ہوکر بھی محض اس خیال سے کہ کہین میرے خلاف طبع نہو میری طرف نظر اٹھاکر بھی نہ دیکھا ہو اب وہ وقت آتا ہی کہ میرے لیے اُسکی جان جائے۔ مینے کس گرمجوشی سے اُسپر اپنی محبت ظاہر کی تھی لیا وہ سب باتین صرف زبانی ہی تھین۔ نہین نہین اب بھی میرا دل اُسی طرح اُسکا شیدا ہی وہ اسوقت بھی میری آنکھون کے سامنے ہے اور اُسکا حسن خداداد میرے دل پر بنا مقناطیسی اثر ڈال رہا ہی۔ مین اُس سے پیار اور اخلاص کی باتین سن رہی ہون اُسکی دل مین گھر کر جانے والی نگاہین میری اُمیدون کو قوی کر رہی ہین۔ لیکن یہ اُس کا دلفریب چہرہ مجھے اسوقت اُداس کیون نظر آتا ہی؟ کیا اُسے اس راز کی خبر ہو گئی؟ کیا اُسے یقین آگیا کہ مین بیوفائی پر آمادہ ہون؟ پیارے حسن دیکھو مجھے شرمندہ نہ کرو مجھ سے بیشک قصور ہوا۔ تمہارے بدخواہ کا خط پڑھکر مینے اپنے پاس رکھ لیا اور اُسے چاک کرکے آگ مین نہ جھونک دیا۔ لیکن یہ نہ کرتی تو کیا کرتی۔ یہی مصلحت تھی اس سے یہ نہ سمجھنا کہ تمہاری محبت کے خلاف اُسنے مجھ پر کوئی اثر ڈالا ہے۔ میرے پاس تو ایک ہی دل تھا جو تمھین نذر کر چکی۔ دنیا کا کوئی انقلاب تمہاری محبت کو میرے دل سے نہین نکال سکتا۔ کوہ لکام کا اپنی جگہ سے ٹلجانا محال نہین مگر یہ ناممکن ہو کہ مین

اپنے عہد و پیمان پر قائم نہ رہون۔ مرشین کا خط کیا چیز ہے مین تو یہ کہتی ہون کہ اگر آفتاب بھی آسمانی سلطنت کا فرمان لیکر میرے پاس آئے تو تمہارے پہلو سے جنبش نہ کرون جوسنا ابھی انھین خیالات مین محو تھی اور عالم تصور مین اپنے عاشق سے باتین کر رہی تھی کہ حجرے کے دروازے کے قریب کسی آنے والے کی آہٹ معلوم ہوئی جسپر یکایک جوسنا کی نظر اُدھر اُٹھ گئی اور یہ دلکش منظر اُسکی نظر سے غائب ہو گیا پھر جو ہین اُسنے ربیعہ کو حجرے کے اندر آتے دیکھا فوراً اُٹھکر بیٹھ گئی اور کہنے لگی ربیعہ آؤ تم خوب وقت پر آ گئین مین تو تمہاری منتظر ہی تھی۔

ربیعہ۔ مین سمجھی تھی کہ آپ نے آرام کیا ہوگا۔ اس خیال سے دیر تک اُس حجرے مین بیٹھی رہی اگر یہ معلوم ہوتا کہ آپ جاگ رہی ہین تو کاہیکو وہان بیکار بیٹھی رہتی۔

جوسنا۔ ہان مین تو اسوقت سونے ہی کو لیٹی تھی مگر کیا کہون کچھ ایسے عجیب و غریب خیالات نے دل پر ہجوم کیا کہ نیند ہی اُچٹ گئی۔ ایسا جی گھبرا رہا ہے کہ اگر اور تھوڑی دیر نہ آتین تو مین خود تمہین بلانے دوڑی جاتی۔

ربیعہ۔ بیشک آپکی طبیعت گھبراتی ہوگی کبھی کاہیکو ایسے ویرانے اور وحشت خیز مقام مین آپ کو رات بسر کرنے کا اتفاق ہوا ہوگا۔

جوسنا۔ نہین یہ بات نہین بلکہ ایک اور ہی خیال ہے جسنے مجھے اسقدر پریشان کر رکھا ہے۔

ربیعہ۔ کیا آپ اُس خیال کو مجھ سے ظاہر کر سکتی ہین ؟

جوسنا۔ ربیعہ! مین تمہاری راستبازی اور سچائی کی دل سے قدر کرتی ہون تم میری رازدار اور ہمدرد ہو۔ مین تم سے کوئی بات نہین چھپا سکتی۔ مین جسوقت سے اس خانقاہ مین آئی ہون اور اُس بوڑھے راہب کی گفتگو سُنی ہے اُسوقت سے خدا جانے آپ ہی آپ میرے دل مین کیسے کیسے خیال آرہے ہین۔ ابتک مین اُسی اُلجھن مین ہون۔ جب اُس راہب کی زبان سے یہ جملہ نکلا تھا کہ خانقاہ مین میرے ہموطن اور ہم مذہب چند مہمان مقیم ہین فوراً میرا ماتھا ٹھنکا اور گویا کسی نے جھک کر میرے کان مین کہدیا کہ اسمین کچھ مکر و فریب ضرور ہے۔ میرا دل گواہی دیتا ہے کہ خانقاد کے اُس حصے مین مہمان وہ راہب اور اُسکے مہمان ہین ضرور کوئی راز مدفون ہے۔

ربیعہ۔ کچھ نہین آپ ان خیالات اور توہمات مین نہ پڑیے۔ چین سے آرام کیجیے چونکہ

آپ پر تازہ تازہ ایسا ایک واقعہ گذر چکا ہی اسلیے طبیعت مشکوک ہو رہی ہی اُسی سے ایسے خیالات پیدا ہوتے ہین لیکن اب آپکو اطمینان رکھنا چاہیے یہان ہمکو کسی مخالف سے کوئی خوف اور خطر نہین ہے وہ بیچارہ غریب راہب خود مارے خوف کے حواس باختہ ہے مینے دیکھا تھا خانقاہ کے دروازے پر کھڑا ہوا تھر تھر کانپ رہا تھا بات تک صاف زبان سے نہ نکلتی تھی۔

جوئنا۔ ربعہ تم یہین پر تو غلطی کرتی ہو اُس راہب کی انھین حرکتوں سے تو مینے تاڑ لیا کہ اسمین ضرور کوئی بھید ہی۔ اُسکے دل مین چور تھا جبھی تو اُسکی یہ حالت تھی کہ ہوش ٹھکانے نہ تھے سہما جاتا تھا کہ کہین راز فاش نہو جائے۔

ربعہ۔ بی بی میری سمجھ مین تو نہین آتا مگر آپ جو یہ کہتی ہین تو مین آپکے خلاف بھی کوئی بات نہین کہہ سکتی۔ اچھا آپ ہی کا خیال صحیح ہوگا۔ لیکن ہمکو اُسکی کچھ بھی پروا نہ کرنا چاہیے۔ یہ راہب ہمارے خلاف کر ہی کیا سکتے ہین۔

جوئنا۔ واہ کر کیون نہین سکتے۔ مخالف اور دشمن کو حقیر سمجھکر اُس سے بے پروائی کرنا بڑی غلطی ہے۔ تم ابھی ابھی سردار عبد الملک کے پاس جاؤ اور اونسے میری طرف سے کہو کہ یہان خانقاہ مین راہب اور اوسکے مہمان جو جو ہون اُن سب کو قید کر کے صبح کو اپنے ہمراہ ہاردنیہ لیتے چلین۔

ربعہ۔ مین آپ کی فرمانبردار ہون ابھی آپکا حکم سردار عبد الملک کو پہونچائے دیتی ہون مگر میرا خیال ہی کہ اُنھین ضرور اس حکم کی تعمیل مین تامل ہوگا۔

جوئنا۔ کیون تامل کی کیا بات ہی۔

ربعہ۔ تارک الدنیا راہبونکے حق مین بیشک وہ اس کارروائی کو پسند نہ کرینگے۔

جوئنا۔ نہین تم اُنسے تاکید کر دینا خدا کے لیے کہین اس معاملے مین رحم اور شفقت کو دخل نہ دین۔ یہ تمام مظلمہ میری گردن پر مگر میرے کہنے پر ضرور عمل کرین اور یہ بھی کہدینا کہ اگر آپ نے میری بات نہ سُنی اور اپنی خودائی سے اس مکار راہب اور اُسکے ساتھیونکو چھوڑ دیا تو پھر مجھپر کوئی الزام نہین آپ جانین اور آپکا کام جانے۔

ربعہ جوئنا کی یہ تقریر سُنکر خاموش ہوگئی اور پھر فوراً وہان سے اُٹھکر سردار عبد الملک کے پاس آئی۔ اسوقت عبد الملک پہرے والون سے علیحدہ خود بھی

خانقاہ کے صحن مین ٹہل رہا تھا ربیعہ نے قریب جاکر سلام کیا اور اُسکو اپنی طرف متوجہ کرکے جو کچھ جوئینا نے کہا تھا وہ سب من و عن آہستہ آہستہ بیان کردیا عبدالملک یہ سارا واقعہ سُنکر حیران ہوگیا دیر تک سر جھکائے ساکت کھڑا رہا پھر ربیعہ کی طرف دیکھکر کہا اچھا ربیعہ تم جاکے کہدو کہ مجھے آپ کے حکم کی تعمیل مین کوئی عذر نہین ہے صبح کو ہاروینیہ چلتے وقت انشاء اللہ تعالی ان سب کو اپنے ہمراہ لیتا چلونگا ربیعہ تو یہ سُنکر سلام کرکے اُدھر رخصت ہوئی اور ادھر عبدالملک اپنے ساتھ پانچ مسلح سپاہیون کو لیکر راہب کے حجرے کیطرف آیا۔ اتفاق سے مرشین اور فلیپ دونون اسوقت حجرے کے دروازے پر کھڑے ہوے چپکے چپکے آپس مین کچھ باتین کر رہے تھے یکایک اُنکی نظر عبدالملک اور ان مسلح سپاہیون پر پڑی اور اونکو اپنی طرف آتے دیکھکر دونون کا خون خشک ہوگیا اور مرشین نے جھنجھلا کر فلیپ سے کہا کہ خدا اس بوڑھے خبیث کو غارت کرے اسنے ہمین یہان سے نہ نکلنے دیا دیکھو جس بلا سے بچنا چاہتے تھے اب وہ سر پر آگئی۔ کمبخت نے اپنی بھی جان دی اور ہمین بھی بے موت مارا۔

عبدالملک (قریب ہوکر) کیون صاحب ہمارے میزبان وہ پیر مرد راہب کہان ہین کیا ہم لوگ اسوقت اُنکی خدمت مین حاضر ہوسکتے ہ؟

مرشین (بمشکل اپنے حواس درست کرکے) اپنے حجرے مین ہین اور ابھی جاگ رہے ہین آئیے اندر چلے آئیے۔

عبدالملک کی آواز سُنکر وہ ضعیف العمر راہب خود گھبراکر حجرے سے باہر نکل آیا عبدالملک نے اُسے دیکھتے ہی نہایت متانت آمیز لہجے مین کہا۔ حضرت معاف فرمایئے مینے ایک خاص ضرورت کی وجہ سے مکرر اسوقت آپکو تکلیف دی۔

بوڑھا راہب۔ فرمائیے مین بسر و چشم آپکی خدمت کے لیے حاضر ہون۔

عبدالملک۔ میری یہ آرزو ہے کہ آپ تکلیف گوارا فرماکر صبح کو ہمارے ہمراہ ہاروینیہ تشریف لے چلیے اور مع اپنے مہمانون کے وہان چندروز ہمارے مہمان رہیے۔

مرشین (بوڑھے راہب سے) آپ جانتے ہین کہ اب ہملوگ تو ایک روز بھی اور قیام نہین کرسکتے۔ چنانچہ آج شام کو آپ سے رخصت بھی حاصل کرچکے ہین۔

عبدالملک۔ کیا ہوا دو تین روز کے لیے ہماری خاطر سے اور اپنے قصد کو ملتوی کردیجیے۔

مرشین - بس اب تو معاف ہی رکھیے۔ ہم مجبور ہین ہرگز اپنے قصد کو ملتوی نہین کر سکتے۔
عبدالملک - مجھے افسوس ہی کہ آپکو میری دوستانہ التجا کے قبول کرنے مین اس قدر عذر و تامل ہی مین کبھی نہ مانونگا آپکو ضرور میری درخواست منظور کرنا پڑیگی۔
فلیپ - افسوس ہمیشہ مسلمانون نے ہمارے ساتھ اسی طرح دغا کی ہے - مین خوب جانتا ہون یہ دعوت نہین بلکہ عداوت ہی - یہ کہتے ہی کمر سے خنجر کھینچ لیا اندھیری رات مین ایک بجلی چمک کر عبدالملک کے سینے پر گری - بڑی خیر ہوگئی کہ اس تجربہ کار افسر کا جسم زرہ مین محفوظ تھا ورنہ فلیپ کا خنجر سینے کے پار ہی ہوکر ٹھہرتا۔ فلیپ اسی پھرتی سے دوسرا وار کرنے کو تھا کہ عبدالملک جست کرکے داہنی طرف کئی قدم کے فاصلے پر جا کھڑا ہوا اب مرشین کے ہاتھ مین بھی خنجر چمکتا ہوا نظر آیا اور اُسکا غلام بھی تلوار کھینچکر اپنے آقا کی حفاظت کے لیے تیار ہوگیا تینون نے ملکر ایک ساتھ عبدالملک پر حملہ کیا اسوقت تک عبدالملک کو اُنسے لڑنے کا خیال نہ تھا لیکن اب اُسے اپنی حفاظت کرنا لازم ہوا قبضے پر ہاتھ پہونچتے ہی خارا شگاف تلوار میان سے باہر تھی - اُسنے فلیپ کی پیشقدمی کو ایک زبردست وار سے روکنا چاہا لیکن فلیپ نے بڑی چالاکی سے اس وار کو خالی دیا اور داہنے پہلو کے برابر سے پھر خنجر مارا۔ اس مرتبہ عبدالملک کی تلوار فلیپ کے خنجر سے لڑ گئی زور سے اک جھنکار کی آواز آئی اور فلیپ کے خنجر کا بڑا حصہ ٹوٹ کر دور جا کر گرا۔ مرشین کا غلام لپک کر آگے بڑھا وہ چاہتا تھا کہ بڑھ کر اپنی تلوار فلیپ کو دے لیکن ایک بہادر مسلمان کی تلوار نے اُسکی تلوار بلکہ ہاتھ کو بھی ہمیشہ کے لیے اس سے جدا کر دیا۔ ہاتھ کلائی کے پاس سے قلم ہوگیا اور تلوار زمین پر گرتے ہی مسلمان سپاہیون کے قبضے مین آگئی۔ مرشین کو پہلے ہی سے ایک سپاہی نے اپنا ہم نبرد بنا رکھا تھا اور دونون مین تابڑ توڑ غضب کی چوٹین چل رہی تھین۔ مسلمان سپاہی اُسکے ہاتھ سے کئی زخم بھی کھا چکا تھا اور قریب تھا کہ مرشین اُسپر غالب آجائے مگر جب اُسنے اپنے ساتھیون کا یہ حال دیکھا تو اُسکے دل پر کچھ ایسا خوف طاری ہوا کہ ہاتھ سست پڑ گیا ادھر شور و غل سُنکر اور مسلمان سپاہی بھی آ پہونچے انجام کار یہ ہوا کہ مرشین نے جھنجھلا کر اپنے ہاتھ سے خنجر پھینکدیا اور عبدالملک سے کہا - ای ناانصاف اور ظالم اب ہم تیرے بس مین ہین جو چاہے ہمپر ظلم کر لیکن خوب یاد رکھنا کہ ہم بیگناہون کا انتقام خداوند کا جلال ایکروز تجھ سے

ضرور لیگا عبدالملک نے مرشین کی زبان سے یہ جملہ سنتے ہی اپنے جانفروش سپاہیوں سے پکار کر کہا خبردار اب کوئی ان راہبوں پر ہاتھ نہ اُٹھائے اور خود بھی تلوار میان میں ڈال لی مرشین اور اوسکے ساتھیوں نے اپنے کو عبدالملک کے سپرد کر دیا مگر بوڑھا راہب اس مجمع مین نہ تھا عبدالملک کے حکم سے ایک سپاہی نے شمع لیکر سب حجرون اور خانقاہ کے ہر گوشے مین تلاش کیا لیکن کہین اُسکا پتہ نہ لگا۔ خانقاہ کا دروازہ بند تھا اور وہان جو سپاہی پہرے پر تھے اُنمین سے کوئی بھی اپنی جگہ سے نہین ٹلا تھا سب کو حیرت تھی کہ تنگا ہونکے سامنے سے وہ راہب کہان غائب ہو گیا۔ عبدالملک نے کہا مجھے خوب یاد ہے جب اس (فلیپ کی طرف اشارہ کرکے) راہب نے مجھپر دوسرا حملہ کیا ہے تو وہ بوڑھا راہب لپک کر اپنے حجرے مین چلا گیا تھا ایک سپاہی نے بھی یہی بیان کیا اور سب نے بالاتفاق کہا کہ ہم اس طرح ان لوگون کو گھیرے ہوے تھے کہ سوائے حجرے مین بھاگ جانے کے اور کوئی راہ گریز نہ تھی۔ ضرور وہ راہب اسی حجرے مین گیا ہی مگر تعجب ہی کہ آخر وہ اس حجرے مین کیا ہو گیا زمین کھا گئی یا آسمان پر اُڑ گیا۔

عبدالملک (مسکرا کر) خیر دفع کرو یہ سمجھ لو کہ شیطان تھا فتنہ برپا کرکے غائب ہو گیا۔

یہ فقرہ سُنکر سب ہنس پڑے۔ عبدالملک نے سپاہیون سے کہا ان راہبون کو لیجا کر اپنی حراست مین رکھو مگر دیکھنا کسی کو کسی قسم کی تکلیف نہ دینا خدا معلوم کس خیال سے یہ لوگ ہمارے مقابلے کی جراءت کر بیٹھے۔ یہ انکی بےعقلی اور مجنونانہ حرکت تھی ہمکو انسے کوئی خصومت نہین ہے۔

ایک سپاہی۔ حضور اب تو رات قریب ختم ہی کوئی گھڑی مین صبح ہوا چاہتی ہے اگر حکم ہو تو چلنے کی تیاری کیجائے۔

عبدالملک۔ ہان! ضرور!! آج کی منزل کسیقدر بڑی بھی ہے۔

یہ حکم پاتے ہی سپاہیون نے مرشین وغیرہ کو لاکر دروازے کے قریب والے حجرے مین بٹھا دیا۔ چند سپاہی اُنکی حفاظت کے لیے حجرے کے دروازے پر رہ گئے اور باقی سفر کے اہتمام مین مصروف ہو گئے۔ جوسنا قنات کے پاس کھڑی ہوئی جہانتک دیکھ سکتی تھی ان خوفناک کارروائیون کو حیرت سے دیکھ رہی تھی۔ ربیعہ اور خواجہ سرا اُسکے پاس کھڑے ہوے تھے۔ جب سپاہی مرشین اور فلیپ کو لیے ہوے قنات کے

قریب سے ہوکر گذرے تو جوئنا نے ایک خواجہ سرا کی آڑ سے فوراً ان قیدیون کی صورتون پر نظر کی اور بیساختہ آنکھون مین آنسو بھر آئے مگر اُسنے اپنی اس حالت کو مطلق کسی پر ظاہر نہین ہونے دیا اور پھر وہان سے اپنے حجرے مین آکر ایک خواجہ سرا سے کہا تم سردار عبد الملک کے پاس جاؤ اور میری طرف سے پوچھو کہ مجھے تشویش ہے خدانخواستہ آپکو تو ان ہو توفون کے ہاتھ سے کوئی صدمہ نہین پہونچا ہمارا ایک سپاہی جو زخمی ہوا ہے اُسکا مجھے کمال افسوس ہے امید ہے کہ آپ اُسکی جانفروشی کی قدر کرینگے خواجہ سرا فوراً وہان سے اُٹھکر عبد الملک کے پاس آیا اور اُسی طرح اظہار ہمدردی کیساتھ جوئنا کیطرف سے مزاج پرسی کی عبد الملک نے خوش ہوکر نہایت عمدہ الفاظ مین شکریہ ادا کیا پھر خواجہ سرا سے کہا کہ اب جسقدر جلد ممکن ہو یہان سے چلنے کا بندوبست کرو دیکھو سفیدۂ سحر نمودار ہو چکا ہے خواجہ سرا یہ سُنکر رخصت ہوا۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک سوار نے آکر اطلاع دی کہ سب سامان سفر درست ہے لیکن چونکہ نماز صبح کا وقت آگیا تھا اسلیے عبد الملک اور اُسکے ساتھ سب مسلمانون نے اول نماز صبح پڑھی اور پھر یہ قافلہ اس خانقاہ سے ہارونیہ کی طرف روانہ ہوا۔

دسوان باب

خلیفۂ معتصم باللہ کا دربار

ابو العباس سفاح بانی سلطنت عباسیہ نے پہلے پہل ۱۳۲ھ روز جمعہ ۱۲ ربیع الاول کو جو دربار کیا اُسکی مختصر رُوداد یہ ہے کہ کوفہ اور اُسکے قرب و جوار کو فتح کرکے سفاح کوفی مین داخل ہوا اور ان الفاظ سے تمام شہر مین منادی کی گئی ”الصلوٰۃ جامعۃ“ جسکا مطلب یہ تھا کہ آج تمام مسلمان جامع کوفہ مین حاضر ہوکر نماز باجماعت پڑھین چنانچہ خواص و عوام جہانتک جمع ہوسکے وقت معینہ پر جامع کوفہ مین جمع ہوے تو سب نے سفاح کے پیچھے نماز پڑھی۔ نماز ختم ہونے پر سب لوگ منبر کے سامنے بیٹھ گئے اور ابو العباس نے منبر پر جاکر ایک فصیح و بلیغ خطبہ پڑھا جسکے آخر مین اُسنے بنی ہاشم کے قابل تسلیم حقوق کو ظاہر کرکے سلاطین بنی اُمیہ کے بعض اُن افعال پر نکتہ چینی کی جو باقتضاے طمع ملک و جاہ اُنسے سرزد ہوے تھے خطبہ تمام ہونے کے بعد شیوخ قبائل اور سرداران عرب جو اسوقت

یہان موجود تھے انھون نے اُٹھکر خلیفۂ ہاشمی کے ہاتھ پر بیعت کی اور اسکے بعد یہ دربار برخاست ہوا غرضکہ پہلے دربار کی صورت یہ تھی لیکن اب ہم جس دربار کا ذکر کرتے ہین یہ دربار اگرچہ ابو العباس سفاح کے بعد اُسی کی نسل مین سو برس کے اندر ہی ۲۲۳ھ مین منعقد ہوا مگر اس دربار کو اُس بانی سلطنت کے دربار سے بہت ہی کم مناسبت تھی یہ دربار دار السلام (بغداد) کے اُس بہشت برین یعنی قصر شاہی مین منعقد ہوا تھا جسکی زرنگار محرابین مطلع آفتاب کیطرح جگمگا رہی تھین۔ در دون پر گرانبہا زربفت اور حریر ماؤن کے پردے پڑے ہوے تھے اور طاقون پر مسلسل خوشنما گلدستے ایسے قرینے سے چنے گئے تھے کہ ان مصنوعی گل بوٹون نے گویا در و دیوار پر قدرتی بہار کی تصویر کھینچدی تھی۔ تمام ہال بیش قیمت اور نظر فریب فرنیچر سے آراستہ تھا۔ صدہا قد آدم حلبی آئینے بلوری میزون پر دیوارون سے لگے ہوے رکھے تھے جنکے طلائی فریمون پر جابجا خوبصورتی کیساتھ یاقوت و زمرد جڑے ہوے تھے۔ پورے مکان مین یکسان نہایت نرم اور خوشرنگ قالین کا فرش تھا اور مسند خلافت پر سلطان السلاطین معتصم باللہ رونق افروز تھا پس پشت ایک ہزار ترکی اور حبشی غلام زرق برق وردیان پہنے ہوے صف بستہ کھڑے تھے۔ مسند کے قریب دست راست پر حلم و جلال کی مجسم تصویرین یعنی ہاشمی شاہزادے بیٹھے ہوے اپنی شکوہ سیادت سے دربار کی رونق بڑھا رہے تھے اسی صف مین ان شاہزادون کے بعد محمد بن عبد الملک الزیات نائب السلطنت بڑی شان و وقار سے اپنی جگہ متمکن تھا اور یہین سے سربرآوردہ امراے دربار اور نامور سپہدارون کا سلسلہ شروع ہوا تھا۔ اس عہد کا مشہور فاتح خیذر بن کاؤس (افشین) جو ابھی بابک خرمی کی پیچیدہ اور دشوار مہم سر کر کے دار الخلافت مین حاضر ہوا تھا محمد بن عبد الملک کے پہلو مین بیٹھا ہوا تھا۔ اندنون دربار خلافت مین یہ نامور سردار بڑی وقعت کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ خلیفہ کی قدردانی سے اُسکا اعزاز روز افزون ترقی کر رہا تھا اور صلۂ خدمات اور گرانبہا انعامات نے جوش وفاداری کی تازہ روح اُسکے جسم مین پھونکدی تھی اسکا چہرہ فرط مسرت سے آفتاب کی طرح چمکتا تھا اور دلی جذبات ہمیشہ حوصلۂ اطاعت نکالنے پر تلے رہتے تھے۔ اشناس ترکی۔ جعفر دینار۔ عجیف ابراہیم بن محمد۔ ایتاخ وغیرہ جانفروش اور جنگ آزمودہ افسران فوج جو اکثر

میدانوں مین جوہر شجاعت دکھا چکے تھے اور جنکی صاعقہ کردار تلوارین بہت سے متکبر حریفوں کے پُرغرور سرون کو خاک مین ملا چکی تھین۔ علیٰ قدر مراتب یکے بعد دیگرے نہایت ادب و تعظیم سے خاموش بیٹھے ہوے تھے۔

علما کی صف مین پہلا نمبر قاضی عبدالرحمٰن بن اسحاق کا تھا اور اُسکے دست راست پر شعیب بن سہل جاگزین تھے اگرچہ آج ہمکو فن رجال کی کتابت بتا رہی ہین کہ جس وقت قاضی عبدالرحمٰن دربار خلافت مین تشریف فرما ہین اسجگہ کے لیے اُنکے معاصر امام احمد بن حنبل زیادہ موزون تھے مگر چونکہ بعض مسائل مین مثل مسئلہ خلق قرآن وغیرہ کے مامون بن رشید اور معتصم باللہ کے وہ ہمزبان نہ تھے اسلیے اس دربار مین ہماری آنکھین اُنکے مشاہدۂ جمال سے محروم ہین۔

خلیفہ معتصم باللہ جسکی عظمت شان کے لحاظ سے خطاب شاہنشاہی بھی اُسکے شایان قدر و منزلت نہین ہے بلکہ وہ مقدس خطاب امیرالمومنین کا پائے ہوے ہے اُسکی نسبت غالباً ہمارے اکثر ناظرین خیال کرینگے کہ ایشیائی مذاق کے موافق اُسکے سر پر ایک مرصع تاج ہوگا جسمین بحر و معدن کے لخت جگر یعنے صدہا گرانبہا گوہر آبدار اور الماس قیمتی نگینے لگے ہونگے اور ایسے تخت پر جلوس فرما ہوگا کہ جسکا ایک پایہ تخت طاؤسی کا ہمسر ہو مگر ایسا نہین ہے ابھی شعار اسلام کی سادگی کی کچھ جھلک باقی ہے اگرچہ قصر خلافت کا ہر مرصع ستون اپنی چمک دمک کے لحاظ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا ہندوستان کا کوئی قدیم راجہ اپنے کسی جشن کے موقع پر ستارہ جو اہرمین غرق ساکت کھڑا ہوا ہے اور ایوان شاہی کی گنگا جمنی سقف سے نور کا دریا بہا رہی ہے لیکن باینہمہ اسلامی دنیا کا واجب التعظیم فرمانروا جسکی سطوت اور جبروت کے سامنے روے زمین کے بڑے بڑے شاہ و شہریار سرنگون ہین ایک سادہ سیاہ عمامہ سر پر رکھے ہوے اور قریب قریب اُسی قسم کی طیلسان دوش پر ڈالے کمال شکوہ و وقار سے مسند حکومت پر جلوس فرما ہے۔ ابھی تک تمام اہل دربار بلکہ در و دیوار پر ایک سکوت کا عالم طاری تھا کہ ایک بار نہایت متانت آمیز انداز سے معتصم باللہ نے نظر اُٹھا کر اپنے خاندان والون کی صف کیطرف دیکھا اسکے دیکھتے ہی ابراہیم بن مہدی اُس صف سے اُٹھکر اپنی جگہ کھڑا ہو گیا اور تھوڑی دیر تامل کے بعد اُسنے ایک پر رُعب لہجے سے اپنا قصیدہ پڑھنا شروع کیا جسمین اول اول اُسنے اپنے

خاندان کے خلفاے سابق منصور اور ہارون رشید اور مامون وغیرہ کی اولوالعزمیان اور اُنسے دلخواہ نتائج ظاہر ہونے کو عجیب وغریب فصاحت اور شیوا بیانی سے بیان کیا اور پھر چند شعر مین فرمانروایان روم کی ظالمانہ کارروائیون کا ذکر کرکے نہایت درد ناک انداز سے یہ اشعار پڑھے۔

یا غارۃ اللہ قد عاینت فانتہکی	ہتک النسآء وما منہن یرتکب
ہب الرجال علی اجرامہا قتلت	ما بال اطفالہا بالذبح تنتہب

ابراہیم نے ابھی اپنا قصیدہ ختم نہین کیا تھا اور معلوم ہوتا تھا کہ اوسکی پُر درد داستان ابھی باقی ہی مگر اسوقت اُسنے دیکھا کہ اہل دربار کے چہرون سے غیر قابل ضبط اضطراب کے آثار ظاہر ہوتے جاتے ہین اور اسی کے ساتھ خلیفہ معتصم باللہ نے بھی ایک حیرت انگیز نظر سے اُسکی طرف دیکھا اور اس نظر کے جلال وعظمت نے ابراہیم کو بے اختیار سکوت پر مجبور کر دیا چونکہ خلیفۂ سابق کے عہد مین قیصر خود معتصم باللہ کے ہاتھ سے کئی بار شکست اور ہزیمت اُٹھا چکا تھا اور آخر مین بڑی عاجزی سے اُسنے صلح کی درخواست پیش کرکے اپنے ملک کو سلطنت بغداد کے شیرون کے پنجے سے چھڑایا تھا اسلیے معتصم باللہ نے تعجب سے پوچھا ابراہیم! کیا رومیونکی لشکر کشی اور غارتگری کا یہ واقعہ صحیح ذریعے سے معلوم ہوا ہی؟

ابراہیم۔ امیرالمومنین کو خدا اپنی نصرت اور تائید سے ہمیشہ کامیاب رکھے مجھے اس واقعے کے متعلق چند ذریعون سے مجملاً خبر ملی تھی مگر چونکہ کسی قابل اعتبار ذریعے سے کچھ مفصل کیفیت معلوم نہین ہوئی تھی اسلیے حضور سے عرض کرنے مین تامل کرتا رہا لیکن کل خاص طرسوس سے جو افسر محض اس واقعے کی اطلاع کی غرض سے آیا ہی اُسکی زبانی تمام حال مفصل معلوم ہوا چنانچہ وہ افسر آستان خلافت پر حاضر ہے اور چاہتا ہے کہ امیرالمومنین کی پابوسی کی عزت حاصل کرے۔

معتصم باللہ۔ بہتر ہے جلد بلاؤ مین اُسی کی زبان سے اس واقعے کو سننا چاہتا ہون۔

غلامان شاہی نے فوراً حکم کی تعمیل کی اور جعفر کو جو دیر سے در دولت پر باریابی کا

؎ اے عذاب الہی تونے مشاہدہ کیا کسطرح عورتون کی پردہ دری اور آبروریزی کی گئی پس تو ان بیگناہون کا انتقام ظالمون سے لے اور اُنکے ننگ وناموس کو غارت کر۔ بفرض اگر مرد اپنے جرمونکی پاداش پر قتل کیے گئے تو آخر اُنکے بچون کا کیا قصور تھا کہ غارتگرون نے اُنھین بھی ذبح کر ڈالا۔

منتظر تھا جاکر اطلاع دی کہ چلو تمکو امیرالمومنین نے یاد کیا ہی جعفر دربار مین حاضر ہوا اور آئین دربار کے موافق سلام کیا ابراہیم نے خلیفہ کے اشارے کے مطابق اُسے اپنے قریب جگہ دی اور تھوڑی دیر تامل کرکے اُسکی طرف مخاطب ہوکر کہا وہ مناسب ہی کہ رومیون کے حملے کے متعلق جو حالات تمہین معلوم ہین حضور مین عرض کردو یہ سنکر جعفر تعظیماً اوٹھا اور خلیفہ کو دعا دیکر ابتدا سے تمام ماجرا بیان کرنا شروع کیا اسوقت خود خلیفہ اور تمام اہل دربار جعفر کیطرف متوجہ تھے جعفر نے بیان کیا کہ یکایک مغربی سلسلہ کوہ کی گھاٹیون سے نکلکر تھیوفلس نے زبطرہ پر حملہ کیا اُسکے ساتھ تقریباً ستر اسی ہزار فوج تھی جسمین سے دس ہزار سوار لیکر اُسکا بیٹا میکائل اچانک زبطرہ پر ٹوٹ پڑا۔ زبطرہ کے قلعہ دار اسحق نے ساڑھے تین سو سوار سے اس کثیر التعداد فوج کا مقابلہ کیا اور بڑی شجاعت اور حمیت سے لڑا مگر ظاہر ہے کہ دس ہزار کے پرجوش حملے کو وہ اور اُسکی مختصر جماعت کیونکر روک سکتی تھی انجام یہ ہوا کہ اسحق مع اپنے ہمراہیونکے میدان جنگ مین شہید ہوا اور ظالم میکائل کے حکم سے رومی سوارون نے قلعے مین گھسکر زبطرہ والون کو ایک سرے سے نہایت بیرحمی سے قتل کرنا شروع کیا مگر کاش اُنمین سے کوئی متنفس زندہ باقی نہ رہتا اور سفاک رومیون کی تلوارین اُن بیگناہون کی گردنون پر چل جاتین کیونکہ قتل وغارت کے بعد جو زن ومرد اسیر ہوکر تھیوفلس کے سامنے پیش کیے گئے اور جو ذلت وخواری اُن کو نصیب ہوئی اُس سے یہ بدرجہا اُنکے حق مین بہتر تھا کہ وہ سب بھی قتل کیے جاتے زبطرہ کو تباہ کرکے جب تھیوفلس کی فوج نے ملطیہ کو تاخت وتاراج کیا ہی تو اُن اطراف مین رومی جابجا پھیلے ہوے تھے اتفاق سے چند رومیون کو طرسوس کے مسلمانون نے گرفتار کیا اُن لوگون سے معلوم ہوا کہ جب اہل زبطرہ قید کیے جانے کے بعد رومی کیمپ مین لائے گئے ہین تو اُن ستمکشون کے ساتھ نہایت ظالمانہ برتاؤ کیا گیا اور کوئی طریقہ دل آزاری کا ایسا نہ تھا جو اُنکے ساتھ نہ برتا گیا ہو چنانچہ ایک ضعیفہ جب ان مصیبتون پر صبر کرنے سے عاجز آگئی تو اُسنے بیساختہ فریاد کی اور مستغیثانہ پر درد آواز سے امیرالمومنین کو پکارا "جعفر اتنا ہی کہنے پایا تھا کہ معتصم باللہ نے بڑے جوش حمیت وغیرت سے دو مرتبہ "لبیک لبیک" (حاضر ہون۔ حاضر ہون) کہا اور مسند خلافت سے اُترکر فرش پر بیٹھ گیا۔ یہ دیکھتے ہی تمام اہل دربار اپنی جگہ کھڑے ہوگئے۔ ہم نہین بتا سکتے کہ وہ کس قسم کا جوش تھا جو اسوقت

ہر مسلمان کے دل مین پیدا ہوگیا تھا اور جسنے خاص معتصم باللہ کو اسقدر بیچین کر دیا کہ گویا اُسنے اُس ضعیفہ کی فریاد کی دردناک آواز خود اپنے کانون سے سنی اور لبیک کہکر مسند خلافت سے اُٹھ کھڑا ہوا۔

معتصم باللہ ایک اولوالعزم اور شیر دل خلیفہ تھا اسمین اکثر مامون بن رشید کے سے اخلاق و محاسن تھے اور اسکے سوا وہ ذاتی شجاعت مین بھی یکتا شمار کیا جاتا تھا۔ معتصم کا غیور دل اس واقعے سے جسقدر رنجیدہ متاثر ہوا اوسکا اندازہ مشکل ہے اُسنے فوراً حکم دیا کہ فوج شاہی نہایت مستعدی کے ساتھ جسقدر جلد ممکن ہو دجلے کے مغربی ساحل پر خیمون کے وسیع میدان مین جمع ہو اسکے بعد جعفر سے پوچھا۔ پھر کچھ معلوم ہوا کہ بدعہد تھیوفلس کا قصد کس طرف بڑھنے کا تھا۔

جعفر۔ حضور یہ محض تائید ایزدی تھی کہ باوجود اس کثرت فوج کے تھیوفلس کو ملیطہ سے آگے بڑھنے کی جراٴت نہ ہوئی اور اگرچہ ابتدا مین اُسنے ناعاقبت اندیشی سے حدود اسلامیہ مین بیباکانہ قدم رکھا تھا مگر آخرکار خود بخود خوف زدہ ہوکر ہٹ گیا اور اپنی سرحد پر دریا کے اُس کنارے خاموش بیٹھا ہوا ہے۔

معتصم باللہ۔ بیشک یہ تائید الٰہی ہے کہ اُس غدار کا سفیہانہ جوش بہت فرو ہوگیا۔ وَقَذَفَ فِیْ قُلُوْبِہِمُ الرُّعْبَ (اور خداوند تعالیٰ نے اُن ظالمون کے دلون مین رعب ڈالدیا) مین اُس قادر مطلق کی ذات سے جسنے ہمیشہ اپنے پسندیدہ دین اسلام کی نصرت اور مدد کی امید کرتا ہون کہ بہت جلد وہ مجھے اپنی تائید سے کامیاب فرمائیگا اور بیگناہ مسلمانون کا انتقام انشاء اللہ اسطرح تھیوفلس سے لونگا کہ قیامت تک سرزمین روم اس واقعے کو یاد رکھے گی۔

اہل دربار۔ (نہایت پرجوش لہجے سے) انشاء اللہ!!

اسوقت لشکر کشی کے متعلق ضروری اور معمولی احکام جاری ہونے کے بعد دربار برخاست ہوا اور خلیفہ کے حکم کے موافق بڑی سرگرمی کے ساتھ تمام سرداران لشکر انتظام مین مشغول ہوگئے۔ دوسرے ہی روز سے فوج شاہی خیمون مین جمع ہونا شروع ہوئی خیام سلطانی ساحل دجلہ پر نصب ہوگئے اور سلطنت بغداد کا وہ فلک فرسا رایت جو اسلامی حکومت کا نام و نشان تھا اُس سبزہ زار کی فضا مین اپنا پرچم اڑانے لگا۔ وہی

روز کے اندر کئی میل تک وہ تمام میدان حربی اور ترکی سوارون سے بھر گیا اور ہنوز مسلسل ہر طرف سے مجاہدین اور عساکر دولت بغداد کی آمد کا سلسلہ قائم تھا۔

دوشنبہ ۲ جمادی الاولی کی صبح کو خلیفہ معتصم باللہ غازیہ لباس زیب بدن کر کے ایوان خلافت سے برآمد ہوا اور نصر من اللہ فتح قریب کہکر گھوڑے پر سوار ہوا اور بڑے جاہ و جلال سے عیون کی طرف مرکب شاہی نے حرکت کی۔ اسوقت علاوہ کئی ہزار باڈی گارڈ کے سوارون کے وہ چیدہ اور منتخب افسران فوج بھی خلیفہ کی رکاب مین تھے جنمین سے ہر ایک ذاتی شجاعت اور فن جنگ مین یکتا شمار کیا جاتا تھا۔ تمام ارکین سلطنت اور اکثر شرفاے بغداد اور اہل علم بھی بطور مشایعت کے ہمراہ تھے جو کہ خلیفہ کے ساتھ ساتھ عیون تک آئے۔

عیون مین پہونچکر خلیفہ اپنے خیمے مین داخل ہوا اور تھوڑی دیر کے بعد اُسنے تمام اہل دربار اور فوجی افسرون کو طلب کیا چنانچہ سب حاضر ہوے اور اُنمین سے ہر ایک کو اُسکے اعزاز و اقتدار کے موافق مناسب جگہ پر بٹھایا گیا اور جب مقررہ ترتیب سے دربار قائم ہو چکا تو خلیفہ نے اہل دربار کی طرف متوجہ ہو کر کہا۔

غالباً آپ لوگون نے وہ تمام ماجرا جو اُس روز سر دربار جعفر نے بیان کیا بغور سنا ہوگا اور اندازہ کیا ہوگا کہ اس واقعے نے ہر مسلمان کے دل پر کیا اثر ڈالا ہی مین خود اپنے اوپر قیاس کر کے کہتا ہون کہ ہر وہ مسلمان جسکے کان تک یہ آواز پہونچی ہے اب یہی آرزو رکھتا ہوگا کہ یا تو ظالم رومیون سے پورا پورا انتقام لینے مین کامیاب ہو یا یہ کوشش خود اُسکے خاتمے پر ختم ہو۔

مین اپنی جسمانی اور فوجی اور مالی قوت پر اعتماد نہین رکھتا بلکہ مجھے پورا بھروسا اُس نصرت الٰہی پر ہے جو ہمیشہ اہل اسلام کے ساتھ رہی ہی۔ مین خوب جانتا ہون کہ حق کبھی مغلوب نہین ہوتا اسلیے میرا دل قوی ہے۔ بیشک مین اپنے ارادے مین کامیاب ہونگا اور ناپاک مشرکون سے اُن مقتول مسلمانون کے خون کا کما حقہ بدلا لونگا۔ الحمدللہ کہ ملک و مال کی طمع نے مجھے برانگیختہ نہین کیا بلکہ میری خالص نیت یہ ہی کہ ستم رسیدہ مسلمانونکی حمایت کرون اور اونکو کافرون کے قیدخانون سے نکالون۔

خدا کا شکر ہے کہ اسوقت مین لاکھون مسلمانون کو اپنے بھائیونکی مدد کے لیے

آہ وہ اور دلی جوش کے ساتھ مستعدی دیکھتا ہون سب کے دل یکسان اخوت اسلامی کے جوش سے بھرے ہوے ہین اور سب کی ایک ہی غرض مشترک ہے یعنی مقتول مسلمانون کا انتقام لینا مگر مین سچے دل سے کہتا ہون کہ اگر خدا نخواستہ کوئی بھی میرا ساتھ نہ دیتا تو بھی یکسر مو میرے ارادے مین فرق نہ آتا اور میرا دلی جوش مجھے تنہا رومیون کی صفون کے سامنے لیجا کر کھڑا کر دیتا اور گو اسکا انجام اور نتیجہ کچھ بھی ہوتا مگر یہ ضرور ثابت ہو جاتا کہ ایک مسلمان اسلام اور اہل اسلام کے لیے کسقدر اپنی جان سے بے پروا ہو جاتا ہے۔

جس روز سے مینے زبطرہ اور ملطیہ کے مسلمانون کی تباہی کا حال سنا ہے مین نہین کہہ سکتا کہ اس دن سے میری کیا حالت ہے مجکو ایک ایک گھڑی ایک ایک برس سے زیادہ ہو جاتا ہے چاہتا ہون کہ جسقدر جلد ہو سکے اُن مصیبت زدون کی فریاد کو پہونچون اور عہد شکن تھیوفلس کو اُسکے کردار ناشائستہ کی سزا دون۔

جعفر بن دینار ۔ حضور کے اقبال سے اسوقت ساٹھ ہزار سر فروش اس میدان مین جمع ہین اور ہنوز ہر طرف سے مسلسل فوجین آرہی ہین۔ تمام ضروری سامان جنگ بھی مہیا ہے۔ جسوقت سے امیر المومنین نے حکم دیا تھا ہم خانہ زادون نے اُسوقت سے دن کو دن اور رات کو رات نہین سمجھا اور جسقدر سامان جنگ اور فوج مہینون کی لگاتار کوشش سے جمع ہو سکتی تھی انھین تین روز کے اندر اسکا سرانجام ہو گیا ہے اور اب کچھ دیر اور کسی بات کا انتظار نہین ہے امیر المومنین کا حکم ہو اور فوجین آگے بڑھین۔

خلیفہ ۔ الحمد للہ کہ میرے وفادار اور بہادر سرداران لشکر نے مجھے میری امید سے زیادہ خوش کیا۔ مجھے ہرگز امید نہ تھی کہ اتنی جلدی اسقدر فوج اور ایسا کافی سامان مہیا ہو سکے گا۔ کیون افشین تمھاری کیا صلاح ہے اب فوج کس ترتیب سے اور کس طرف بڑھائی جائے بہتر ہے کہ اسوقت ہم سب آپس مین مشورہ کر کے اس امر کو طے کر لین۔

افشین ۔ حضور اس امر کے متعلق آج ہی صبح کو ہم سب خانہ زادون نے باتفاق یہ رائے قائم کی تھی کہ اگر امیر المومنین منظور فرمائین تو یہین سے کل موجودہ فوج تین برابر حصون مین تقسیم کیجائے اور سب یکے بعد دیگرے یہان سے کوچ کرین ایک حصہ فوج کا طرسوس کیطرف جائے اور وہان سے آگے بڑھکر رومیون پر حملہ آور ہو اور

سے جس عہد سے ہمارے ناول کو تعلق ہے اُس زمانے مین اسلامی سلطنت کا تقسیم کم سو برس یعنی

جو ملک شام پر تھا مابین حدود شام و روم جو شہر اور قلعے تھے انہیں سے ملطیہ۔ حدث۔ مرعش۔ ہارونیہ عین زربہ۔ اذنہ۔ طرسوس سلطنت بغداد کے زیر فرمان تھے انکو ثغور شام کہتے تھے اور یہ سب مقامات ملک شام ہی میں شمار کیے جاتے تھے۔ طرسوس انطاکیہ اور حلب کے درمیان میں واقع ہی ہارون رشید کے عہد میں اُسکے خادم سلیمان نے ۱۹۰ھ میں طرسوس کو خوب آباد کیا تھا اسکے گرد دو فصیلین تھین اور ہر طرف ایک وسیع خندق بھی تھی۔ اسی شہر مین مامون بن رشید کی قبر بھی ہے طرسوس مین کثرت سے اہل اسلام آباد تھے اور یہ مقام بیشتر مشاہیر اہل اسلام کا موطن تھا۔ اس شہر کے ذکر مین علامہ یاقوت حموی نے ایک نہایت افسوسناک واقعہ لکھا ہی جسکو ہم مختصراً یہان لکھنا مناسب سمجھتے ہین علامۂ موصوف لکھتا ہی کہ ۳۵۴ھ مین جب نائس فور رُوس روم قیصر روم نے مسلمانونکے سرحدی شہرون پر چڑھائی کیا تو پہلے اُسنے مصیصہ کو فتح کیا اور پھر طرسوس پر چڑھ آیا یہان اسوقت مین سیف الدولہ کی جانب سے ایک شخص ابن الزیات حکمران تھا اُس بزدل نے شہر قیصر کے حوالے کر دیا اور ان شرائط پر راضی ہو گیا (۱) طرسوس کی مسلمان رعایا سے ہر شخص اپنے مال و اسباب میں سے جسقدر خود اُٹھا کر لیجا سکے لیجاے اور جو باقی رہجائے گھر بار مال و متاع سب پر قیصر قبضہ کرے (۲) قیصر کو اختیار ہو مساجد اہل اسلام کو اگر چاہے خراب و برباد کرے (۳) مسلمان اگر عیسائی ہونا قبول کرے۔ تو بعیش و آرام اپنے گھر مین رہے اُسکے مال و جائداد سے کوئی تعرض نہ کیا جائے (۴) اور جو مسلمان دین مسیحی نہ قبول کرے اور طرسوس مین رہنا چاہے تو جزیہ دے اور محکوم بنکر رہے غرضکہ ان شرطون کو مقرر کرنیکے بعد قیصر طرسوس مین داخل ہوا مسجدین خراب اور برباد کی گئین اور قرآن مجید جلایا گیا۔ ہر مسلمان کے دروازے پر رومی سپاہی آکر کھڑے ہو گئے مسلمان اپنے گھرون کو اسی طرح مال و اسباب سے بھرا ہوا چھوڑکر نکلتے جاتے تھے اور رومی اُنپر قبضہ کرتے جاتے تھے قیصر کے حکم سے طرسوس کے پھاٹک کے سامنے جدا جدا دو جھنڈے نصب کیے گئے تھے۔ ایک جھنڈے کے نیچے ایک شخص کھڑا ہوا پکار پکار کر کہتا تھا کہ جو شخص رحیم اور عادل بادشاہ کے ملک مین آباد ہونا چاہے اور اپنے جان و مال اہل و عیال کو امن سے رکھنا چاہتا ہو اور احسان اور دادرسی اور حفاظت عزت و آبرو کا طالب ہو وہ اس جھنڈے کے نیچے آئے اور قیصر روم کے ساتھ جاکر اُسکی وسیع سلطنت مین آباد ہو۔ دوسرے علم کے نیچے ایک دوسرا شخص کھڑا ہوا یہ ندا دیتا تھا کہ جو شخص افعال شنیعہ اور ظلم و جور کو پسند کرتا ہو اور اپنے مال و جائداد کو چھنوانا چاہتا ہو اور ننگ و ناموس کا برباد ہونا اچھا سمجھتا ہو وہ اس علم کے نیچے ہو کر مسلمانون کے شہرون مین جائے۔ یہ وقت بھی مسلمانون پر عجب مصیبت ناک

دوسرا حصہ مرعش ہارونیہ کیطرف بڑھے اور درہ حدث سے گذر کر رومی قلعونکو تاخت و تاراج کرے۔ اور تیسرا حصہ بخط مستقیم بڑھکر دشمنونکو پسپا کرتا ہوا انقرہ[ع] کے میدان مین خیمہ زن ہو اُسی جگہ پھر تینون حصے فوج کے ایک جگہ جمع ہو جائین اور بحیثیت مجموعی آگے بڑھکر متفقہ کوشش سے عموریہ[عہ] کو فتح کرین۔ عموریہ گویا کہ دوسرا قسطنطنیہ تھا جو فلس آگے تو وقت تھا کچھ دنیا کے بندے عیسائی کیے اور اس طرح اُنھون نے اپنی دولت اور جائداد کو غارتگرون کے ہاتھ سے بچایا اور تھوڑے سے لوگون نے جزیہ دینا قبول کیا اور طرسوس سے باہر نکلے مگر اور تمام اہل اسلام اپنا دین و اسلام صحیح وسالم لیکر وہان سے نکل گئے اور جابجا بلاد اسلام مین جاکر آباد ہو۔ مسلمانون کی لونڈیان جو صاحب اولاد تھین اُنھون نے جب مسلمانونکی یہ حالت دیکھی تو اُن مین کچھ اونے یہ کیا کہ بچون کو اپنے آقاؤن کے سامنے پھینک پھینک کر قیصر کے لشکر مین چلی گئین اور بعض نے یہ بھی کیا کہ مع بچون کے اپنے آقا کے سامنے سے اُٹھکر قیصر کے جھنڈے کے نیچے جا کھڑی ہوئین اور اُنکے مسلمان آقا یہ دیکھکر کہ اب اُنکا بچہ نصرانیون مین پرورش پاکر نصرانی ہوگا دل پکڑ کر رہگئے۔

علامہ حموی یہ واقعہ لکھکر لکھتا ہے افسوس یہ سب کچھ ہو رہا تھا اور سیف الدولہ میا فارقین مین زندہ وسلامت موجود تھا اور مسلمان بادشاہ آپس مین ایک دوسرے سے لڑ رہے تھے اور اس فرض کو سب نے معطل چھوڑ رکھا تھا۔

ع انقرہ اسکو انگورہ اور انگوریہ بھی کہتے ہین روم کے صوبہ قونیہ مین واقع ہے یہان ابتک شہر قدیم اور ہیکل جو پتھر وغیرہ کے کچھ کچھ آثار پائے جاتے ہین۔ صاحب مرآۃ الوضیہ نے لکھا ہے کہ یہان تقریبًا دس ہزار مسلمان اور پندرہ ہزار عیسائی اور دو ہزار یہودی آباد ہین سنہ ۸۰۴ ہجری مین ایلدرم بایزید اور تیمور سے انقرہ ہی کے میدان مین وہ خونخوار جنگ ہوئی تھی جسنے ایک مدت دراز کے لیے سلطنت عثمانیہ کو مضمحل کر دیا تھا۔

عہ عموریہ یہ شہر فریجیہ یعنی ولایت قونیہ مین ہے۔ زمانۂ قدیم مین عموریا اور بروسا کے نام سے مشہور تھا یہانتک جب سلطان عثمان خان نے یورپ کے بعض حصون کو فتح کیا اور روم کے کئی صوبے زیر حکومت کیا تو اسی سلسلے مین اُسکے ولیعہد آرخان نے سنہ ۷۲۶ ہجری مین شہر بروسا کو بھی فتح کیا اور اس وقت سے ترکون مین اسکا نام برصہ مشہور ہوا اور چونکہ یہ شہر باعتبار عمارات و آبادی کے گویا دوسرا قسطنطنیہ تھا اسلیے آرخان نے اسکو اپنا تخت گاہ اور دار السلطنت قرار دیا اور فتح قسطنطنیہ تک بھی شہر ترکون کا دار السلطنت رہا۔ یہ شہر قسطنطنیہ سے مشرق کی جانب ۹۰ میل کے فاصلے پر ہے

بچانے کے لیے اپنی جان لڑادیگا اور ہمارے جانفروش بہادرون کو بھی ہول کھولکر اپنے جوہر شجاعت دکھانے کا موقع ملیگا۔

خلیفہ۔ یہ نہایت عمدہ تجویز ہے مین بھی اس سے اتفاق کرتا ہون وہ حصہ فوج کا جو طرطوس سے آگے بڑھکر حدود روم مین داخل ہوگا آفشین! اُس حصہ فوج کو مین تمھارے سپرد کرتا ہون اور جو فوج درۂ حدث کیطرف روانہ ہوگی اُسپر ایتاخ کو افسر مقرر کرتا ہون۔ تیسرے حصے کو مین خود لیکر انقرہ کی طرف بڑھون گا۔ مگر مین یہ مناسب خیال کرتا ہون کہ یہان سے تمام فوج ایک ساتھ طرسوس تک چلے اور طرطوس سے اس تجویز کے موافق فوج کے تین حصے ہوکر جدا جدا آگے بڑھین۔

آفشین۔ امیرالمومنین بیشک ایسا ہی ہونا چاہیے کیونکہ ابھی مجاہدین کی آمد کا سلسلہ قائم ہے اور فوج شاہی بھی ہمارے اندازے کے موافق ابھی جمع نہین ہوئی۔ امید ہے کہ طرسوس تک پہونچتے پہونچتے ایک کافی تعداد فوج کی جمع ہوجائیگی۔ اسکے بعد خلیفہ عجیف کیطرف متوجہ ہوا اور اُس سے کہا کہ تم اور عجیف ایک ہزار سوار اپنے ساتھ لیکر کل ہماری روانگی سے پیشتر زبطرہ اور ملطیہ کی طرف روانہ ہوجاؤ اور وہان کی رعایا مین سے جو بچے ہین اور تباہ و منتشر ہوگئے ہین اونکو پھر تسلی اور مدد دیکر اُنکے گھرون مین آباد کرو اور اس کام سے فرصت پاکر لشکر مین حاضر ہو۔ غرضکہ تمام دن اُسی انتظام اور اہتمام مین گذرا اور دوسرے روز نماز صبح پڑھکر خلیفہ نے بڑی شان و شکوہ سے طرسوس کیطرف کوچ کیا۔

ص بحر روم اور بحر اسود کے درمیان مین واقع ہے اور ایشیائے کوچک کے مشہور شہرون مین سے ہے۔ مشہور مورخ اڈورڈ گبن نے عموریہ کو عموریم لکھا ہے اور ظاہر کیا ہے کہ باعتبار عمدہ اور قدیم عمارات اور شاہی مکانات کے اس شہر کو قسطنطنیہ پر ترجیح تھی تھیوفلس قیصر روم کا باپ بھی یہین کا رہنے والا تھا۔

(مرآۃ الوضیہ اور رجام جسم اور تاریخ قسطنطنیہ ملاحظہ ہو)

ع مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسجگہ ہم خلیفہ معتصم باللہ کا کچھ مختصر تاریخی حال بھی لکھدین کیونکہ اسلامی تاریخین جو مبسوط اور مستند خیال کیجاتی ہین وہ ہندوستان مین بہت ہی کم شایع ہوئی ہین اور اسلیے شاید ہمارے بعض ناظرین اس مشہور خلیفہ کے حالات سے بہت کم واقف ہونگے۔ ابو اسحق محمد بن ہارون رشید ملقب بہ معتصم باللہ پنجشنبہ ۱۰ رجب ۲۱۸ ہجری کو اپنے بھائی مامون بن رشید کے بعد سریر خلافت پر متمکن ہوا اور ۴۷ یا ۴۸ برس کی عمر مین ربیع الاول ۲۲۷ ہجری مین وفات پائی۔ یہ خلیفہ بڑا اولوالعزم

اور شجاع تھا اسنے اپنے بھائی مامون بن رشید کے عہد مین بھی کبھی بار روم پر حملے کرکے فتوحات نمایان حاصل کیے تھے اور بہت سے مواقع پر اپنی اعلیٰ قابلیت اور بیدار مغزی کا ثبوت دیا تھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مامون کے بعد وہی خلیفہ ہوا اور مامون کا بیٹا عباس محروم رہا۔ اسمین شک نہین کہ معتصم نے باعتبار نظم و نسق سلطنت اور فتوحات کے اپنے عہد خلافت کو ممدوح ثابت کیا مگر اسی کے ساتھ اُس سے ایک ایسی بڑی غلطی بھی ہوئی جسنے سلطنت بنی عباس کو انجام کار افسوسناک نقصان پہونچایا اور وہ غلطی یہ ہے کہ معتصم ہی کے عہد سے غیر قومون کا رسوخ دربار خلافت مین بڑھا۔ جہانتک مل سکے معتصم نے ترکی غلام خرید کے اُن کو اپنا باڈی گارڈ مقرر کیا چنانچہ چار ہزار ترکی غلام خوش وضع اور بیش قیمت وردیان پہنے ہوئے ہمیشہ اسکی اردلی مین رہتے تھے اور اُسنے رفتہ رفتہ ان لوگون کو ایسا بڑھایا کہ انہین سے اکثر اعلیٰ درجے کے فوجی عہدون پر بھی ہو گئے اور پھر امور سلطنت مین ایسے دخیل ہوے کہ معتصم کے بعد بھی مدتون دربار خلافت مین انھین کا بول بالا رہا اور جو نقصانات غیر قومون کی مداخلت سے پہونچتے ہین بہ افراط دولت بغداد کو اُنسے پہونچائے۔ انھین لوگون کی شرارت سے معتصم کو بغداد چھوڑ کر پہلے قاطول اور پھر سامرا مین جا کر رہنا پڑا۔ ان ترکی غلامون کی یہ حالت تھی کہ بغداد کے بازارون مین غول کے غول گھوڑے اڑائے ہوے پھرا کرتے تھے۔ اکثر یہ ہوتا تھا کہ ضعیف اور بچے کچل جاتے اور چوٹ کھا جاتے تھے۔ اس پر کبھی کبھی فتنہ و فساد بھی برپا ہو جاتا تھا اسلیے معتصم نے بمقام قاطول چھاونی قائم کی اور اپنے لیے بھی وہین مکانات بنوائے لیکن جب قاطول کی آب و ہوا موافق نہ آئی تو پھر سامرا کو آباد کیا یہان پہلے عیسائی آباد تھے اور اُنکا ایک دیر بھی تھا معتصم نے چار ہزار دینار کو اُن لوگون سے اراضی خرید کر دیا اور ایک شہر کی بنیاد ڈالی اور تھوڑے ہی عرصے مین خلیفہ کی توجہ سے اچھا خاصہ شہر آباد ہو گیا معتصم کے عہد تک خلافت بغداد بڑی شان و شوکت سے قائم تھی مگر اسکے بعد سے البتہ آثار زوال نمودار ہونے لگے تھے۔ فتح عموریہ اور بابک خرمی پر فتح پانا اسکے عہد کے مشہور واقعات ہین معتصم بیشک ایک شجاع اور جسور خلیفہ تھا اور جنگ کے موقع پر بڑا سفاک اور خونریز معلوم ہوتا تھا لیکن ظلم و جور کا عادی نہ تھا بلکہ عموماً بنی نوع کے ساتھ ہمدردی اور رعایا سے حلم و احسان سے پیش آتا تھا۔ غرنفیوریوس عیسائی نے لکھا ہے کہ کسی موقع سیر و شکار مین معتصم اپنے ہمراہیون سے جدا ہو کر جا رہا تھا اُسنے ایک بوڑھے کو دیکھا کہ گدھے پر لکڑیان لادے ہوے جاتا ہے اتفاق سے گدھے کا پاؤن پھسلا اور مع بوجھ کے کیچڑ مین گر پڑا بوڑھا افسوس کے ساتھ اُسی جگہ کھڑا ہو رہا اور حسرت سے چارون طرف دیکھنے لگا معتصم یہ حال دیکھکر اپنے گھوڑے سے اترا اور اُس ضعیف کے پاس جا کر چاہا کہ اُسکے گدھے اور لکڑیون کو

گیارھوان باب

لو خدا حافظ

جوُنا کو ہارونیہ مین آئے ہوئے پورا ایک ہفتہ گذر چکا ہی مگر جسروز سے وہ طرسوس سے چلی ہی اُس روز سے اُسکی کچھ عجیب حالت ہی دن بھر اپنے کمرے مین منھ لپیٹے پڑی رہتی ہے ربیعہ کے کہنے سننے سے اگر کبھی اُٹھ کر بیٹھی اور اُسکی ضد اور اصرار سے کبھی کبھی ٹہلتی ہوئی پائین باغ تک گئی بھی تو تھوڑی دیر تک جبراً قہراً ادھر اُدھر باغ مین چل پھر کر اُسی طرح اُداس اُداس اپنے کمرے مین چلی آئی نہ مزاج مین وہ شگفتگی ہی نہ چہرے پر وہ تازگی - دن پر دن اُسکے پھول سے رخسارے خود بخود کمھلائے جاتے ہین - ربیعہ سے اُسے بیحد اُنس تھا جب تک طرسوس مین رہی کسی وقت اُسکو بے ربیعہ کے چین نہ آتا تھا بڑے اختلاط اور دلچسپی سے ہر روز اُس سے باتین کیا کرتی تھی مگر اب وہی ربیعہ ہے کہ گھنٹون اُسکے پاس آ آ کر بیٹھتی ہے اور جوُنا کسی ایسے خیال مین ہر گھڑی محو رہتی ہے کہ اُسے یہ بھی خبر نہین ہوتی کہ کون بیٹھا ہی اور کون نہین - اگر ربیعہ خود کوئی ذکر چھیڑ کر اُسے اپنی طرف متوجہ کرتی ہے تو مجبوری اُس سے بیدلی کے ساتھ دو ایک باتین کرکے پھر چپ ہو جاتی ہے - جوُنا کی یہ حالت دیکھکر ربیعہ جدا پریشان ہی کہ الٰہی اگر یہی حال رہا تو چند دن مین یا تو خدانخواستہ یہ مجنون ہو جائے گی یا اپنی زندگی ہی سے ہاتھ دھو بیٹھے گی - ربیعہ نے بارہا جرأت کرکے جوُنا سے اُسکی پریشانی کا سبب پوچھا مگر ہمیشہ اُسنے یہی کہکر ٹالدیا کہ کچھ نہین چونکہ نئی جگہ آئی ہون اسلیے طبیعت نہین لگتی - اکثر جی گھبرایا کرتا ہی - تم اسکا خیال نہ کرو - رہتے رہتے یہ بات جاتی رہیگی - اصل یہ ہے

بوجھ کو کوشش کرکے کیچڑ سے نکالے مگر اس بوڑھے نے کہا اے جوان اپنے پاکیزہ کپڑے خراب نکر معتصم نے کہا تم اسکا خیال نہ کرو پھر اُسکے گدھے کو کیچڑ سے نکالا اور اُسپر لکڑیون کا بوجھ لاد اور ہاتھ دھوکر اپنے مرکب پر سوار ہوا بوڑھے نے معتصم کی یہ ہمدردی اور احسان دیکھکر دعا دی اور کہا "غفر اللہ لک یا شاب" اتنے مین معتصم کے ہمراہی بھی آ پہونچے اسوقت معتصم نے چار ہزار درہم بھی اُس ضعیف کو عطا کیے - اسی مورخ نے لکھا ہی کہ جب سلمویہ طبیب جو عیسائی تھا مرض الموت مین مبتلا ہوا تو معتصم باعتبار قدر علم و فضل کے اُسکی عیادت کو اُسکے گھر پر گیا اور سلمویہ کی تکلیف اور شدت مرض کو دیکھکر آبدیدہ ہوا - (تاریخ مختصر الدول مطبوعہ بیروت ملاحظہ طلب)

لکھا دل تو جوُ نا فطرتاً شرمیلی ہے دوسرے وہ ربیعہ کا بہت لحاظ کرتی ہو۔ ربیعہ ایک بھاری
بھرکم مزاج کی عورت ہو اور اُسکے متانت آمیز برتاؤ نے آجتک جوُنا کو شگفتہ طبعی کی حد سے
زیادہ اُسکے ساتھ بے تکلف ہونے کا موقع ہی نہین دیا پھر بھلا جوُنا کسطرح کھلکر اپنی جلی بھُنی
کی داستان اُسے سُناتی۔ ادھر یہ حال ہو کہ ربیعہ بھی سب کچھ سمجھتی ہے مگر اس رازِ سربستہ کا
خود کھولنا نہین پسند کرتی۔ انھین وجوہ سے جوُنا کی حالت اور بھی زیادہ خراب ہوتی جاتی
ہو شب و روز وہ دل ہی دل مین گھٹ گھٹ کر رہجاتی ہے۔ کوئی اتنا بھی نہین کہ جس سے
گھڑی بھر درد دل کا قصہ سُنا کر طبیعت بہلا لے۔ یون تو جوُنا ہر وقت ہی ملول اور مغموم
رہتی ہو مگر خدا جانے آج سرِشام سے کیون زیادہ بیقرار ہو۔ سب سو گئے مگر اُسے نیند آنا کیسا
اسوقت تک اوسکی پلک بھی نہین جھپکی بار بار مسہری پر اُٹھ اُٹھ کر بیٹھ جاتی ہے اور دل بہلانیکے
خیال سے پہلو کی کھڑکی کی طرف مُڑ مُڑ کر فضاے عالم پر نظر ڈالتی ہے۔ لیکن افسوس کہ ہر مرتبہ
کوہ لکام کا سلسلہ اُسکے پیش نظر ہو جاتا ہو اور وہ حیرت سے اُدھر دیکھنے لگتی ہے۔ چاندنی رات
ہو مگر ان کا ایک دوسری سے ملی ہوئی پہاڑیون کی بے ترتیب پستی و بلندی سے یہ کوہستانی سلسلہ
بیشتر تیرہ و تار ہی نظر آتا ہے۔ بھورے پتھرون کے ڈھیر اور درختون کے جھنڈ دور سے
سیاہ ہی دکھائی دیتے ہین۔ آخری شب کا سنّاٹا ہے اور ان سر بفلک کشیدہ پہاڑیون پر غضب
کی وحشت برس رہی ہو۔ کسی تنگ درّے سے جب سمٹ کر ہوا کا جھونکا نکلتا ہو اور قریب
کے درختون کو بے تحاشا حرکت دیتا ہے تو یہ منظر اور بھی زیادہ مہیب ہو جاتا ہو کیونکہ ابھی
تک جو ہیبتناک کالی کالی صورتین بے حس و حرکت نظر آتی تھین اب گویا انمین ایک
جان پڑجاتی ہے۔ یہ وحشت انگیز نظارہ جوُنا کے دل پر جب اپنا قوی اثر ڈالنے لگتا ہو تو وہ
ادھر سے مُنھ پھیر لیتی ہے اور پھر اُسی دلکش تصور مین غرق ہو جاتی ہو جسمین ہمیشہ محو
رہتی تھی۔ اسی کی مسہری کے قریب ربیعہ بھی ایک پلنگڑی پر غافل سو رہی ہو۔ ہوا کے
ٹھنڈے ٹھنڈے جھونکون نے اُسکی نیند کو خواب نوشین بنا دیا ہے جوُنا بار بار حسرت سے
اسکا مُنھ تکتی ہے اور ٹھنڈی سانس بھر کر رہجاتی ہو اور اپنے دل مین کہتی ہے کہ الٰہی
ایک ہم ہین کہ شام سے ابتک پلک سے پلک نہین لگی جو بھنی اور بیقراری مین کروٹین
بدلتے بدلتے رات گذر گئی اور ایک یہ ہین کہ جنکا تمام دن لطف و آرام مین کٹا ہو اور رات
خواب راحت مین بسر ہو رہی ہو کیسے اچھے لوگ ہین۔ کس لطف کے ساتھ زندگی بسر ہوتی ہے

اسکا دل انکے اختیار مین ہو اور مین اپنے دل کے اختیار مین نہ ہون۔ ہائے اے دل تو نے مجھے کہین کا نہ رکھا۔ مین نہ جانتی تھی کہ تو میرے ساتھ یہ سلوک کریگا۔ کمبخت دیکھ میری جوانی پر رحم کھا۔ مجھے اس دو روزہ زندگی کو چین سے بسر کرنے دے۔ آہ اے ظالم کیون ایک خطا تمام برباد کئے دیتے آزار رہی۔ انتہا ہوئی بس اب زیادہ نہ ستا اسی طرح دل سے باتین کرتے کرتے یکایک جوئنا کا قلق اور اضطراب بڑھ گیا بیساختہ ایک آہ کی اور زار و قطار رونے لگی اُسنے ہزار طبیعت کو سنبھالا مگر نہ سنبھلنا تھی نہ سنبھلی جب بیقراری حد سے زیادہ بڑھی تو اس خیال سے کہ ربیعہ قریب پڑی سو رہی ہو مبادا اُسکی آنکھ کھلجائے اور مجھے اس حال مین دیکھے تو سخت ندامت ہوگی چاہا کہ اُٹھکر شمع کو گل کردے مگر جونہین مسہری سے اُتر کر کھڑی ہوئی ایکبار آنکھونکے نیچے اندھیرا چھا گیا سر چکرا یا اور غش کھا کر گر پڑی۔ اُسکا دھم سے گرنا تھا کہ ربیعہ کی آنکھ کھل گئی اور جوئنا کا یہ حال دیکھتے ہی اُسکے ہوش و حواس جاتے رہے بے تحاشا اُٹھکر دوڑی۔ جلدی سے تکیہ اُٹھا کر جوئنا کے سر کے نیچے رکھدیا اور حیرت سے جھک کر اُسکے چہرے کو دیکھنے لگی۔ گھبرا کر چاہتی تھی کہ کسی کو پکارے مگر پھر خود ہی کچھ سوچکر رہگئی آپ ہی لپک کر گلاب کا شیشہ اُٹھا لائی اور تھوڑا سا گلاب پنکھے پر چھڑک آہستہ آہستہ جھلنے لگی۔ چپکے چپکے بار بار قرآن کی آیتین پڑھتی تھی اور جوئنا پر دم کرتی تھی آخر ہزار دقت بڑی دیر کے بعد جوئنا کو کچھ ہوش آیا آنکھین کھولدین مگر چہرے پر اسقدر ضعف طاری تھا کہ معلوم ہوتا تھا برسون کی بیمار ہے گلابی رخسار عرق مین ڈوبے ہوے تھے اور تمام جسم سنسنا رہا تھا۔ ہوش آتے ہی ایسی حالت مین جوئنا نے ارادہ کیا کہ اُٹھکر بیٹھجاؤن ربیعہ سے کہا ذرا تم مجھے سنبھال لو تو اپنے پلنگ پر جا بیٹھون۔ مجھ مین اس وقت خود اُٹھکر کھڑے ہونے کی طاقت نہین ہے۔

ربیعہ۔ نہین ابھی تھوڑی سی دیر تم یون ہی آرام سے لیٹی رہو ذرا طبیعت ٹھہرے تو اُٹھنے کا قصد کرنا۔

جوئنا۔ نہین تم مجھے اُٹھا کر میرے پلنگ پر لٹادو ایسا نہ ہو کہ کوئی آجائے اور مجھے اس حال مین دیکھ لے۔

ربیعہ۔ ہائے اس طبیعت نے اس درجے کو تو پہونچا دیا خدا جانے اب آگے کیا ہونا ہے یونہین گھٹ گھٹ کر اپنی جان نہ دو مین آٹھ روز سے تمہاری یہ حالت دیکھ رہی ہون اور

دم بخود ہون کیا کرون جو دل پر گذرتی ہی خدا ہی کو معلوم ہی۔
جوئنا نے ربعیہ کے منھ سے یہ الفاظ سنکر پہلے تو شرم سے آنکھین نیچی کر لین لیکن آخر ضبط نہو سکا ایک حرکت اضطراری کے ساتھ اُٹھکر ربعیہ کے گلے سے لپٹ گئی اور زار زار وقطار رونا شروع کیا۔ ربعیہ بھی بڑی رقیق القلب عورت تھی جوئنا کی یہ حالت دیکھکر اُسکا بھی دل اُمنڈ آیا مگر اُسنے اپنی طبیعت پر زور دیکر ضبط کیا اور کہنے لگی بی بی اپنے تئین کیون ہلاک کیے ڈالتی ہو اپنی اس جوانی پر رحم کھاؤ ذرا طبیعت کو سنبھالو۔ جان ہے تو جہان ہے علاوہ اسکے میرے نزدیک تو اسقدر پریشانی اور رنج کی کوئی بات بھی نہین۔ ہار دنیہ مین چند روز رہنا ہی پھر جہان تمہاری خوشی ہوگی وہین رہوگی۔ خدا جانے تم کن توہمات مین مبتلا رہتی ہو اور مفت اپنی زندگی کو تلخ کر رکھا ہے۔
جوئنا۔ آہ جسپر پڑتی ہی وہی خوب جانتا ہی اپنی مصیبت کی کچھ مجھی کو خبر ہے۔
ربعیہ۔ مین بھی تو کچھ سنون آخر وہ بات کیا ہی جس سے اسقدر پریشانی ہے۔
جوئنا۔ اچھا تم ہی انصاف کرو کہ مجھے یہان ہار دنیہ مین کیون ڈلوا دیا گیا۔ ہاے مینے نادانی سے اپنا دلی راز ظاہر کر دیا اور اپنی سادگی سے فریب مین آگئی مینے اپنی زبان سے عشق و محبت کا اقرار کر لیا اسی سے نظرون سے گر گئی بس اب عمر بھر اسی بیقدری کی حالت مین رہونگی۔
ربعیہ۔ بی بی بُرا نہ مانو تو ایک بات کہون۔ سچ ہی دنیا مین کس امید پر کوئی کسی کے ساتھ بھلائی کرے ذرا سمجھو تو کہ تمہاری قوم نے کیسا کچھ مسلمانون کا دل دُکھایا ہی مگر اسپر بھی جب تم قید ہوکر یہان آئین تو تمہاری عزت و آبرو کا کسقدر پاس و لحاظ کیا گیا۔ تمہاری شہزادیون کی طرح قدر کی۔ تمہارے لیے سارے راحت و آرام کے سامان مہیا کیے لونڈیان غلام تمہاری خدمت مین دیے گئے۔ انتہا ہو چکی کہ تمہین یہ بھی اختیار دید یا کہ چاہو یہان رہو چاہو اپنے ملک و قوم مین جاؤ مگر واہ ستنے اس احسان اور ہمدردی کا یہ صلہ دیا کہ جسنے تمہارے ساتھ ایسے شریفانہ برتاؤ کیے اسکو تمنے مکار اور فریبیا نہ قرار دیا۔ بھلا مین تم سے پوچھتی ہون ذرا انصاف سے کہنا تمہارے ساتھ مکر و فریب کی ضرورت ہی کیا تھی اپنی اختیاری بات مین بھی کوئی کسی کے ساتھ فریب یا کسی کی خوشامد کرتا ہے۔ میرا اسوقت صاف صاف کہنا تمہین بُرا معلوم ہوتا ہوگا مگر مین سچ کہتی ہون کہ مین تو اسوقت

تمہارے مزاج سے ڈر گئی۔ الحمد اللہ جب تمہارے دل میں یون بدگمانیان بھری ہین تو بھلا تمسے کسیکو کیا امید ہو سکتی ہو۔
جوئنا۔ (ربیعہ کے گلے مین باہین ڈالکر) میری پیاری بہن میری باتو نپر خفا ہو۔ میرا دل ہی میرے اختیار مین نہین رہا خدا جانے مجھے جنون ہو گیا ہو یا کیا بات ہو۔ مجھے تو رہ رہکر یہی خیال آتا ہو کہ آخر مین یہان کیون پھینک دی گئی ہزار طرح سے دلکو سمجھاتی ہون مگر ــــ
ربیعہ۔ مجھسے سنو تمہاری خوشامد سے کہو کہدون کہ یہ بات نہین ورنہ سچ تو یہ ہے کہ ہین تو یہ سب جنون ہی کے آثار بھلا کوئی پوچھے کہ یہ بھی کوئی اُلجھنے کی بات ہو کہ ہمین یہان کیون بھیجدیا ہزار مصلحتین ہین ایسے وقت مین طرسوس مین رہنا مناسب نہین سمجھا اسلیے چندروز کیواسطے یہان بھیجدیا۔ یہ بھی اُنھین کا گھر ہو اور اگر یہ کہو کہ حسن خود بھی ساتھ کیون نہین آگئے تو یہ بالکل ہی خیال محال ہی کیونکہ مجھے خوب یاد ہو کہ وہ ایک روز اپنے کسی رفیق سے یہ ذکر کر رہے تھے کہ بیشک امیرالمومنین پہلے طرسوس ہی مین تشریف لائینگے اور میرے والد ماجد بھی ضرور ہمراہ رکاب ہونگے پھر بھلا اس حالت مین کیونکر وہ طرسوس کو چھوڑ سکتے تھے۔ علاوہ اسکے یہ اُنکی طبیعت سے بالکل بعید تھا کہ وہ ایسے نازک وقت مین اُس طرح کے مسلمانون کی حفاظت چھوڑ کر یہان چلے آتے۔ ابھی تم واقف نہین ہو مسلمانون مین غضب کا جوش حمیت ہی ہمیشہ یہ لوگ قومی اور مذہبی امور کو اپنے ذاتی امور پر مقدم رکھتے ہین۔
جوئنا۔ ربیعہ! تمہین میرے سر کی قسم سچ بتاؤ کہ تم مجھے بہلاتی تو نہین ہو اور میری تسکین کے لیے تو یہ باتین نہین کرتین۔ کیا در اصل یہی بات ہی۔
ربیعہ۔ (مسکراکر) خدا جانے میرا خیال صحیح ہو یا غلط تمنے قسم دی ہی تو مین اب کچھ اپنی زبان سے نہ کہونگی مگر یہ تو سیدھی سی بات ہی مثل ہو کہ دل کو دل سے راہ ہوتی ہو تم خود ہی سمجھ لو تمہارا دل ہمارے امیر کیطرف سے صاف ہو تو اُنکا بھی ضرور صاف ہو گا۔ اور اگر یہان ظاہر پرستی ہی ظاہر پرستی ہے تو وہان بھی یہی بات ہو گی۔
جوئنا۔ بھئی دیکھو ستاؤ نہین جو مین پوچھتی ہون سچ سچ بتادو۔
ربیعہ۔ نہیں اب تم ہی اپنے دل سے پوچھو مین کچھ نہ کہونگی۔ بس سمجھ لو جتنی تم کو کسی سے محبت ہو اُتنی ہی اُسے بھی تمسے ہو گی۔
جوئنا۔ (ایک خاص لہجے سے) مجھے تو کسی سے بھی محبت نہین۔
ربیعہ۔ (ہنسکر) پھر کسی کی شکایت ہی کیا۔

جوئنا ۔ شکایت کیون نہین ہمین تو اس عذاب مین ڈالدیا اور آپ آرام اور چین سے بسر کرتے ہین ۔

ربعیہ ۔ اچھا اب مین اسکا کیا جواب دون خدا وہ دن لائے کہ تم پھر اُن سے ملو جتنی چاہو دل کھولکر شکایتین کر لینا دیکھو تو وہ تمہاری ان شکایتون کا کیا جواب دیتے ہین ۔

جوئنا ۔ آہ اب پھر ملنا تو بہت مشکل ہے بس جو ہونا تھا ہو چکا ۔ قسمت کے لکھے کو کون میٹ سکتا ہی خیر یہ تو مین کیون کہون کہ تمہارے عقلمند اور ہوشیار امیر خود بھی عمر بھر دست افسوس ملینگے مگر میرے حق مین تو جو کیا اچھا کیا خدا اُنکو خوش رکھے بس اور کیا کہون ۔

ربعیہ ۔ ذرا صاف صاف کہو یہ معاملہ تو مین کچھ بھی نہ سمجھی ۔ خیر ہے یہ معاملہ کیا ہے مین بھی تو کہتی تھی کہ آخر تم اتنی پریشان کیون ہو ۔

جوئنا ۔ بس اسے نہ پوچھو جو ہوگا تمھین خود معلوم ہو جائیگا ۔

ربعیہ ۔ خدا کے لیے کچھ تو بتاؤ ۔ ایین یہ تو کچھ اور ہی بات نکلی

جوئنا ۔ بات کیا ہمی تقدیر سے کس کا بس چلا ہے ۔

ربعیہ ۔ ای بہن تمہاری ان باتون سے کو بالکل نا امیدی پائی جاتی ہے ۔ خدا نخواستہ کچھ اور تو دل مین نہین ٹھان لی دیکھو براے خدا کہین ایسا غضب نہ کرنا ۔ مین قسم کھا کر کہتی ہون کہ حسن کی تمام دلی امیدین اور آرزوئین اب تمہاری ہی ذات سے وابستہ ہین وہ بڑے ہی راستباز اور غیور نوجوان ہین اُنھون نے جو جو تم سے کہا ہی اُسمین ایک حرف بھی غلط نہین ہے ۔ مین یہ تو نہین کہہ سکتی کہ تمہارے لیے وہ اپنی بھی جان دیدینگے اور خودکشی کر لینگے کیونکہ وہ اپنے مذہبی احکام کے سکے پابند ہین اور انکا کوئی دلی جوش مذہبی خیال پر غالب نہین آسکتا ۔ مگر ضرور ہوگا کہ اُنکی زندگی موت سے بدتر ہو جائیگی اور ان ظلم کا جو تم نے نفس پر اور نیز اُنپر کرو گی قیامت کے دن تمھین سے بازپرس ہوگی ۔

جوئنا ۔ نہین نہین یہ بات نہین ہی کیا مجھے جنون ہی جو ایسا کرونگی ۔

ربعیہ ۔ اچھا پھر اس قدر یاس اور نا امیدی کی کونسی وجہ ہے ؟

جوئنا ۔ ابھی نہین دو چار دن مین بتا دونگی (چونک کر) ربعہ اسنو تو سہی یہ غل کیسا ہو آئین یہ غلغلہ تو دم بدم زیادہ ہوتا جاتا ہی دونون اٹھکر کھڑکی کے قریب گئین اور کان لگا کر دیر تک اسی طرح دونون خاموش کھڑی سنتی رہین مگر کچھ سمجھ مین نہ آیا کہ کیا بات ہے ۔

یہ مکان جسکے بالائی کمرے مین جھروکے کے قریب جوسنا اور ربیعہ کھڑی ہوئی ہین دوسرے بالکل قلعے کی فصیل سے ملا ہوا معلوم ہوتا ہو مگر دراصل وہ اُس سے علٰحدہ ہو اور فصیل قلعہ اور مکان کے درمیان اتنا فاصلہ ہے کہ چار سوار برابر صف باندھے ہوے بآسانی اُس گلی سے گذر سکتے ہین۔ جوسنا کا کمرہ جسمین کئی کھڑکیان فصیل کیطرف لگی ہوئی ہین فصیل سے کسی قدر اونچا ہو اور غالباً یہ کمرہ اسقدر بلندی پر محض اسی وجہ سے بنایا گیا ہے کہ سرسبز پہاڑیون اور صحرا کا قدرتی دلکش منظر دیکھنے والے کے پیش نظر رہے اور اُسکی طبیعت کی شگفتگی اور دل کی تازگی بڑھائے۔ رات کا آخری حصہ ختم ہوچکا ہو اور باد سحر کے نرم نرم جھونکے ہری بھری پہاڑیون پر لوٹ رہے ہین۔ کبھی کبھی کسی طائر صبح خیز کے چہچہانیکی آواز بھی کان مین آجاتی ہے مگر اُس بموقع شور و غل نے اسوقت ایک عجیب قسم کی وحشت پیدا کردی ہے کہ یہ دونون حیرت زدہ عورتین ہمہ تن اُسی کی طرف متوجہ ہین اور فضائے عالم کی اس دلچسپی سے انکا دل مطلق متاثر نہین ہوتا۔ دونون کی یہ حالت ہو کہ بار بار جھروکے سے سر نکالکر جہانتک نگاہ کام کرتی ہو آنکھین پھاڑ پھاڑ کر دیکھتی ہین اور پھر متعجب ہو کر رہجاتی ہین۔ جب دیر تک کچھ حال معلوم نہ ہوا تو آخر جوسنا اور ربیعہ اکتا کر کھڑکی کے پاس سے ہٹ آئین اور آپس مین اسی شور و غل کے متعلق باتین کرنے لگین تھوڑی دیر کے بعد یکایک ظریفہ بدحواس ہانپتی ہوئی آئی جوسنا اور ربیعہ اُسکی یہ حالت دیکھکر اور بھی زیادہ گھبرا گئین کہ خدا جانے کیا خبر لائی ہے۔ اتنے مین ظریفہ قریب پہونچگئی اور بیساختہ اُسکی زبان سے یہ جملہ نکلا "حضور غضب ہوگیا"

جوسنا۔ (گھبرا کر) کیا کیا خیر تو ہے۔

ظریفہ۔ حضور یہی سامنے والی پہاڑی کے اسطرف رومی فوج آگئی۔

جوسنا۔ کیا یہ اسی کا شور و غل ہو۔

ظریفہ۔ جی ہان۔ پرسون طرسوس سے جو کئی سو سوار آئے تھے اور اُنکو قلعے کی حفاظت کے لیے باہر ہی ٹھہرا دیا گیا تھا وہی سوار رومی فوج کا راستہ روکے ہوے ہین۔ بڑے زور و شور سے لڑائی ہو رہی ہے۔

جوسنا۔ تمھین یہ کیونکر معلوم ہوا؟۔

ظریفہ۔ ابھی ابھی سردار عبد الملک نے اطلاع کے لیے ایک سوار کو بھیجا تھا اُسنے

سلیم (خواجہ سرا) سے یہ واقعہ بیان کیا اور سلیم نے مجھے حضور کے پاس اطلاع کے لیے بھیجا ہے۔

جوئنا۔ (ربیعہ سے) دیکھا اب تو سمجھین۔

ربیعہ پر اسوقت کچھ ایسی حیرت چھائی ہوئی تھی کہ اسکے جواب مین کچھ بھی اُسکے مُنہ سے نہ نکلا۔ پھر جوئنا نے ظریفہ سے کہا کہ تم ابھی جاؤ اور سلیم کو فوراً اپنے ساتھ ہی لیکر آؤ۔ ظریفہ یہ حکم سنتے ہی اُدھر روانہ ہوئی اور ادھر جوئنا پھر ربیعہ کی طرف مخاطب ہوکر کہنے لگی ربیعہ اُمتنے دیکھا مین اسی دن کو روتی تھی آخر وہی بات پیش آئی نا مین نہ کہتی تھی کہ اب حسن سے پھر ملنا مشکل ہے افسوس !!

ربیعہ۔ میری تو اسوقت عجیب حالت ہے کہ ایک تعجب کے دریا سے نکلتی ہون تو دوسرے حیرت کے سمندر مین غوطے کھانے لگتی ہون۔ کچھ عقل کام نہین کرتی کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ رومیون کا یہان آنا گو تعجب سے خالی نہین مگر خیر پھر بھی چندان بعید از قیاس نہین ہے۔ کیونکہ جسطرح زبطرہ۔ ملیطہ پر انھون نے فوج کشی کی اسی طرح ہارونیہ پر بھی چڑھ آسکتے لیکن یہ البتہ حیرت کا مقام ہے کہ آپ کو پہلے ہی سے یہ واقعہ کیونکر معلوم ہوگیا تھا اور آپنے کس طرح قطعی حکم لگا دیا تھا کہ ضرور یہ امر شدنی ہے۔

جوئنا۔ جلدی نکرو اسی طرح رفتہ رفتہ سب کچھ تمہین معلوم ہو جائیگا۔

ربیعہ۔ خیر اسوقت زیادہ اصرار کا موقع نہین ورنہ مین ضرور اس عجیب و غریب راز کو آپ سے پوچھتی۔

جوئنا۔ کیون ربیعہ بھلا اب کیا ہوگا۔

ربیعہ۔ (سر جھکا کر) جو خدا کو منظور ہو۔

جوئنا۔ افسوس کیا اب ہارونیہ بھی زبطرہ کیطرح تہ و بالا کیا جائیگا۔ افسوس ہزارون مسلمان جنھون نے مجھپر بڑے بڑے احسان کیے ہین مفت تہ تیغ کیے جائینگے۔

ربیعہ۔ خدا کی مرضی۔ جو اسکی مصلحت اور مشیت ہو وہی اُسکے بندون کے حق مین بہتر ہے۔

جوئنا۔ بیشک بڑی مصیبت اور آفت کا سامنا ہوا۔

ربیعہ۔ آپ اسقدر کیون پریشان ہوتی ہین اول تو ابھی ہی کیا معلوم ہے کہ اس جنگ کا نتیجہ کیا ہو دوسرے مسلمانون کی فتح ہو یا شکست دونون حالتون مین آپ کو کوئی ضرر

اور نقصان نہ پہونچے گا۔

جونسنا۔ یہ کیون۔

ربیعہ۔ اسلیے کہ اگر رومی فوج فتحیاب ہوئی اور قلعہ اُنکے قبضے مین آگیا تو گویا آپ اپنی قوم سے ملین اور اونکا بھی دلی مقصد حاصل ہوا اور اگر مسلمانون نے انھین زیر کرکے ہٹا دیا تو آپ پھر بھی بدستور اسی ناز و نعمت مین رہینگی جو اسوقت آپ کے لیے مہیا ہے اور آیندہ انشاء اللہ اس سے بڑھکر اُمید عیش و راحت ہے۔

جونسنا۔ اگر یہی بات ہے تو ہر حال مین تم بھی میرے ساتھ ہو۔ جو میرا حال ہوگا وہی تمہارا بھی ہوگا۔ جیتے جی تو مین تمھین اپنے سے جدا ہونے نہ دونگی۔

ربیعہ۔ ہان یہ مین کب کہتی ہون کہ مین آپکے ساتھ نہ ہونگی مینے تو آپ کے اطمینان کے لیے ایک بات کہی تھی کہ آپ کو زیادہ پریشان نہ ہونا چاہیے۔

جونسنا۔ آہ میری بڑی پریشانی کو نہ پوچھو مین نہین بتا سکتی کہ میری جان کس الجھن مین ہے۔ یہ دونون طرف سے میرے ہی دل پر وار چل رہے ہین۔ اُدھر خود میری قوم ہے اور ادھر وہ مسلمان جنکے بار احسان سے مین سر نہین اُٹھا سکتی۔

راوی۔ جی نہین مسلمانون کے احسان کی قدر تو خیر جیسے آپ کرتین کرتین مگر یہ سب ... کی پیاری صورت کا کرشمہ ہے۔

ابھی یہان یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ وہ بانی فساد بی ظریفہ سلیم کے ساتھ لیے ہوے آ پہونچین اور جونسنا کے اشارے سے اُسکے سامنے دونون فرش پر بیٹھ گئے چونکہ سلیم جونسنا کی زبان نہین سمجھتا تھا اسلیے جونسنا نے ربیعہ کو اپنا ترجمان بنایا اور ربیعہ کے ذریعہ سے اُن دونون مین اسطرح گفتگو شروع ہوئی۔

جونسنا۔ کیون سلیم کچھ معلوم ہوا کہ رومیون کی فوج کتنی ہے اور کون اُنکا افسر ہے؟

سلیم۔ ابھی یہ کچھ نہین معلوم ہوا کہ اُنکا افسر کون ہے اور نہ ابھی کچھ ٹھیک اندازہ اُنکی تعداد کا ہوا ہے کیونکہ ابھی وہ سب اسی سامنے والی پہاڑی کے اُدھر ہین اور عین گھاٹی کے دہانے ہمارے سوارون سے لڑائی ہو رہی ہے۔ ذرا دن نکلے تو پھر سب مفصل حال معلوم ہو جائیگا مگر سوار جو اطلاع کے لیے آیا تھا وہ کہتا تھا کہ قرینے سے معلوم ہوتا ہے کہ رومی فوج بہت زیادہ ہے اور اسطرف سے بڑے پرجوش حملے ہو رہے ہین غنیمت ہے کہ راستہ بہت تنگ ہے

اور گھاٹی کے اس سرے پر ہمارے چار سو سوار نہایت دلیری سے اُنکی پیشقدمی کو روک رہے ہین۔

جوئنا۔ اسوقت اس قلعے مین کتنی فوج ہوگی؟

سلیم۔ علاوہ اُن چار سو سوارون کے جو اسوقت معرکۂ جنگ مین ہین دو ہزار پیادہ و سوار اور قلعے مین موجود ہین جنکی نسبت معلوم ہوا ہے کہ بڑی سرگرمی سے لڑائی کے لیے تیار ہو رہے ہین۔

جوئنا۔ کچھ معلوم ہوا ہے کہ یہان کی فوج قلعہ بند ہو کر لڑیگی یا میدان مین نکلکر۔

سلیم۔ نہین ابھی تو اسکے متعلق کچھ نہین معلوم ہوا لیکن جہان تک مین خیال کرتا ہون ہماری فوج قلعہ بند ہو کر لڑنا ہرگز نہ پسند کریگی۔ کیونکہ یہ میدان جسکے وسط مین یہ قلعہ واقع ہی چارون طرف سے مسلسل اونچی اونچی پہاڑیون سے گھرا ہوا ہے اور صرف ایک ہی راستہ اس قدرتی قلعے کے اندر آنے کا ہی جہان اسوقت لڑائی ہو رہی ہی۔ اس صورت مین ہماری فوج کا ہیکو ایسے موقع سے ہٹ کر حریف کو اندر آنے دیگی۔ میرے نزدیک تو اُسی موقع پر لڑائی قائم رہیگی کیونکہ اُسجگہ دشمن بالکل بے قابو ہی اور اپنی پوری قوت کسی طرح کام مین نہین لا سکتا۔

جوئنا۔ تمہارے بیان سے تو یہ معلوم ہوتا ہی کہ نہایت قابل اطمینان حالت ہی اور رومی فوج اس قلعے کو کوئی نقصان نہین پہونچا سکتی۔

سلیم۔ بیشک انشاء اللہ آپ دیکھ لیجیے گا کہ چند ہی روز مین رومی فوج اسی طرح ٹکرا کر انجام کار ناکامی کے ساتھ واپس جائیگی۔ سچ پوچھیے تو خدا کو کچھ بہتر ہی کرنا منظور تھا کہ پرسون جو سوار طرسوس سے یہان آئے اُنکو سردار عبد الملک نے حفاظت کیلیے قلعے کے باہر ہی ٹھہرا دیا اسوقت اُنکا وہان موجود ہونا بڑے کام آیا صرف چار سو سوار ہزارون کو روکے ہوے ہین۔ ایک قدم آگے بڑھنے نہین دیتے ورنہ اسمین شک نہ تھا کہ رومی فوج اسوقت فصیل کے نیچے آگئی ہوتی اور پھر خواہ مخواہ ہمین محصور ہو کر لڑنا پڑتا۔

جوئنا۔ اچھا تم اب جاؤ مگر اسیوقت تم خود جا کر میری طرف سے سردار عبد الملک سے کہو کہ مہربانی سے آپ اتنی تکلیف گوارا کیجیے کہ دن بھر مین دو تین مرتبہ مجھے لڑائی کی مفصل کیفیت سے آگاہ کرتے رہیے۔

ربیعہ۔ اور ہان سلیم آتا ہو تو کہدینا کہ اگر ہوسکے تو کسی طرح طرسوس تک اس خبر کو پہونچادین۔ ہماری فوج بہت تھوڑی ہے۔ وہان سے انشاءاللہ بہت جلد کافی مدد پہونچ جائیگی۔
سلیم۔ میرے نزدیک تو اب یہ ممکن نہین۔ چارون طرف رومی فوج پھیلی ہوئی ہوگی۔
ربیعہ۔ اچھا تم کہہ تو دینا شاید وہ کوئی راہ نکالین۔
جوہنا۔ اُنھین ان باتون کا خود خیال ہوگا تا بمقدور کیا وہ کوئی تدبیر اُٹھا رکھین گے ہمین تمھین ان باتون مین دخل نہ دینا چاہیے۔ سلیم! تم اور کچھ نہ کہنا شاید وہ اپنے دلمین ناراض ہون اور کہین کہ خوب ناقص العقل عورتین بھی ہماری معاملات مین دخل درمعقولات دینے لگین۔
سلیم۔ گو اُنکا مزاج ایسا نہین کہ ذراسی بات مین خفا اور ناراض ہون مگر پھر بھی اسکے کہنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ بہتر ہے مین اور کچھ نہ کہونگا بقول حضور کے وہ خود جہان تک اُنسے ہوسکے گا کوئی تدبیر اُٹھا نہ رکھین گے۔

یہ کہکر سلیم نے سلام کیا اور رخصت ہوا۔

اسوقت آفتاب طلوع ہوچکا ہے اور اُسکی زرین شعاعین افق مشرقی کو روشن کرکے اُن سرسبز درختون پر مینا کاری کررہی ہین جنکی شاخون پر صبح وشام کوہستانی طیور بیٹھکر نغمہ سنجی کیا کرتے ہین۔ قلعۂ ہارونیہ کے گرد کی وہ پہاڑیان جو ابھی دو تین گھنٹے پیشتر اپنے مہیب منظر سے جوہنا کے دل پر خوفناک اثر ڈال رہی تھین اب اُنپر سورج کی کرنون نے طلائی ملمع کرکے سونے کا ڈلا بنادیا ہے۔ جابجا سبزۂ خودرو پر شبنم کے قطرے موتیونکی طرح چمک رہے ہین۔ آفتاب کے نکلتے ہی قلعۂ ہارونیہ کا بھی دروازہ کھلا۔ سوارون اور پیدلون کے غول قلعے سے نکلکر سامنے والے وسیع میدان مین جمع ہوے جب تقریباً ہزار بارہ سو سوار اور پیدل اس میدان مین جمع ہوچلے تو سب ایک ساتھ اُس گھاٹی کیطرف بڑھے جہان اسوقت رومیون سے جنگ ہورہی تھی۔ عبدالملک بحیثیت ایک افسر اعلیٰ کے خود بھی اس فوج کے ساتھ ہے۔ اب یہ فوج معرکۂ جنگ کے قریب پہونچگئی اور عبدالملک کے ہمراہی سوارون کی پہلی صف طرسوس کے سوارونسے جاکر ملگئی۔ تین چار گھنٹے سے پیدل سوار رومیونکے مسلسل حملون کا جواب دے رہے تھے اور اگرچہ اسوقت تک دشمن ہی کی فوج کو زیادہ نقصان پہونچا تھا اور مسلمان سوا

بہت کم ضائع ہوے تھے لیکن یہ بات ضرور تھی کہ اب وہ تھک چکے تھے اور رومیون کے پے درپے حملونکو بڑی مشکل اور جانکنی سے روکتے تھے عبدالملک نے پہونچتے ہی نہایت اظہار مسرت کے ساتھ اونکی جانفروشی کی داد دی اور پھر اپنے ساتھ والے سوارون کو آگے بڑھنے کا حکم دیا اور طرسوس کے سوارون سے کہا کہ تم بتدریج اپنی جگہ ان نئے سوارون کو قائم کرکے ایک طرف ہٹ جاؤ اور ذرا دم لیلو۔ اشارے کی دیر تھی جو سوار قلعے سے آئے تھے آناًفاناً مین وہ آگے بڑھ کے رومیون پر تیر برسانے لگے اور طرسوس کے سوار میدان جنگ کو اُنھین سپرد کرکے سرخروئی کے ساتھ داہنی طرف ہٹ کر تھوڑے فاصلے پر جا کھڑے ہوے لیکن پھر کچھ سوچکر عبدالملک نے انکو حکم دیا کہ قلعے مین جا کر کمر کھولین اور جب تک کوئی دوسرا حکم اُنکی نسبت نہ دیا جاے وہین رہین۔ یہ حکم سنکر وہ سب تو ادھر روانہ ہوے اور یہان عبدالملک نے گھاٹی پر صرف تین سو سوارونکو رومیونکے مقابلے کے لیے قائم کرکے باقی اور فوج کو جابجا پہاڑیون کے نیچے اُن مقامات پر قائم کیا جہان یہ احتمال تھا کہ شاید اُدھر سے رومی فوج اوپر چڑھ آئے اور پھر بہت سے مشاق تیراندازون کو حکم دیا کہ اُنھین پہاڑیون پر چڑھکر ہوشیاری کے ساتھ دیکھتے رہین کہ اگر رومی فوج کسی طرف سے اوپر چڑھنے کا قصد کرے تو فوراً اپنی فوج کو اطلاع دین کہ وہ موقع پر پہونچکر رومیون کو پسپا کرے اس انتظام سے فرصت پاکر عبدالملک خود موقع جنگ پر آموجود ہوا اور بڑی خوش اسلوبی سے اُسنے فوج کو لڑانا شروع کیا۔ دوپہر تک نہایت شد و مد سے یکسان جنگ قائم رہی چونکہ رومی بالکل بے قابو تھے اور مسلمان سوار اُنکو اتنا موقع ہی نہ دیتے تھے کہ بیچارے گھاٹی سے نکل کے میدان مین آئین اور دل کھولکر اپنا حوصلۂ جنگ نکالین اسلیے اُنکے متواتر حملون کا نتیجہ یہی ہوتا تھا کہ ہر دفعہ سخت نقصان اُٹھاتے تھے سب مسلمانون کو حیرت تھی کہ اس مرتبہ رومیون کے دلون مین کس قسم کا جوش بھرا ہوا ہے کہ باوجود متواتر زک اُٹھانے کے پھر بھی بدستور حملون کا سلسلہ قائم ہے۔ ٹھیک دوپہر تک عبدالملک نے اپنے اُنھین سوارون سے کام لیا اور رومیون کو خوب زک پر زک دی لیکن دوپہر ڈھلنے پر اوسنے پھر اُسی پہلے انتظام کے موافق انکو بھی بدل دیا اور انکی جگہ اور نئے تازہ دم سوارون کو قائم کردیا۔ شروع جنگ سے اسوقت تک برابر نقصان اُٹھاتے اُٹھاتے رومیون کے دل ٹوٹ گئے تھے اور اُنکے حملون کا وہ پُرجوش سلسلہ قائم نہ رہا تھا لیکن

پھر بھی شام تک اُنکی طرف سے کچھ نہ کچھ کوشش ہوتی رہی۔ قریب شام کے یکایک عبدالملک نے اپنے سوارونکو حکم دیا کہ رومیونکو ذرا آگے بڑھنے کا موقع دین چنانچہ مسلمان آہستہ آہستہ چند قدم پیچھے ہٹے۔ رومی سوار جو ہمیں ہار چکے تھے اور خود ہٹ جانے پر آمادہ تھے مسلمانونکی یہ حالت دیکھکر دلیر ہوگئے اور یورش کرکے آگے بڑھ آئے۔ عبدالملک نے مسلمان سوارونکو اشارہ کیا کہ ابھی اسی طرح پیچھے ہٹتے جاؤ اور رومیون کو آگے بڑھ آنے دو تقریباً پچاس ساٹھ سوار رومیون کے گھاٹی سے ادھر کسیقدر فاصلے پر نکل آئے تو عبدالملک نے بڑی تیزی سے بائین طرف سے اپنے سوارون کو آگے بڑھا کر گھاٹی کو روک لیا اور جو سوار آگے بڑھ آئے تھے انھین محصور کرلیا۔ مسلمان سوارون کا پرا ایک فولادی دیوار کی طرح رومی فوج اور ان سوارون کے درمیان حائل ہوگیا۔ اب یہ رومی سوار بالکل مسلمانونکے بیچ مین گھر گئے انھون نے لاکھ کوشش کی کہ کسی طرح پھر اپنی فوج سے جاملین مگر کسی طرح کامیاب نہ ہوے۔ رومی چونکہ دیر سے برداشتہ خاطر تھے اور وہ خود ہی لڑائی کو بند کرنا چاہتے تھے اسلیے اسوقت اُنھون نے بھی کچھ زیادہ کوشش نہ کی کہ اپنے سوارون کو مدد دیتے یا اُنکو موقع ہی نہ ملا۔ بہرکیف عبدالملک کی یہ تدبیر چل گئی اور جو اُسکی غرض تھی وہ حاصل ہوگئی یعنے ان مین سے بہت سے سوار زندہ گرفتار ہوگئے۔ آفتاب غروب ہوتے ہوتے رومیونکی طرف سے لڑائی بند کردی گئی۔ عبدالملک بھی فوراً اس موقع پر پانچسو تیرانداز ون کو حفاظت کے لیے مقرر کرکے خوش خوش قلعہ کی طرف روانہ ہوا اور قلعہ مین پہونچکر اُسنے سب سے پہلے یہ کام کیا کہ جو رومی سوار قید ہوے تھے اُنمین سے ایک کو اپنے سامنے طلب کیا اور جب وہ حاضر کیا گیا تو اُسے بہت کچھ تسلی و دلاسا دیکر پوچھا کہ تمھاری فوج مین اعلیٰ افسر کون ہے۔

سوار ۔ سیلیوس۔

عبدالملک ۔ کیا خود سیلیوس اس فوج کے ساتھ ہے جو ہم سے مقابلہ کررہی ہے۔

سوار ۔ جی ہان خود سیلیوس ہے اور بھی چند معزز افسر۔

عبدالملک ۔ تمھاری فوج جو اسوقت یہان موجود ہے کل کسقدر ہے۔

سوار ۔ سات ہزار سوار ہین اور یقین ہے کہ آجکل مین اور فوج بھی آتی ہوگی۔

عبدالملک ۔ تم کچھ بتا سکتے ہو کہ اس اہتمام سے خاص ہا رونیہ حملہ کرنیکی کیا وجہ ہے۔

سوار- ہان- جہانتک مجھے معلوم ہے اسکی خاص وجہ یہ ہے کہ ابھی چند روز کا عرصہ ہوا طرسوس
سے کسی مسلمان اعلیٰ افسر کی بی بی ہارونیہ آتی تھی اُسکے ساتھ بہت سے سوار اور ایک فوجی
افسر بھی تھا- راستے مین یہ سب لوگ ایک مسیحی خانقاہ مین شب کو مقیم ہوے مگر وہان اُن لوگون
نے یہ ظلم کیا کہ چلتے وقت تمام خانقاہ کو لوٹ لیا- ہماری مقدس کتابون کو جلاکر خاک کر ڈالا-
اور تین راہبون کو گرفتار کرکے اپنے ساتھ لے گئے-

عبد الملک (تعجب سے) مجھے ہرگز یقین نہین کہ مسلمانون نے کسی مسیحی خانقاہ مین ایسی
زیادتیان کی ہون- اور اگر ایسا ہوتا تو کیا مجھے اسکی خبر نہ ہوتی-

سوار- ہان شاید آپکو نہ معلوم ہو مگر مینے جو آپ سے بیان کیا وہ صحیح ہے-

عبد الملک- نہین ایسا تو ہرگز نہین ہوسکتا کہ مسلمانون نے بدنیتی سے خانقاہ کو
لوٹ لیا ہو یا فضول یہ حرکت کی ہو کہ تمہاری مذہبی کتابون کو جلا دیا ہو- اسی طرح یہ بھی سمجھ مین
نہین آتا کہ آخر بلا وجہ غریب راہب کیون ستائے جاتے-

سوار- غالباً آپ سے اُن شریر لوگون نے اس واقعے کو چھپایا ہوگا-

عبد الملک- نہین مین ہرگز اس بات کو پسند نہ کرونگا کہ کسی قوم کے متبرک مقام کی
خواہ مخواہ اہانت کیجائے اور تارک الدنیا اشخاص پر ایسا ظلم ہو- مین کل صبح سب کامون سے
پیشتر اسی معاملے کی تحقیقات کرونگا مگر ہان یہ تو بتاؤ کہ آخر تمکو یہ واقعہ کیونکر معلوم ہوا-

سوار- اُس خانقاہ مین چار راہب تھے اُن مین سے تین راہبون کو تو مسلمانون نے
قید کر لیا مگر ایک راہب کسی طرح وہان سے اپنی جان بچاکر بھاگ نکلا تھا اُسی نے
جاکر ہمارے لشکر مین فریاد کی-

عبد الملک- عجیب واقعہ ہے بالکل سمجھ مین نہین آتا- اچھا یہ تو بتاؤ کہ وہ راہب
اب بھی تمہاری فوج کے ساتھ ہے؟-

سوار- نہین کیمپ سے ایک منزل تک تو ہمارے ساتھ ضرور آیا تھا- مگر پھر اجازت
لیکر شاید اپنی خانقاہ کیطرف یا اور کہین چلا گیا مین ٹھیک نہین بتا سکتا کہ کدھر گیا-

اس گفتگو کے بعد عبد الملک نے اوس رومی سوار کو پھر وہین بھیجدیا جہان کہ وہ سب
لوگ نظر بند تھے اور محافظون کو تاکید کردی کہ سب کو آرام و آسائش سے رکھین پھر عبد الملک
اپنے دل مین خیال کرنے لگا کہ دیکھیے عورتونکی رائے پر چلنا کسقدر برا ہے مینے بڑی غلطی کی

کہ ایک عورت کے کہنے پر بے سمجھے بوجھے عمل کیا۔ اُسدن کو یرمین ناحق راہبون سے تعرض
کیا گیا اب اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ہزار دن مسلمانونکی جانین تہلکے مین پڑگئی ہین چارون طرف رومی
فوج گھیرے ہوے ہے اور مذہبی جوش ابھار ابھار کر اُنکو ہمسے لڑا رہا ہے ایک ذراسی
بات پر یہ فتنہ و فساد برپا ہوگیا۔ اس جنگ اور خونریزی کا خدا جانے آئندہ کیا نتیجہ ہو۔
درحقیقت اس معاملے مین بالکل ہمارا ہی قصور ہے۔ ہمکو ہرگز نہ چاہیے تھا کہ فضول اپنی طرف سے
ایک بات پیدا کرتے۔ راہبون کی کیا خطا تھی کہ ہمنے اُنھین قید کیا۔ خیر اب یہی بہتر ہے کہ
ان راہبون کو سیلوس کے حوالے کردین اور خانقاہ کے لوٹنے کا جھوٹا الزام بھی
اپنے سر دھرین اور کچھ تاوان دیکر اس بلا کو یہان سے ٹالین۔ بیشک یہی کرنا چاہیے یقین
ہے کہ اس معاملے پر سیلیوس بھی رضامند ہو جائیگا کیونکہ آج اسکی فوج ناکامی کے ساتھ
واپس گئی ہے غالبًا اُسکا جوش کچھ نہ کچھ فرد ہو گیا ہوگا۔ اچھا یہ سب تو ہوگا مگر اب سیلیوس
کے پاس کسکو بھیجنا چاہیے یہ خیال کرکے اوسنے سربرآوردہ فوجی اشخاص مین سے ایک
ایک پر اپنے ذہن مین غور کیا کہ کون اس کام کے لیے زیادہ موزون ہے چنانچہ اُسنے چند
لائق شخصون کو اس سفارت کے لیے منتخب کیا لیکن پھر خود بخود اُسکا یہ خیال بدل گیا
اور یہ ذہن مین آیا کہ لاؤ اُسی رومی سوار کو جس سے ابھی باتین ہورہی تھین نہ بھیجین۔
ضرورت ہو کہ کسی مسلمان کو خطرے مین ڈالین۔ اگر جنگ قائم ہی ہو ممکن ہے کہ سیلیوس
ہماری بات کو منظور نہ کرے اور ہمارے ایلچی کو بھی قید کرلے۔ یہ خیال ذہن مین آتے
ہی عبد الملک نے اُسی رومی سوار کے بھیجنے کی نسبت اپنی مستقل رائے قائم کرلی لیکن
چونکہ اُس نے خانقاہ کے واقعے سے ابھی ابھی اپنی لاعلمی ظاہر کر چکا تھا اسلیے اسیوقت
اپنا قصد ظاہر کرنا مناسب نہ سمجھا اور دوسرے دن صبح پر اُٹھا رکھا۔ اسکے بعد عبد الملک
دوسرے انتظامات مین مصروف ہوگیا اور چونکہ اُسنے اپنے ذہن مین اب وہی منصوبہ
قائم کرلیا تھا اسلیے بہت جلد سب ضروری اور معمولی انتظامون سے فرصت کرکے
اپنی خوابگاہ مین چلا گیا۔ دن بھر کا تھکا ہوا اور خستہ تھا اور اُسکے خیال کے موافق اب
کسی قدر اطمینان بھی ہوگیا تھا کہ غالبًا سیلیوس صلح پر رضامند ہو جائیگا اسلیے وہ آرام
سے سو رہا۔ صبح کو بہت سویرے اُٹھا اور اول وقت نماز صبح پڑھ کے اوس رومی سوار
کو پھر طلب کیا اور جب وہ حاضر ہوا تو اُس سے کہا کہ رات کو تمہارے جانیکے بعد خانقاہ کے

واقعے کے متعلق تحقیقات کی گئی تو معلوم ہوا کہ دراصل واقعہ یہ ہے کہ ایک رات کچھ مسلمان اُس خانقاہ مین ٹھہرے تھے۔ اُنکا قصد کسی قسم کے شروفساد برپا کرنے کا نہ تھا مگر وہان کے راہبون نے خود اپنی جانب سے جھگڑا پیدا کیا اور اسپر مسلمانون نے اُنھین مغلوب کر کے قید کر لیا اور اپنے ساتھ یہان لے آئے۔ بہرکیف جو ہوا وہ ہوا اب مین اُن تینون راہبون کو تمہارے سپرد کیے دیتا ہون۔ تم اُنھین لیجاؤ کیونکہ تمہارے افسر کا اصلی مقصود شاید یہی ہوگا۔ اسکے بعد تم لوگون کو اختیار ہے خواہ بدستور ہمارے ساتھ جنگ قائم رکھو خواہ واپس چلے چلو۔

سوار (خوش ہوکر) ہم دل و جان سے ہمیشہ آپ کے اس احسان کے شکرگذار رہین گے اور دعائین دینگے اور یقین ہے کہ ہمارے معزز افسر بھی آپ کے اس حسن و سلوک سے بہت ہی خوش ہونگے۔ فی الحقیقت اُنکی یہی غرض تھی راہبونکی رہائی کے بعد اُنکو واپس جانے مین کوئی عذر نہوگا۔

عبدالملک۔ خیر مجھے اسکی کچھ پروا نہین اگر رومی مجھسے لڑینگے تو انشاءاللہ کل کی طرح آج بھی اُنھین نقصان اُٹھانا پڑیگا اور بالآخر یہی نتیجہ ہوگا کہ چند روز اسی طرح پہاڑون سے سر ٹکرا ٹکرا کر واپس چلے جائینگے۔ مینے احتیاطاً حاکم طرسوس کو بھی لکھا ہے۔ وہان سے بھی ہمارے کمک کو فوج آتی ہی ہوگی۔

سوار۔ نہین نہین اب ہمسے اور آپ سے کوئی پرخاش کی وجہ نہین ہے مین آپ کو یقین دلاتا ہون کہ ہمارے معزز افسر اب بلا تامل جنگ کو ختم کر کے اپنے کیمپ کی طرف چلے جائینگے۔

عبدالملک (اپنے ایک خادم کیطرف دیکھکر) جاؤ فوراً اُن تینون راہبون اور اُن سب سوارون کو جو کل قید ہوے تھے اپنے ساتھ لے آؤ۔ یہ حکم سنتے ہی خادم روانہ ہوا اور تھوڑی دیر کے بعد یہ سب قیدی عبدالملک کے سامنے لاکر حاضر کیے گئے۔ عبدالملک کے اشارے سے اُس رومی سوار نے جو پہلے سے یہان حاضر تھا اُن سب کو رہائی کی خوشخبری سُنائی اسپر مرشین نے سب سے آگے بڑھکر اظہار عاجزی کے ساتھ عبدالملک کا شکریہ ادا کیا۔ عبدالملک اُن سب کو اپنے ساتھ لیے ہوے قلعے سے باہر آیا اور مرشین سے باتین کرتا ہوا اُس گھاٹی کے سامنے جہان کل دن بھر معرکۂ جنگ گرم رہا تھا آکر ٹھہر گیا

پھر ہر ایک رومی سے مصافحہ کر کے سب کو رخصت کیا سب رومیون نے ملکر خوشی کا
نعرہ بلند کیا اور عبدالملک کو دعائین دیتے ہوے روانہ ہوے۔ ابھی آفتاب طلوع
ہو کر پہاڑیون کی آڑہی مین تھا اور جنگ کے شروع ہونے کے بھی کچھ آثار ظاہر
نہین ہوے تھے کہ یہ رہائی یافتہ گروہ گھاٹی سے گذر کر اپنے کیمپ کے قریب پہونچگیا
طلایہ کے سوارون نے جو ہین ان سبکو آتے دیکھا بے تحاشا دوڑ کر ایک ایک سے
بغلگیر ہوے اور خوشی کے نعرے بلند کرتے ہوے کیمپ مین داخل ہوے سیلیوس
اسوقت اپنے خیمے مین کل کی ناکامی پر متاسف اور آجکی فکر مین مشوش بیٹھا ہوا تھا
کہ یکایک ایک فوجی افسر نے آکر سلام کیا اور کہا۔ حضور مبارک ہو۔

سیلیوس۔ (متعجب ہوکر) مبارکباد کیسی۔

افسر۔ حضور خداوند کا شکر ہے کہ آج خود بخود مسلمانون نے مرشین اور فلیپ اور ان
سوارون کو جو کل قید ہو گئے تھے رہا کر دیا اور وہ سب کے سب لشکر مین آگئے۔

سیلیوس۔ (کرسی سے اٹھکر) آہین کیا تم واقعی یہ سچی خبر لائے ہو؟۔ مرشین اور
فلیپ پھر زندہ سلامت مجھ سے ملین گے؟۔

سیلیوس یہ کہتا ہوا بیقراری سے خیمے کے باہر نکل آیا۔ ناگہان سامنے سے مرشین
اور فلیپ آتے ہوے نظر پڑے۔ ادھر سے یہ اونکی طرف بڑھا اور اودھر سے وہ دونون
لپکے قریب پہونچکر سیلیوس نے اپنے دونون ہاتھ پھیلا دیے مگر تعظیم اور ادب کے
خیال سے مرشین اور فلیپ اسکے سامنے زمین پر گھٹنے ٹیک کر کھڑے ہو گئے سیلیوس
نے جھک کر دونون کے سرون کو سینے سے لگایا اور فرط مسرت سے چہرے پر رونق
آگئی پھر خوش خوش دونون کو ساتھ لیے ہوے اپنے خیمے مین آیا پہلے مین آیا پہلے انکو کرسیون
پر بیٹھایا پھر اپنے ہاتھ سے اپنی کرسی اُنکے قریب کھینچکر بیٹھ گیا اور بیساختہ پہلے جو جملہ
اُسکی زبان سے نکلا وہ یہ تھا۔ مرشین! کھو جوستا کا بھی کچھ حال معلوم ہوا وہ کہان
اور کس حالت مین ہے۔

مرشین۔ شاہزادی صاحبہ حضور کے اقبال سے ہر طرح راحت اور آرام سے
ہین انھین صرف حضور کی مفارقت کا البتہ رنج و قلق ہو اور کسی قسم کی تکلیف نہین اسی
قلعہ ہارونیہ مین ایک عمدہ اور مکلف مکان مین رہتی ہین۔ لونڈیان اور خواجہ سرا

خدمت مین ہین شاید مسلمانون کو معلوم ہوگیا ہی کہ وہ شاہزادی یا کسی مقتدر خاندان سے ہین اسلیے اُنکی عزت اور وقعت کے خیال سے بہت خاطرداری کیجاتی ہی۔

سلیوس ۔ شکر ہے کہ خداوند نے اُن ظالمون کے دلون کو اُس بیگناہ لڑکی کے لیے نرم کردیا۔ درحقیقت مسلمانون پر اندنون ہمارا خوف غالب ہی ہر موقع پر دب دب کر خوشامد کرتے ہین۔ جو ئنا کو بھی یقیناً اسی وجہ سے اس راحت و آسائش سے رکھا گیا ہی کہ کسی وقت مین شاید یہ مدارات ہمارے کام آئے۔

مرشین ۔ بیشک حضور کا یہ خیال بالکل صحیح ہے۔

فلیپ (مرشین سے) جی نہین۔

مرشین (جلدی سے) جی نہین کیا معنی فی الحقیقت یہی بات ہے تمنے دیکھا نہین مسلمان ہمارے ساتھ کیسی خاطر اور تواضع سے پیش آتے تھے۔

سلیوس ۔ نہین جو مین کہتا ہون اُسے سچ سمجھو۔ یہ قوم بڑی خود غرض اور اپنے مطلب کی آشنا ہے۔

فلیپ پھر کچھ بولنا چاہتا تھا مگر مرشین نے پھر کلام مین سبقت کی اور خانقاہ کا قصہ چھیڑ دیا اور سارا ماجرا من و عن بیان کیا۔

سیلیوس (متعجب ہوکر) آخر تمپر بدگمان ہونے کی کیا وجہ ہوئی اور مسلمانون نے تمکو کیون قید کرنا چاہا۔

مرشین ۔ بظاہر تو کوئی بات معلوم نہین ہوئی احتمال ہی کہ شاید اُس لونڈی نے جسکو مینے خط لکھکر دیا تھا یہ راز ظاہر کردیا ہو۔

فلیپ ۔ نہین یہ نہین ہوا اگر ایسا ہوتا اور وہ خط مسلمانون کے ہاتھ مین پڑگیا ہوتا تو ہمکو زندہ نہ چھوڑتے

مرشین ۔ ہان یہ بھی ٹھیک ہی کیونکہ ابھی تو مجھے اسی مین شک ہے کہ واقعی مسلمان ہماری طرف سے بدگمان ہوگئے تھے یا کیا بات تھی۔ اُنھون نے ہمکو گرفتار کرنے اور ہمسے لڑنے کا قصد ہرگز نہین ظاہر کیا تھا بلکہ خود ہماری جانب سے جنگ کی ابتدا ہوئی اسپر مجبوری اُنکو ہمسے لڑنا پڑا۔

سلیوس ۔ خیر جو ہوا اچھا ہوا۔ تمکو خداوند نے دشمنونکے ظلم سے نجات دی ورنہ

سچ پوچھو تو بیطرح پھنس گئے تھے مگر مرشین! یہ تو کہو کہ جوئنا بھی کسی طرح اونکے دست ظلم سے رہائی پا سکتی ہے۔

مرشین۔ سخت مشکل ہو کہ یہ قلعہ نہایت محفوظ مقام مین واقع ہی۔ ہم اپنی کوششونکو قرار واقعی کام مین نہین لا سکتے۔ علاوہ اسکے یہان زیادہ ٹھہرنیکا موقع بھی نہین ہی کیونکہ مسلمانون کے اور قلعے قریب قریب ہین اور اب اس نواح مین اونکی فوجین بھی جمع ہونا شروع ہو گئی ہین۔

سلیوکس۔ کچھ ہو مگر یہ خوب سمجھ لو کہ بغیر جوئنا کے اب میری زندگی دشوار ہی۔ آہ کیا اب یہ بھی ہوگا کہ میری آنکھون کے سامنے میری پیاری بیٹی جوئنا قید مین پڑی رہے اور مین اوسکی مدد نہ کرون۔

مرشین۔ بھلا یہ کب ہو سکتا ہی۔ حضور مطمئن رہین اور خداوند کے مبارک نام پر بھروسہ رکھین۔ مین کامیابی سے مایوس نہین ہون۔ مینے ایک تدبیر سوچی ہی یقین تو ہی کہ ضرور وہ چل جائیگی اور ہمارا مقصود حاصل ہو جائیگا۔

سلیوکس۔ ہان بتاؤ تو سہی وہ کیا تدبیر ہے۔ اب تو تم اس قلعہ کے پورے حال اور مسلمانون کی قوت اور تعداد فوج سے بخوبی واقف ہو گئے ہو گے۔

مرشین۔ یہ تو حضور نے کل خود ملاحظہ ہی کر لیا کہ اسطرح باقاعدہ لڑنے مین نقصان ہی نقصان ہی۔ مسلمانون ہماری فوج کو گھاٹی سے ادھر بڑھنے ہی نہین دیتے اور بجز ایک راستے کے اور کوئی راستہ بظاہر معلوم نہین ہوتا اسلیے مینے یہ تجویز کی ہے کہ آج مسلمانون کو دھوکا دینے کا بہت اچھا موقع ہی وہ ضرور فریب مین آجائینگے اونکو یہی معلوم ہے کہ راہبونکو قید سے چھڑانا اور خانقاہ مین مسلمانون نے جو زیادتیان کی تھین اونکا بدلا لینا حضور کی فوجکشی کا اصلی مقصد ہی۔ اب آپ کسی کو بھیجکر اونسے بظاہر صلح کر لیجیے اور تمام لشکر کو یہان سے ہٹا کر لے چلیے اور آہستہ آہستہ شام تک دو چار میل چلکر پھر رات ہوتے ہی اچانک یہان پہونچکر دھاوا کر دیجیے اگر گھاٹی پر کوئی روک ٹوک نہ ہوئی تو بہت ہی اچھا ہوگا ورنہ دوسری تدبیر یہ ہی کہ ادھر گھاٹی پر جنگ قائم ہونے سے تمام مسلمان اسطرف متوجہ ہو جائینگے اور دوسری طرف ایک پہاڑی پر سے جو قلعہ کی شرقی جانب ہی ایک ہزار جنگ آزما سپاہی ہونکو لیکر مین اسطرف اتر جاؤنگا۔ مین معلوم کر چکا ہون کہ اگر سوا گھاٹی کے ادھر جانے کا کوئی

راستہ ہوسکتا ہے تو ایک وہی پہاڑی ہی قلعہ مین مسلمانون کی اتنی فوج نہین ہی کہ وہ دو طرف جنگ مین کامیابی کے ساتھ مقابلہ کرسکے مجھے کامل یقین ہی کہ مین بآسانی قلعہ مین پہونچ جاؤنگا اور شاہزادی صاحبہ کو قید سے چھڑا لاؤنگا۔ بس ہمارا اصل مقصد یہی ہی۔ کچھ قلعہ فتح کرنا تو منظور ہی نہین جس سے خواہ مخواہ زیادہ جنگ کو طول دینا پڑے۔

سلیوکس - بہت ہی عمدہ تدبیر ہی۔ ابتو میرے نزدیک اس سے بہتر اور کوئی تدبیر ہو ہی نہین سکتی۔

فلیپ - بیشک اسوقت آپنے خوب بات نکالی۔ ضرور اس تدبیر سے ہم کامیاب ہونگے۔ پس اگر دقت ہی تو اتنی ہے کہ رات کے وقت تاریکی مین اُس پہاڑی پر سے ایک ہزار سپاہیون کو لیجانے مین سخت سے سخت زحمتون کا سامنا کرنا پڑیگا۔

مرشین - پھر جو ہوا ابتو اس کام کا انجام دینا فرض ہی۔

سلیوکس - مجھے سخت افسوس ہے کہ تم دونون نے میرے لیے کیسی کیسی تکلیفین اور اذیتین برداشت کین اور آج ظالمون کی قید سے چھوٹ کر مجھ سے ملے تو یہ بھی نہ ہوا کہ دو چار روز آرام سے بسر کرتے پھر میرے لیے سخت سے سخت زحمت اور تکلیف اُٹھانیکے لیے تیار ہونا پڑا۔

مرشین - حضور اس بات کا مطلق خیال نہ فرمائین خادمونکو اپنے آقا کی خدمت ہی مین راحت ملتی ہی اور سچ تو یہ ہی کہ جب تک شاہزادی صاحبہ یہان آکر حضور سے ملینگی ہمارے لیے ہزار راحت و آرام کا سامان ہو سب خاک ہی۔

سلیوکس - بیشک تم دونون مجسم اخلاق و محبت ہو۔ تمہاری صحبت سے میرے دلکو ڈھارس ہوتی ہی اور پیاری جونا کے ملنے کی آس بندھی ہے۔ خداوند تمہارا حافظ و نگہبان رہے اب جسقدر جلد ہوسکے اس کارروائی کے متعلق انتظام شروع کردیجیے تو کسی ہوشیار سوار یا افسر کی معرفت مسلمانون کے پاس شکرگذاری کے ساتھ صلح کا پیام بھیجدو اور پھر فوج کو یہان سے ہٹا لے چلو۔

مرشین اور فلیپ یہ سنتے ہی سلام کرکے رخصت ہوے اور پھر اُنھون نے ایک معزز افسر کے خیمے مین تمام افسران فوج کو جمع کیا اور باہم مشورہ کرکے لشکر کو کوچ کا حکم دیدیا چنانچہ فوراً لشکر مین کوچ کی تیاریان ہونے لگین۔ اسکے بعد مرشین نے اسی سوار کو

جو عبد الملک سے باتین کر چکا تھا بُلایا اور اُسے خوب سمجھا بجھا کر عبد الملک کے پاس روانہ کیا۔ دوپہر سے پہلے پہلے یہ سب انتظام ہو گیا کہ وہ سوار بھی خوش خوش عبد الملک کے پاس سے واپس آ گیا بلکہ ایک مسلمان افسر اور بہت سے سوار بھی اوس کے ساتھ گھاٹی کے ادھر تک آئے اور جب رومی فوج اپنا خیمہ ڈیرا لاد کر وہان سے روانہ ہو گئی تو وہ لوگ پھر قلعہ مین واپس چلے گئے۔ یہان سے کوچ کر کے رومی فوج آہستہ آہستہ آگے بڑھی اور شام تک اُسنے کل تین چار میل سفر کیا لیکن رات کی سیاہی پھیلتے ہی سب فوج پھر ہارونیہ کیطرف پلٹ پڑی اور بہت جلد تیز روی کے ساتھ رومی سوار اُن پہاڑیون کے نیچے پہونچ گئے جو قلعہ ہارونیہ کو اپنے دامنون مین چھپائے ہوے تھین۔ یہان پہونچتے ہی قلیب نے فوراً سوارون کے ایک رسالے کو لیکر گھاٹی کی راہ سے دھاوا کر دیا اور دوسری طرف مرشین اور خود سلیوس ایک ہزار جفاکش اور چیدہ سپاہیون کو لیکر اُس مشرقی پہاڑی پر چڑھنے لگے جو مرشین نے دوسرا رستہ نکالا تھا۔

عبد الملک نے گو خود رائی اور نادانی سے آج سارے کام کیے تھے مگر خیر اتنا اچھا کیا تھا کہ گھاٹی پر بدستور فوج کا ایک حصہ حفاظت کے لیے قائم تھا جسنے قلیب کے حملے کا جواب دیا اور پھر فوراً قلعہ مین رومیون کی اس غداری کی اطلاع دی۔ عبد الملک یہ خبر سنتے ہی متحیر ہو گیا اور بہت ہی پشیمان ہوا کہ نیر دھوکا کھایا مگر اب افسوس سے کیا کام چلتا تھا خود کردہ را علاجے نیست گھبرا کر اُٹھا اور جلد جلد پھر فوج کو تیار کر کے گھاٹی کیطرف روانہ ہو عبد الملک بہت سے سوارون کو ساتھ لیے ہوے گھاٹی پر پہونچ چکا تھا اور ہنوز مسلسل سوار اور پیدل قلعہ سے نکل نکل کر گھاٹی کی طرف جا رہے تھے کہ مرشین اور سلیوس اپنے سپاہیون کو لیے بڑی محنت اور کوشش سے پہاڑی کے اُتار چڑھاؤ کو طے کر کے قلعہ ہارونیہ کی فصیل کے نیچے پہونچ گئے اور باوجود اسکے کہ یہ سب لوگ بڑھتے بڑھتے بالکل قلعہ کے کھلے ہوے پھاٹک کے مقابل آ گئے مگر چونکہ رات کا وقت تھا اس لیے مسلمانون نے اُنھین مطلق نہ پہچانا بلکہ جب دیکھا بھی تو یہی سمجھے کہ ہمارے ہی سپاہی گشت لگا رہے ہین مرشین کی تدبیر خوب چل گئی اور اُسنے پھاٹک کے قریب پہونچ کر اس تیزی سے حملہ کیا کہ جو مسلمان اُسوقت وہان موجود تھے اور اندر باہر آ جا رہے تھے اس ناگہانی آفت سے حواس باختہ ہو گئے اور رومی سپاہی پہلے ہی حملے مین مسلمانون کو تہ و بالا کر کے دندناتے

ہوئے قلعہ مین گھس پڑے - مرشین نے سیدھا جوسٹا کے محل کا راستہ لیا اور رومی فوج خوب تیغ زنی کرتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئی - قلعہ مین اِس قیامت خیز واقعہ سے ہلچل پڑ گئی اور عجیب قسم کا ہنگامہ برپا ہوگیا - جوسٹا اپنے کمرے مین پریشان بیٹھی ہوئی ربیعہ سے باتین کر رہی تھی - اور بار بار افسوس کر کے کہتی تھی کہ دیکھا عبدالملک نے کیسی غلطی کی آخر دھوکا کھایا نا - اُن راہبون کو بھی چھوڑ دیا اور پھر لڑائی کی لڑائی قائم رہی بلکہ اب اور زیادہ مشکل پڑی کہ وہ راہب قلعہ کے حال سے رتی رتی واقف ہو گئے ہین اور کچھ عجب نہین کہ وہی لوگ اب پھر اُبھار کر رومی فوج کو یہان لائے ہون ورنہ یہان سے جا کر پھر آنا اور رات کے وقت جنگ چھیڑ دینا بالکل خلاف قیاس ہے -

ربیعہ - کیا عجب ہے ایسا ہی ہو مگر سردار عبدالملک نے اتنی تو عقلمندی کی تھی کہ گھاٹی پر فوج کو اسی طرح قائم رکھا تھا - رومی ہزار سر مارین لیکن بظاہر مُمکن نہین کہ انھین کامیابی ہو -

جوسٹا - کچھ ہو مگر آخر آج کی کارروائی سے نتیجہ ہی کیا نکلا -

ربیعہ - یہ تو آپ کا کہنا صحیح ہے بیشک سردار عبدالملک نے بہت تو صرف یہی کی کہ خود رائی سے اُن راہبون اور قیدیون کو چھوڑ دیا اس سے رومیون کی جرأت بھی بڑھ گئی اور سمجھ گئے کہ مسلمان ہمسے دب گئے اب اُنکا ہارنا کیا مشکل ہے دوسرے یقول آپ کے یہ بھی بڑا اندیشہ ہو گیا کہ قلعہ کے حال سے بھی وہ لوگ اچھی طرح واقف ہو گئے -

ربیعہ اور جوسٹا ابھی یہی باتین کر رہی تھین کہ سلیمہ اور کئی لونڈیان گھبرائی ہوئی آئین اور جوسٹا سے کہا لیجیے حضور اب ہم سب کا خاتمہ ہے - رومی قلعہ کے اندر گھس آئے اور حرم سرا کیطرف بڑھتے چلے آتے ہین - کوئی دم مین اب ہم سب تہ تیغ ہوتے ہین - ربیعہ تو یہ سنتے ہی خوف سے تھر تھر کانپنے لگی اور معلوم ہوا کہ سارے جسم کا خون خشک ہو گیا اور جوسٹا کی یہ حالت ہوئی کہ سناٹے مین آ گئی کوئی پہاڑ اُسکے سر پر ٹوٹ پڑا حیران تھی کہ آکین کیا ہوا مگر فوراً ہی دل کو قوی کر کے کھڑی ہو گئی - سب سے کہا جاؤ کسی گوشے مین چھپ کر بیٹھو اور تقدیر پر شاکر رہو مگر خوب یاد رکھنا کہ کوئی ہزار تمسے کچھ پوچھے تم ہرگز نہ بتانا اور سب یہی ظاہر کرنا کہ ہم رومی زبان سے واقف نہین ہین اور خبردار کوئی اپنی جگہ سے اب جنبش نہ کرنا - جب وہ سب چلے گئے تو جوسٹا نے لپک کر اپنا بکس کھولا اور وہی لباس جسکو پہنے ہوئے قید ہوئی تھی نکالکر جلدی جلدی پہنا (یہ لباس قریب قریب مردانہ تھا) پھر پیٹی سے کمر کسکے تلوار لگائی

اور سر کے بالون کا اونچا جوڑا باندھکر سر پر ایک بڑی سی ریشمی چادر کچھ عجب قطع سے عمامہ
کی طرح لپیٹ لی پھر قلمدان اور کاغذ اٹھا کر کچھ لکھنا شروع کیا۔ ربیعہ دم بخود تھی اور حیرت
سے جوسنا کی ان کارروائیون کو دیکھ رہی تھی مگر زبان سے کوئی بات نہ نکلتی تھی اور آنکھون
سے آنسوؤن کا تار بندھا تھا۔ جوسنا جب لکھ چکی تو ربیعہ کے پاس آئی اور اُسے وہ کاغذ دیکر
کہا کہ تم اسی جگہ چھپی رہو یہان سے ہرگز نہ ہلنا۔ مین اس مکان مین اگر کہین ٹھکانا پاتی
ہون تو چھپ رہونگی جس وقت کوئی رومی افسر تمہارے پاس آئے اور تم سے کچھ پوچھے تو
تم بھی اُس سے اشارے سے یہی کہنا کہ ہم رومی زبان نہین جانتے اور پھر میرا یہ خط اُسے
دکھا دینا وہ تمکو ہرگز نہ ستائے گا اور اگر مین نہ چھپ سکی اور ظاہر ہو گئی تو پھر تمہین اس
خط کے دکھانے کی ضرورت ہی نہ ہوگی مین خود زبانی تمہاری سفارش کر دونگی۔ بہرحال
اب مین تجھے رخصت ہوتی ہون۔ لو خدا حافظ۔ احسن سے کہدینا کہ قسمت نے مجبور کر دیا
زندگی بھر کے لیے دل پر داغ لیے جاتی ہون۔ بس اتنا کہا اور کمرے کے باہر نکل کر خود
دروازہ بند کر دیا۔ ربیعہ کی آنکھین حیرت سے کھلی کی کھلی رہ گئین۔ الٰہی یہ کیا سامان ہے
جوسنا نے کمرے سے باہر نکل کر دیکھا تو تمام دوسرا مین سناٹا تھا لونڈی غلام سب کونون
مین چھپے ہوئے دم بستہ انتظار کر رہے تھے۔ باہر کے دالان اور دالانون مین جو روشنی
تھی جوسنا نے سب گل کر دیا صرف اب کمرے پر اسکے کمرے کے سامنے دو بڑی بڑی
لالٹینین روشن رہ گئین اور اس کمرے کے اندر بھی روشنی کی جھلک دکھائی دیتی تھی
اس کام سے نپٹکر جوسنا ڈیوڑھی کے قریب جو ایک دالان تھا وہان آئی
اور ایک کھڑکی سے الگ کر کھڑی ہو گئی۔ یہ دالان چونکہ بالکل ڈیوڑھی
کے متصل تھا اسلیے یہان سوا جوسنا کے اور کوئی خوف زدہ نہین گیا۔ شہر مین غالباً ہنگامہ برپا
ہو رہا تھا کیونکہ ہر طرف سے کوئی آہٹ محسوس ہوتی تھی۔ جوسنا کو یہان کھڑے ہوئے
ابھی تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ ڈیوڑھی پر ہنگامہ برپا ہو گیا اور رومیون کی آوازین اسکے
کان مین آنے لگین اسوقت جوسنا کی یہ حالت ہو گئی کہ سانس سینے مین نہین سماتی تھی
اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا وہ کسی بڑے بھاری پتھر کے نیچے دبی ہوئی ہے۔ اتنے مین
تبرون سے دروازہ چیرنے کی آواز آنے لگی اور جوسنا کا مضطرب دل اور بھی زیادہ
دھڑکنے لگا اور جب بڑھکر رومی سپاہی مغرب سے دروازے کی طرف گھس آئے تو قریب تھا

کہ دیکھکر اوسکی روح قالب سے پرواز کر جائے مگر اسوقت ہم جوُنا کی راستبازی اور دلیری کی داد دیئے بغیر نہین رہ سکتے کہ وہ نازنین دوشیزہ جراُت اور ہمت مین بڑے بڑے جوانمرد اور بہادرون سے گوے سبقت لے گئی یا تو اسقدر بدحواسی تھی کہ جسکی انتہا نہین یا یک لخت سنبھلکر بیساختہ تلوار میان سے کھینچ لی اور چپکے چپکے قدم رکھتی ہوئی آگے بڑھی اور بڑی پھرتی سے رومی سپاہیون کے غول مین آکر ملگئی - تمام حرم سرا کا صحن اسوقت رومی سپاہیون سے بھرا ہوا تھا - سپاہی پر سپاہی گرا پڑتا تھا اور سبکی نگاہین اسی کمرے کی طرف جو جوُنا کے رہنے کا تھا اُٹھی ہوئی تھین - مرشین اور سیلیوس مع اور کئی افسرون کے اُس کمرے مین داخل ہوچکے تھے جوُنا نے اسوقت فرصت کا غنیمت سمجھا اور مردانہ لباس مین چھپتی ہوئی حرم سرا سے باہر آگئی اور جو رومی سپاہی ... باندھے ہوے پکڑے تھے اُنکا موقع مین آکر ٹھہری - اُدھر سیلیوس اور مرشین جب جوُنا کے کمرے مین پہونچے تو اوسے خالی پایا ربیعہ غریب البتہ ایک کونے مین خدا کی ذات پر بھروسہ کیے ہوے بیٹھی تھی مرشین نے اُسے اشارے سے بلایا - آئی تو مگر دیوانون کی طرح بدحواس -

مرشین - ہماری شاہزادی جوُنا کہان ہین ؟ -

ربیعہ - اپنی زبان کی طرف اشارہ کرکے ہاتھ ہلایا یعنی مین آپکی زبان نہین سمجھتی اور نہ آپ میری زبان سمجھ سکتے ہین -

مرشین - (ہاتھ ہلا کے) جوُنا جوُنا (اپنے سینے پر ہاتھ رکھکے) ہماری ملکہ اسیر ربیعہ نے بڑھکر مسند کے نیچے سے ایک کاغذ نکال اور مرشین کے ہاتھ مین دیدیا - مرشین نے اُس کاغذ کو کھولا اور پھر سیلیوس اور مرشین دونون اُسے پڑھنے لگے سیلیوس نے مضمون پڑھتے ہی ایک آہ کی اور کہا افسوس اے بدنصیب لڑکی تیری برگشتہ قسمت نے تیرے ضعیف باپ کو کہین کا نہ رکھا پھر مرشین کیطرف دیکھکر کہا تمنے ان ظالمون کی چالاکی کو دیکھا - ہمین یہ غرہ تھا کہ خوب موقع ملا اچھا مسلمانون نے دھوکا کھایا اب معلوم ہوا کہ دراصل ان مکارون نے خود ہمین فریب مین ڈالا تھا - ادھر ہمکو یون ٹالدیا ادھر موقع پاکر جوُنا کو طرسوس روانہ کردیا -

مرشین - (حیرت کے ساتھ) فی الحقیقت غضب کی چالاکی اور جعلسازی کی گئی ہے مکاری خیر اب دیر کرنے کا موقع نہین - ابھی زیادہ وقت نہین گذرا جسطرح بنے ہمکو بہت جلد یہان سے

نکل چلنا چاہیے اگر مستعدی سے شاہزادی صاحبہ کا تعقب کیا جائے۔ تو ممکن نہین کہ ہم کل آتے
ہی ہین اُن تک نہ پہونچ جائیں ایسے کیا مسلمان ہوا ہو کر نے اُڑ تیگے۔ پس چلیے اب دیر نہ کیجیے
اسوقت مایوسی نے سلیوس اور مرشین بلکہ تمام رومیون کا دل توڑ دیا تھا کیسی محنت
اور صعوبت اُٹھا کر بیچارے یہان تک آئے اور پھر کس حسرت اور یاس کا سامنا ہوا۔ غرض
سلیوس حرم سرا سے باہر آیا اور پھر سب نے جبراً قہراً غول باندھکر قلعہ کے پھاٹک کیطرف
رُخ کیا۔

اُدھر یہ خبر پاکر رومی قلعہ مین گھس آئے ہین عبد الملک نے خود تو گھاٹی کے سامنے
سے ہٹنا مناسب نہین سمجھا مگر بہت سے سوارون اور ایک بہادر افسر کو قلعہ کیطرف روانہ
کر دیا تھا چنانچہ یہ لوگ بھی قلعہ کے اندر پہونچگئے تھے۔ واپسی کے وقت انسے اور سلیوس
کے سپاہیون سے مقابلہ ہوگیا۔ مسلمان غضب کے جھنجھلائے ہوئے تھے دل توڑ کر لوٹے۔ بڑے
اور خوب تلوار سے کام لیا رومی بالکل سست پڑگئے تھے مگر اب انکی ساری کوشش
یہی تھی کہ کسی طرح قلعہ سے باہر نکل جائین چونکہ مسلمانون کا بھی یہی مقصد تھا اس لیے
رومی بہت جلد سمٹتے ہوئے قلعہ کے باہر آگئے۔ میدان مین پہونچکر مرشین نے اپنے سپاہیون
کو للکارا اور کہا کہ اگر اسی طرح سستی کروگے تو یہان لوگ سب یہین کٹ کر رہ جاؤگے
ہمت اور بہادری سے کام لو اور ایکبار جرأت کرکے گھاٹی سے نکل چلو۔ یہ سنکر سب نے جی جان سے
رومیون نے مدافعت کا حق ادا کر دیا مسلمانون کے تابڑ توڑ حملون کو روکتے ہوئے
برابر گھاٹی کیطرف بڑھے چلے جاتے تھے یہانتک کہ اُسکے قریب پہونچ گئے۔ اب
دو طرف لڑنا پڑا۔ ایک طرف عبد الملک اور دوسری طرف اون مسلمان سوارون
کے پرے جو انھیں قلعہ سے نکالکر یہان تک لائے تھے غرضکہ اس وقت بڑے غضب کی
تلوار چلی اور بہت سے رومی کام آئے اور جو بچے وہ بمشکل مسلمانون کی صفون کو ہٹاتے
ہوئے گھاٹی پر پہونچکر اپنی فوج سے جا ملے۔ مگر شائل جوانا ابھی تک یہین دبوئے ہوئے دل
مین تھی اور تلوار کھینچے ہوئے نہایت ہوشیاری سے اپنی جان بچاتی ہوئی یہانتک
پہونچگئی تھی اس ہنگامے مین کئی بار جوانا سلیوس کے سامنے آگئی لیکن اول تو اسوقت
کا وقت دوسرے سلیوس کی بدحواسی اور پریشانی غرضکہ جوانا کیطرف سے دل مین
خیال ہی اور کہ وہ طرسوس پہونچ گئی ہے۔ یقین جوان سے متعلق سلیوس نے اُسے

نہ پہچانا وہ ہر دفعہ مغموم باپ کی اُداس صورت دیکھکر جوش محبت سے آنکھوں مین آنسو بھر لاتی
تھی اور چاہتی تھی کہ دوڑ کر گلے سے لپٹ جاؤن مگر پھر اسکا دل شیدا اسے اس جرأت سے
باز رکھتا تھا اور اپنی حفاظت مین مشغول ہو جاتی تھی۔ المختصر سیلیوس اور مرشین بہزار دقت
مع اپنے بقیۃ السیف بہادر سپاہیون کے جنمین ایک شیردل کثورین نیز بھی تھی گھائل ہو
کر اپنے کیمپ مین پہونچے اور فلیپ بدستور بطور دفع الوقتی کے مسلمانون سے لڑتا رہا۔
کیمپ مین پہونچکر سیلیوس تو اپنی قسمت کو روتا ہوا خیمے مین چلا گیا اور مرشین جوسنا
کے تعاقب کے لیے پھر فوج تیار کرنے کے انتظام مین مشغول ہو گیا۔ تھکے ماندے اور
زخمی سپاہی اپنے اپنے بستر پر جا جا کر گرنے لگے اور مہ جبین جوسنا نے اس بات کے
وقت کو غنیمت سمجھکر فوراً کیمپ سے لیکر ایک گھوڑا اپنے قبضے مین کیا اور سوار ہو کر
اُن بتقدیر ایک طرف کو چل نکلی۔ رومی لشکر مین کچھ ایسی ہلچل مچی ہوئی تھی کہ کسی نے کہین
جگہ بھی اُسے نہ ٹوکا اور وہ اُسی ہنگامے مین خراماں خراماں کیمپ کی حد سے باہر ہو گئی
اور پھر گھوڑا اُڑا کر صاف نکل گئی۔

بارھوان باب

حیرت اور حسرت

طرسوس مین خلیفہ معتصم باللہ کی آمد آمد کی دھوم مچی ہوئی ہے۔ شام کے شہا
شہرون حلب قنسرین۔ انطاکیہ وغیرہ سے جو کہ قریب قریب ہین پیاپی برابر
فوجین آ آکر جمع ہو رہی ہین۔ عرب کے جنگجو قبیلون مین سے مجاہدین کے غول کے غول
چلے آرہے ہین۔ ابھی دو تین ہفتہ پیشتر یا تو یہ حال تھا کہ طرسوس کے در و دیوار سے وحشت
برستی تھی ہر شخص متوحش اور ادھر ادھر اداس نظر آتا تھا اور معلوم ہوتا تھا کہ ایک لوٹا ہوا شہر
ہے یا اب ایسی ہوا بدلی کہ گویا خزان زدہ گلشن مین از سر نو بہار آگئی۔ تمام شہر آدمیون سے
بھر گیا جابجا کھلے میدانون مین صدہا خیمے اور چھولداریان لگی ہوئی نظر آتی ہین کہین
مرعش سے آیا ہوا کوئی رسالہ اُترا ہے کہین منبج اور مصیصہ کی پلٹنین پڑی ہین کہین پر جوش
مجاہدین کا جماؤ ہو اور حکومت کی طرف سے ان لوگون کے ضروری مصارف کیلیے نقد و
جنس کی تقسیم ہو رہی ہے۔ اطراف و جوانب سے قافلہ در قافلہ ہزارہا اونٹ سامان ضرورت

لدے ہوے چلے آتے ہین اور خاص بندوبست سے یہ سب سامان ایک محفوظ جگہ مین جمع کیا جا رہا ہی۔ جہان دس آدمی ایک جگہ بیٹھے ہوے باتین کر رہے ہین جہاد ہی کا ذکر ہی۔ اسی کی گفتگو ہے۔ مدبر اور وقت شناس اشخاص ہر مناسب موقع پر عام ملون مین اسی پیش آنے والی جنگ کے متعلق اپنی پُرجوش تقریرون سے جنگی جوانون کو ثابت قدمی اور شجاعت کا سبق دے رہے ہین۔ حسن اور اُسکے ساتھ بہت سے تجربہ کار اور معزز افسر بڑی سرگرمی کے ساتھ شب و روز انتظام و اہتمام مین مصروف ہین۔ دار الخلافت کی تمام فوجون اور خلیفہ کے کیمپ کے لیے طرسوس سے مشرق جانب کئی میل کے فاصلے پر ایک با فضا اور وسیع میدان تجویز کیا گیا ہے کئی روز سے اُسکی درستی اور صفائی ہو رہی ہی۔ ہزارہا آدمی کام مین لگے ہین۔ ایک پورا رسالہ سوارون کا نگرانی کے لیے متعین ہے۔ اسی سبزہ زار کے وسط مین چند پُرتکلف خیمے نصب ہین اور آج صبح سے حسن بھی یہین آیا ہوا ہی اسوقت تک اُسنے ہر طرف گشت کر کے ہر موقع کو خود ملاحظہ کیا اور اب ایک افسر سے باتین کرتا ہوا خیمے کی طرف جا رہا ہے یکایک وحشی سا ایک بوڑھا آدمی اُسکے گھوڑے کے قریب آ کر سلام کے لیے جھکا کیا۔ حسن نے تعجب سے اُسکی صورت کو دیکھا اور ساتھ ہی اُس افسر نے جو حسن کے ہمراہ تھا اُس شخص سے پوچھا کیون کیا تم کچھ کہنا چاہتے ہو۔

شخص۔ ہان حضور مجھے ایک ضروری بات عرض کرنا ہی۔

افسر۔ اچھا جو کہنا ہو کہو۔

شخص۔ حضور اگرچہ مین ایک آزاد فقیر ہون لوگ دنیا کے جھگڑون سے علیحدہ رہکر زندگی بسر کرتا ہون لیکن پھر بھی حضور کی رعایا مین شامل ہون اور اسلیے مجھپر فرض ہی کہ جہانتک ممکن ہو حضور کی خیر خواہی کا خیال ہمیشہ دل مین قائم رکھون۔

افسر۔ بیشک ایسا ہی چاہیے مگر اب اپنا مطلب بیان کرو کیونکہ اسوقت فرصت بہت کم ہی۔

شخص۔ حضور میرا کوئی ذاتی مطلب اور مقصد نہین نہ مجھے کسی قسم کی کوئی احتیاج ہے بلکہ کئی منزل کا سفر بمشکل طے کر کے ایک ضروری خبر دینے آیا ہون۔

افسر۔ خبر جو ہو تقریر کو طول نہ دو۔

شخص۔ حضور سیکیوس رئیس صقالیہ سے واقف ہین۔

حسن (چونک کر) ہان ہان مین اُسے جانتا ہون مگر تم اُسے کیا جانو۔

شخص - مین یہی تو عرض کرنے یہان تک دوڑا آیا ہون کئی روز ہوئے وہ بہت سی فوج لیکر رومی کیمپ سے نکلا ہے مینے سُنا ہے کہ اُسکا قصد ہاردنیہ یا طرسوس پر حملہ کرنے کا ہے مجھے خیال ہوا کہ شاید حضور کو خبر ہو اور اچانک رومی فوج پہونچ جائے - پس مین اپنے فرض سے سبکدوش ہو چکا اب رخصت ہوتا ہون -

حسن - بھئی واہ تمنے تو ہمارے لیے اتنی زحمت اُٹھائی وفاداری اور خیرخواہی کا حق ادا کیا اور ہم تمہاری کچھ بھی خاطر و مدارات نہ کرین یہ بالکل انصاف اور مروت کے خلاف ہے آؤ خیمہ مین چلو آج آرام کرو کل چلے جانا -

شخص (ہاتھ جوڑ کر) نہین اب حضور اجازت ہی عطا فرمائین اور مجھے اسی آزادانہ حالت پر رہنے دین -

افسر - کیا مضائقہ ہے صرف آج ٹھہرو کل چلے جانا - حضور کی یہی خوشی ہے - عذر نہ کرو -

حسن - ہان جلدی نکرو تم خود خیال کر سکتے ہو کہ اسی وقت تمہین رخصت کر دینا کس قدر نامناسب ہوگا علاوہ اسکے ابھی تمسے اور بھی چند باتین پوچھنا ہین -

شخص - خیر بہتر ہے مجھے کوئی عذر نہین حضور کا جو حکم ہو بسر و چشم بجا لاؤنگا یہی میرے لیے باعث عزت اور فخر ہے -

حسن - یہ تو بتاؤ کہ تمہین یہ سب حال کیونکر معلوم ہوا -

شخص - مین ایک تارک الدنیا فقیر یعنے راہب ہون اور عرصۂ دراز سے آپ ہی کے ملک مین ایک خانقاہ مین زندگی بسر کرتا ہون ایک مہینہ ہوا کہ ہرقلیہ کے اسقف نے مجھے بلا بھیجا - چنانچہ مین وہان گیا - واپسی کے وقت مجھے ایک شب رومی کیمپ مین رہنے کا اتفاق ہوا وہان یہ کل کیفیت معلوم ہوئی - لوگون مین مشہور تھا کہ قیصر کے خوف سے حاکم طرسوس نے بہت سا خزانہ اسکو محفوظ مقام خیال کر کے ہاردنیہ کے قلعہ مین بھیجدیا ہے شاید اسی خیال سے سیلیوس نے ہاردنیہ کا قصد کیا ہوگا -

حسن - تمہارے سامنے سیلیوس اپنے کیمپ سے چل چکا تھا یا نہین ؟ -

شخص - جسروز مین کیمپ سے روانہ ہوا ہون اُسی روز سیلیوس بھی وہان سے روانہ ہوا ہے مگر اُسوقت اُسکے ساتھ تھوڑی سی فوج تھی اسلیے کیمپ سے چھ سات میل جا کر اُسنے قیام کر دیا تھا تاکہ وہانسے پورے جماؤ کے ساتھ آگے بڑھے - خبر تھی کہ چھ سات ہزار سوار اُسکے ساتھ جائینگے

پھر مین اور راستے سے چلا آیا یہ مجھے معلوم نہین کہ سیلیوس کب وہان سے آگے بڑھا۔

حسن۔ تمہارا کیا نام ہے۔

شخص۔ مجھے دیماس حرانی کہتے ہین۔

دیماس حرانی سے باتین کرتا ہوا حسن اپنے خیمے کے دروازے پر پہونچگیا یہان بہت سے غلام اور خادم موجود تھے۔ حسن نے ایک غلام کیطرف دیکھکر کہا فرخ! دیکھو یہ راہب ہمارے مہمان ہین (ایک خیمے کیطرف اشارہ کرکے) انکو اس خیمے مین لیجاکر ٹھہراؤ اور سب ضروری سامان مہیا کردو۔ دو تین خدمتگارون سے کہدو کہ ہر وقت وہان حاضر رہین اور انکی راحت و آسائش کا خیال رکھین۔ یہ حکم پاتے ہی فرخ تو راہب کو ساتھ لیکر ادھر روانہ ہوا اور ادھر حسن اپنے خیمے مین آیا تلوار کمر سے کھولکر خادم کو دیدی اور کرسی پر بیٹھ گیا۔ وہ افسر بھی جو حسن کے ساتھ تھا دوسری کرسی پر مؤدب جا بیٹھا۔ اس وقت حسن کے چہرے کا رنگ بدلا ہوا نظر آتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ وہ راہب کی تقریر سے متردد ہو رہا ہے کیونکہ ظاہرا اور تو کوئی وجہ اس کی پریشانی کی نہین ہے افسر بھی اسکا راز دار ہے جس خیال نے حسن کو مشوش کردیا ہے اسی خیال نے اسے بھی تردد مین ڈالدیا ہے دونون پر سکوت کا عالم طاری ہے اور دونون کے چہرون سے معلوم ہوتا ہے کہ انکی تشویش بڑھتی ہی جاتی ہے۔ دس بیس منٹ تک تو وہ دونون اسی طرح کچھ ملول سے اور خاموش بیٹھے رہے۔ مگر آخر اس افسر نے اپنی کرسی کو کسی قدر آگے بڑھا کر آہستہ سے کہا حضور زیادہ تشویش اور تردد سے کام نہ چلیگا اب تو بہت جلد کوئی تدبیر کرنا چاہیے۔

حسن۔ ہان مین بھی یہی سوچتا ہون۔ دیکھو بیٹھے بٹھائے ناحق درد سر مول لیا کیا خیال تھا اور کیا معاملہ پیش آیا۔ میری رائے کی غلطی تھی کہ میننے طرسوس پر بادرونیہ کو ترجیح دی۔

افسر۔ نہین حضور غلطی کیا تھی آپکا خیال بہت درست تھا لیکن یہ اتفاقات ہین کبھی ایسا بھی ہو جاتا ہے۔

حسن۔ خیر کچھ پروا نہین اگر سیلیوس آتا بھی ہو تو کیا۔ انشاءاللہ تعالیٰ پہلے اسی سے انتقام کا سلسلہ شروع ہوگا۔ مگر ہان مجھے اس امر کا سخت تعجب ہے کہ آخر اس راہب کو کیا پڑی تھی کہ یہ دوڑا ہوا آیا یہ بات تو کچھ سمجھ مین نہین آتی۔

افسر۔ حضور یہ نہ کہیے یہ لوگ بظاہر تو راہب اور تارک دنیا کہلاتے ہین مگر سچ پوچھیے تو

اکثر ان مین سے بڑے ہی حریص اور طماع ہوتے ہین۔ کمبخت نہ کھاتے ہین نہ پہنتے ہین اور ویرانون مین خزانے گاڑ کر مر جاتے ہین کہ نہ وہ اُنکین کے کچھ کام آتے ہین نہ دوسرونکے اسی طرح شاید اس راہب کو بھی طمع یہان کھینچ لائی ہی کہ کچھ ملجائے۔

حسن۔ بھئی کام تو بیشک اُسنے انعام کے قابل کیا ہی مین اُسے ضرور کچھ انعام دونگا۔

افسر۔ بس خوش ہوجائیگا اسی واسطے غریب نے اتنی دوڑ دھوپ کی ہی۔

حسن۔ اچھا اب آپ کھانا نوش کرکے فوراً طرسوس جائیے اور کم از کم تین ہزار سوار تیار کرکے اطلاع دیجیے۔ ہم اور آپ آج ہی شام تک ہارونیہ کیطرف روانہ ہوجائین تو بہت مناسب ہی۔

افسر۔ بیشک اب بہت جلدی کرنا چاہیے۔ مین ابھی انشاء اللہ سب انتظام کیے لیتا ہون اور حضور کو اطلاع دیتا ہون۔

اس گفتگو کے بعد حسن اور وہ افسر دونون اُٹھکر دوسرے خیمے مین گئے خادمون نے فوراً دسترخوان بچھا کر کھانا چنا۔ دونون نے کھانا کھایا۔ کھانے سے فراغت پاکر وہ افسر سلام کرکے رخصت ہوا۔ حسن بھی وہانسے اُٹھکر پھر اُسی چھوٹے خیمے مین چلا آیا اور اسی طرح متفکر و متردد ایک کوچ پر لیٹ کر اس واقعہ کے متعلق غور کرنے لگا (حسن اپنے دلمین) یہ بات تو ضرور غلط ہی کہ رومیون نے ہارونیہ پر خزانے کے لالچ مین فوجکشی کی ہے شاید اصل غرض چھپانے کے لیے اس بات کو مشہور کیا گیا ہے۔ ہارونیہ کے قصد سے خاصکر سیلیوس کا فوج لیکر جانا صاف بتا رہا ہو کہ ضرور اُسے یہ خبر ملگئی ہے کہ جوُنا ہارونیہ مین ہے۔ بیشک یہی بات ہی مگر تعجب ہو کہ اس پوشیدہ راز سے وہ کیونکر واقف ہوگیا خیر جو کچھ ہو بہرکیف اب اسمین کوئی شک باقی نہین رہا کہ یہ ساری کوشش جوُنا کے لیے کی گئی ہے مگر تو بہ اب کیا سیلیوس جوُنا کو مجھسے چھڑا سکتا ہے۔ یہ اُسکا خیال خام ہی۔ جب جوُنا خود وہان جانے پر رضامند نہین ہے اور اوسنے سچے دل سے میری محبت کی قدر کی ہے تو بھلا تھیوفلس اور سیلیوس کی کیا مجال ہی کہ میری نازنین معشوقہ کیطرف آنکھ اُٹھاکر دیکھ سکین۔ جوُنا اگر اپنی خوشی سے اپنے باپ پاس جانا چاہے تو بیشک مین ہرگز دم نہ مارونگا۔ مجھ سے ہرگز نہ ہوسکیگا کہ اُسکی خوشی کے خلاف کوئی بات کرون لیکن جبکہ وہ خود مجھپر مہربان ہی اور مجھ سے جدا ہونا نہین چاہتی اور کچھ کچھ دین حق قبول کرنے کیطرف بھی اُسکی رغبت پائی

جاتی ہی تو پھر تھیوفلس اور سیلیوس کا اسمین کیا دخل ہی بدو یونکے سر پر شامت اعمال سوار ہی کہ خواہ مخواہ لڑتے اور مرتے پھرتے ہین اگر درحقیقت اُنکو جوسنا کا پتا لگ گیا تھا تو پہلے اُسکے متعلق میرے پاس نامہ و پیام بھیجتے۔ دریافت تو کرتے کہ کیا معاملہ ہی یہ نہین کہ اُٹھے اور چڑھ دوڑے اسطرح جوسنا کا لیجانا کیا آسان سمجھا ہی خوب۔ ابتک تو مجھے فوج کی کمی سے البتہ بجاے خود ایک قسم کا خیال تھا اور مین سر میدان رومیون سے لڑنے مین متامل تھا لیکن اب تو خدا کے فضل سے میرے پاس کافی فوج جمع ہی صرف امیر المومنین کے حکم کا انتظار ہے ورنہ مین ابھی تھیوفلس سے مقابلے کیلیے تیار ہون۔ خدا کرے سیلیوس سے میرا مقابلہ ہوجائے تو اسکو دکھادون کہ ہماری خون آشام تلوارین کس طرح دشمنون کا خون بہانے مین مشاق ہین اور ہمارے سرفروش اور بہادر سوار و نکے پرے کیونکر جنگ کے ہولناک سمندر مین تلاطم برپا کردیتے ہین۔ مگر ایک سخت مشکل ہی کہ کہین یہ بات میری خورشمائل جوسنا کے نازک دل کو ملول نہ کرے۔ آخر سیلیوس اُسکا باپ ہی۔ افسوس مین اسوقت اُس سے بہت دور ہون ورنہ مین اُسکو سمجھا لیتا جوسنا نہایت عقلمند اور ہوشیار ہی ضرور سمجھ جاتی کہ بغیر جنگ کے کوئی چارہ نہین اور یقین ہے کہ خوشی سے مجھے اجازت دیدیتی لیکن [illegible] حال اگر وہ یہان نہین ہے اور اُس سے اس بارے مین کچھ کہنا سننا ممکن نہین تو مجھے ضرور [illegible] کہ اب [illegible] سیلیوس کو جہانتک ممکن ہو کسی تدبیر سے [illegible] دون تو اچھا ہے خدا کرے وہ مجھسے [illegible]

حسن ابھی انہین خیالات مین مستغرق تھا کہ [illegible] سے فرخ آیا اور [illegible] کئی فوجی افسرون کے نام لیکر کہا کہ یہ لوگ حضور کے سلام کے لیے حاضر ہین۔ حسن نے سبکو اندر بلانے کا حکم [illegible] وہ سب افسر خیمے مین آکر اور سلام کرکے ایک [illegible] ہوکر [illegible] بیٹھ گئے۔ ہرایک کو فوجی انتظامات کے متعلق جو کچھ کہنا تھا کہے [illegible] سب اپنا اپنا مطلب اور مقصد بیان کیا جو جو معاملے پیش کیے گئے حسن نے اُن سبکے بارے مین معقول [illegible] سب [illegible] بعد اُن افسرون سے کہا ابھی ایک نئی خبر معلوم ہوئی ہی کہ کچھ رومی فوج [illegible] پر حملہ کرنیکی غرض سے تھیوفلس کے کیمپ سے چلی ہے میرا قصد ہی کہ مین خود اُدھر جاؤن بلکہ آج ہی [illegible] یہان سے روانہ ہوجاؤنگا اور [illegible] صرف تین ہزار سوار اپنے ساتھ لیجاؤنگا امید ہی کہ آپ [illegible] یہان سب انتظامات کو عمدگی کے ساتھ انجام دیتے رہین گے۔

ایک افسر حضور! ہم جان نثارون مین سے کسی کو وہان جانے کے لیے کیون نہ متعین فرمائیے امیر المومنین کی آمد آمد کی خبرین گرماگرمی سے آرہی ہین اسلیے حضور کا یہان موجود رہنا زیادہ [illegible]

علاوہ اسکے ہم سب بیٹھے رہین اور حضور بہ نفس نفیس یہ زحمت اُٹھائین اسکو ہمارا دل کیونکر گوارا کر سکتا ہے۔

حسن۔ مین انشاء اللہ امیر المومنین کے تشریف لانے تک پلٹ آؤنگا۔ آپ لوگون مین سے بھی کسیکو بھیجدیتا تو وہ بھی مثل میرے ہی جانے کے تھا لیکن ایک خاص وجہ ہے جسکے سبب سے میرا ہی جانا مناسب ہے۔

دوسرا افسر۔ بہتر ہے بسم اللہ حضور ہی تشریف لیجائین مگر تین ہزار سوار جو حضور نے اپنی ہمراہی کے لیے مقرر کیے ہین یہ تو بہت کم ہین۔ کم از کم پانچ چھ ہزار تو ہون۔

حسن۔ بس اسی قدر فوج خدا کے فضل سے کافی ہوگی۔

اس گفتگو کے بعد حسن نے اُن سب افسرون کو بعض ضروری ہدایتین کرکے رخصت کیا اور اُنکے جانے کے بعد راہب کو بُلا کر بڑی تواضع اور مدارات کے ساتھ اپنے پاس بٹھایا اور دیر تک اُس سے باتین کرتا رہا پھر فرخ کو اشارہ کیا وہ فوراً ایک دوسرے خیمے مین گیا اور ایک ریشمی رومال مین کوئی چیز لپیٹے ہوے لایا اور راہب کے سامنے وہ رومال پیش کرکے کہا لیجیے یہ دو سو دینار ہین حضور نے آپکو بطور زاد راہ عطا کیے ہین۔

راہب (حسن سے) حضور مین تو ایک تارک دُنیا شخص ہون اس دولت کو لیکر کیا کرونگا میرے لیے یہ گرانبہا انعام کیا کم ہے کہ حضور نے میری عزت افزائی کی۔ فقیر سے کریمانہ اخلاق اور لطف و دلجوئی کے ساتھ پیش آئے۔

حسن۔ کیا ہوا میری خوشی اسی مین ہے کہ تم اسکے قبول کرنے مین کوئی عذر پیش نکرو بلکہ مین اور خوش ہونگا اگر تم اکثر مجھ سے ملتے رہا کروگے۔ راہب نے دعا دیکر وہ رومال اُٹھا لیا اور کہنے لگا بہتر ہوگا کہ اس معاملے مین اب دیر نہ کیجائے کیا عجب ہے کہ سیلوس ہارونیہ پہونچ چکا ہو اور وہان لڑائی چھڑ گئی ہو۔ حسن نے جواب دیا مین بالکل تیار ہون دو ہی تین گھنٹے مین روانہ ہوتا ہون۔

راہب۔ پھر اب مجھے بھی اجازت ہو۔

حسن۔ تم بھی ہمارے ساتھ ہی نہ چلو۔

راہب۔ نہین حضور اب تو مین اِدھر سے براہ راست بغداد جاؤنگا وہان میرا ایک دوست ہے عرصے سے اُس سے نہین ملا علاوہ اسکے اصل منشا یہ ہو کہ جب تک اُطرف

جنگ و جدال کا ہنگامہ گرم رہیگا مین وہین بسر کرونگا امن و امان قائم ہونے کے بعد واپس آؤنگا۔ ہان البتہ حضور کو ایک تکلیف اور دیتا ہون کہ مجھے راہداری کا پروانہ مرحمت ہو کیونکہ آجکل ہر طرف فوجین پھیلی ہوئی ہین اور جنگ کا اشتہار ہو چکا ہے شاید کسی جگہ مشتبہ یا جاسوس سمجھکر مزاحمت کیجائے۔

حسن - ابھی ابھی۔ فرخ! جاؤ فضل بن یوسف کاتب سے کہو کہ دیماس راہب کے لیے راہداری کا پروانہ بہت جلد ہی لکھکر لائین۔ یہ حکم پاکر فرخ خیمے سے باہر گیا اور تھوڑی دیر کے بعد فضل کے ساتھ ساتھ واپس آیا فضل نے پروانہ حسن کے روبرو پیش کیا اور حسن نے لیکر اپنے ہاتھ سے راہب کو دیدیا اور کہا کہ اب تمکو اختیار ہے چاہے دو ایک روز یہان قیام کرو مگر راہب نے اسے منظور نہ کیا اور حسن سے رخصت ہوکر روانہ ہوا۔

اسوقت تقریباً چار بج چکے ہون گے آفتاب افق مغربی کے قریب جا پہونچا ہے اور اب آنکی تمازت بالکل کم ہو گئی ہے۔ ایک دستہ سوار دن کا معمول کے موافق در خیمہ پر حاضر ہے کہ شاید امیر گشت کے لیے سوار ہون۔ اتنے مین حسن بھی نماز عصر پڑھکر خیمے سے برآمد ہوا اور سوار ہو کر طرسوس کی راہ لی۔ یہان سے طرسوس تین میل کے فاصلہ پر ہے ابھی حسن نے کوئی ایک میل راہ طے کی ہوگی کہ سامنے سے کچھ سوار آتے ہوے نظر آئے تم جنھون نے قریب پہونچکر باقاعدہ سلام کیا اور انکے افسر نے بڑھکر کہا حضور کے حکم کے موافق سب فوج تیار ہے۔ حسن نے کہا دیکھو ہم بھی پہونچگیا۔ حسن نے یہان سے گھوڑے کی باگ اٹھادی اور یہ سب بہت جلد اس وسیع سڑک پر پہونچے جو طرسوس سے ہارونیہ کی طرف گئی ہے۔ اس سڑک پر دو رنگ اسوقت سوار ہی سوار نظر آتے تھے اور سب باقاعدہ صفین باندھے ہوے خاموش کھڑے تھے۔ حسن فوج کو اسطرح آراستہ اور تیار دیکھکر بہت خاموش ہوا اور پھر اُن تمام افسرون کو جو اُسکے استقبال کے لیے صفون سے نکل آئے تھے ساتھ لیے ہوے آگے بڑھا اور اُسکے بڑھتے ہی پیچھے پیچھے سوار دن کی صفون نے حرکت کی اور یہ مختصر سا لشکر بالکل قریب شام ہارونیہ کی طرف روانہ ہوا اور اس تیزروی سے ساتھ راہ طے کرتا چلا کہ نصف شب گذرنے سے کچھ پہلے ہی تمام فوج اس گھاٹی سے گذر کر (جہان سے عین وقت عبدالملک نے گزر کر دربین قیام کیا تھا) ایک وسیع میدان مین پہونچگئی۔ حسن نے یہان سے آگے بڑھنا مناسب نہ سمجھا حکم دیا کہ آج یہین مقام ہوگا۔

یہ حکم سنتے ہی سوار گھوڑون سے اُتر پڑے اور بہت جلد ضروری کامون سے فراغت پاکر سب نے اطمینان کے ساتھ شب بھر آرام کیا۔ صبح کو ہراول وقت فوج تیار ہوکر یار وشیلی طرف راہی ہوئی اور ہنوز آفتاب طلوع ہوکر اچھی طرح بلند نہ ہوا تھا کہ یکایک مسلمانونکی فوج کے اُن سوارون نے جو بطور ہراول کے سب سے آگے تھے سامنے سے کئی ہزار رومی سوارون کو آتے دیکھا چنانچہ فوراً حسن کو اطلاع دیگئی اِتنے مین رومی سوارون کے پرے قریب آگئے اور مسلمانون کے ہراول سے تلوار چلنے لگی۔ حسن نے بہت تیزی سے تقریباً ایک ہزار سوارونکو آگے بڑھا کر اپنے ہراول کو مدد دی اور پھر باقی فوج کو ایک جگہ قائم کرکے خود کئی سو سوار لیکر رومیون پر بڑے شد ومد کے ساتھ حملہ کیا مگر اسوقت وہ لوگ کچھ ایسا دل کھول کر لڑے کہ حسن کا پرجوش حملہ اور اوسکی فوج ہراول کی ساری کوشش کچھ بھی مفید نہ ہوئی دو گھنٹے تک رومیون نے برابر میدان جنگ مین حیرت انگیز جرات اور دلیری سے کام لیا اور اب اسکی ضرورت ہوئی کہ مسلمانونکی فوج کا ایک اور حصہ بڑھکر حملہ آور ہوا اور اس عرصے مین رومیون سے کچھ زیادہ ہی مسلمان سوار مقتول و مجروح ہوے لیکن باوجود اس ناکامی کے مسلمان سوارون کے دل اسی طرح بڑھے ہوے تھے اور اُنکی ہمت اور جرأت پر اسکا کوئی اثر نہین پڑا تھا۔ وہ بدستور نہایت اطمینان اور ثابت قدمی کے ساتھ لڑ رہے تھے اور حسن کے بار بار پرجوش حملون سے رومی سوار تلملا تلملا کر رہجاتے تھے۔ آخر پہر بھر کامل جنگ کے بعد خود بخود رومی سُست پڑ گئے اور اُنکی بیدلی کے آثار ظاہر ہونے لگے۔ اب حسن نے موقع پاکر اُن سوارون کو جو ابھی تک ساکت کھڑے ہوے میدان جنگ کا تماشا دیکھ رہے تھے حکم دیا کہ سب دفعۃً جدھر سے موقع پائین حملہ کردین چنانچہ حکم کی دیر تھی کہ دس بارہ سو سوار بلاے ناگہانی کی طرح یکایک رومیون پر ٹوٹ پڑے پہلے ہی ریلے مین دشمن کی صفین تہ و بالا ہوگئین رومی افسرون نے ہزار کوشش کی اور اپنے سوارون کو سنبھالنا چاہا مگر کچھ بھی نہ چلی۔ مسلمانون نے اُنھین ایسا جو اس باختہ کردیا تھا کہ تلوارین ہاتھون مین تھین مگر اُنسے کام لینے کا ہوش نہ تھا دیر تک افسرون کی ڈانٹ ڈپٹ سے غریب رومی اسی طرح کھڑے ہوے قتل ہوا کیے آخر میدان چھوڑ کر بھاگ نکلے۔ اب حسن کو یہ فکر ہوئی کہ کسی طرح معلوم کرنا چاہیے کہ آیا یہ سیلیوس ہی کی فوج تھی اور اس مین

وہ خود بھی ہی یا نہین چنانچہ اُسنے ایک افسر سے کہا کہ کسی رومی کو گرفتار کرکے جلد میرے سامنے لاؤ۔ وہ افسر یہ سُنتے ہی میدان جنگ کی بھیڑ مین گھسا اور تھوڑی ہی دیر مین کئی ایک رومیونکو جنمین سے بعض بہت ہی زخمی تھے لیکر حسن کے پاس آیا۔ حسن نے اُنمین سے ایک رومی کو جو بالکل نو عمر معلوم ہوتا تھا اور زخمی بھی نہ تھا انتخاب کرلیا باقی اور سب کو اُسی افسر کے سپرد کرکے اپنے پاس سے ہٹادیا پھر اُس نو عمر رومی سے کہا کہ ہم تمسے صرف ایک بات دریافت کرنا چاہتے ہین اگر تمنے سچ سچ بیان کردیا تو تمسے وعدہ کرتے ہین کہ تمہین رہا کردینگے اور باطمینان رومی کیمپ تک پہونچنے کا موقع دینگے ورنہ (تلوار کی طرف اشارہ کرکے) اسی سے سر اُڑادیا جائیگا۔

رومی (خوف زدہ ہوکر) آپ جو دریافت کرینگے مین قسم کھاتا ہون کہ صحیح صحیح بیان کرونگا۔

حسن۔ یہ بتاؤ کہ سیلیوس نے جس غرض سے ہاردنیہ پر لشکر کیا تھا اُسکا کیا نتیجہ ہوا۔

رومی۔ افسوس اُسی فاتر العقل بوڑھے نے ہمکو مصیبت مین مبتلا کیا ہے۔ دو روز تک قلعہ ہاردنیہ پر جنگ ہوتی رہی۔ ایک روز رات سمجھے بوجھے مرشین کے کہنے سے رات کیوقت قلعہ مین گھس گیا مگر مسلمانون نے بڑی زک دی اور رومی فوج بیطرح کٹتی ہوئی بمشکل قلعہ سے باہر نکلی۔ سیکڑون بہادر اور سورما سپاہی ہلاک ہوگئے۔ جب اس تہلکہ سے نجات ملی تو مرشین نے پھر بھڑکایا اور اب اُسے طرسوس کیطرف لیے جاتا تھا۔ مرشین اور سیلیوس دونون اسی فوج مین تھے مگر اب معلوم نہین کہ مارے گئے یا بھاگ گئے۔

حسن۔ اچھا اب تم خوش ہو کہ مینے جو تمسے وعدہ کیا ہے اُسے پورا کرونگا اور تمہین آرام کے ساتھ رومی کیمپ تک پہونچوادونگا۔ لو اب تم گھوڑے پر سوار ہو اور ہماری فوج کے ساتھ رہو۔

اسکے بعد حسن نے کئی افسرون کو بلا کر حکم دیا کہ پانچسو سوار جہانتک مناسب سمجھین رومیونکے تعقب مین جائین باقی اور فوج کو جمع کرکے خود بہت جلد وہانسے روانہ ہوا۔ حسن اسوقت بہت مسرور تھا کبھی اپنی کامیابی پر خوش ہوتا تھا اور کبھی مرشین کی حماقتون پر ہنستا تھا اور جونا کا اشتیاق اُسے بیخود بنائے ہوئے ہاردنیہ کیطرف لیے جاتا تھا۔ قریب شام جبکہ آفتاب کے چہرے پر زردی چھاگئی تھی حسن اُن پہاڑیونکے قریب پہونچگیا جو قلعہ ہاردنیہ کے گرداگرد واقع تھین۔ یہان آکر اور ہی سامان نظر پڑا کہ

بہت سے رومی سوار دور تک پہاڑیوں کے نیچے پھیلے ہوے نظر آئے اور معلوم ہوا کہ
گھاٹی پر سخت لڑائی ہو رہی ہے۔ حسن نے یہ حال دیکھکر دور ہی سے اپنے سوارون کو للکارا اور
کہا کہ بہادرو ایک ذرا سا حملہ اور باقی ہے پھر رومیون کیطرف سے پورا اطمینان ہو جائے گا۔
دیکھو ادھر سے ہارونکی فوج رومیونکو تہ و بالا کر رہی ہے ادھر سے تم اگر ذرا ابھی ہمت کر جاؤ
تو انشاء اللہ فتح نمایان حاصل ہونے مین کچھ دیر نہین ہے۔ یہ سنتے ہی مسلمان سوار جس طرح
باز پر تول کر شکار پر گرتا ہے چشم زدن مین رومیون پر ٹوٹ پڑے اور جنگجو بہادر شیر درندہ
کا کام کرنے لگے۔ حسن کے دست و بازو مین بھی اسوقت ولولۂ دل نے غضب کی قوت
پیدا کر دی تھی اوسکا ہر حملہ رومیون کی صفونکو درہم و برہم کر دیتا تھا۔ تھوڑی ہی دیر مین
میدان جنگ کا رنگ ہی اور ہو گیا۔ رومیونکو حیرت تھی کہ یہ عذاب [illegible] آسمان
سے اتر آئے یا زمین سے نکل آئے۔ ابھی [illegible] راہ سے [illegible] سوار [illegible] ہوے پہلوؤن
جا رہا ہے پھر یہ خونخوار سوار کدھر سے آ گئے۔ یہ وقت رومیون پر بڑی مصیبت کا تھا۔ مسلمان
جھنجھلا جھنجھلا کر متواتر حملے کر رہے تھے اور رومی بڑی بیکسی سے قتل ہو رہے تھے اور کچھ
بنائے نہ بنتی تھی۔ فلیپ جو گھاٹی پر نہایت سرگرمی کے ساتھ مصروف جنگ تھا یہ خبر
پاتے ہی بالکل اپنی جان سے مایوس ہو گیا اور ایسا گھبرایا کہ بے تحاشا جنگ سے منہ
موڑ کر بھاگا اور اوسکے ساتھ رومی سوار بھی گرتے پڑتے گھاٹی کے ادھر نکل آئے۔ عبدالملک
نے جو رومیون کو اس اضطراب کے ساتھ پسپا ہوتے دیکھا تو اپنے سوارون کو للکارا اور
آگے بڑھا۔ ہنوز گھاٹی سے باہر نہ نکلا تھا کہ اوسنے پیہم تکبیرون کی صدائین سنین اور فوراً
اپنے سوارون سے خوش ہو کر کہا کہ لو اب اسی طرح سنبھلے ہوے بڑھے چلو معلوم ہوتا ہے
کہ طرسوس وغیرہ سے ہماری مدد کو فوج آ گئی اور ادھر ہنگامۂ جنگ گرم ہے اسی سبب سے
یہ نابکار ہمارے سامنے سے بدحواس ہو کر بھاگے ہین سنو وہ تکبیرون کی آوازین آ رہی
ہین۔ یہ سنتے ہی مسلمان سوارون کے دل بڑھ گئے اور یکبارہ گھوڑے بڑھا کر حملہ کرتے
ہوے گھاٹی کے ادھر نکل آئے اب بیچارے رومی دو مصیبتون مین گرفتار ہو گئے
ادھر حسن اور ادھر عبدالملک دونون کے حملون نے بیبس کر ڈالا فلیپ اپنی جان سے
بیزار تھا تاک کر عبدالملک کی طرف لپکا اور قریب آ کر اپنی پوری قوت سے تلوار کا وار
کیا عبدالملک نے سپر پر روکا اور ہنسکر کہا او احسان فراموش راہب اچھا ہوا کہ تیری

قضا کھینچکر مجھے میرے سامنے لے آئی۔ یہ کہتے ہی دو تین قدم پیچھے ہٹکر فلیپ کے سینے پر
نیزہ مارا جسکی جانستان طعن سے فلیپ نے بڑی پھرتی سے اپنے جسم کو بچایا مگر اسکے ساتھ ہی
عبدالملک نے تلوار کھینچکر برابر سے ایک ہاتھ مارا کہ شانے سے کاٹتی ہوئی سینے تک اتر آئی
اور فلیپ تھرتھرا کر زین پر جھک گیا رومی سواروں نے اپنے افسر کا یہ حال دیکھا اور
جنگ سے عاجز ہو کر ہتھیار ڈالدیے اور امان امان پکارنے لگے یہ حال سنکر حسن کو ترس آگیا
اور لڑائی کو موقوف کرنیکا حکم دیا۔ مسلمانون نے ہاتھ روک کر تلوارین نیامون مین ڈالین
رومی سوار گھوڑون سے اتر کھڑے ہوے اور سب نے اپنی جان و مال کو مسلمانون کے
سپرد کر دیا۔ عبدالملک دوڑتا ہوا آیا دور سے جھک کر حسن کو سلام کیا اور پھر قریب آ کر
خاموش کھڑا ہو گیا۔

حسن۔ (عبدالملک سے) کہو خیریت ہے۔

عبدالملک (آہستہ سے) حضور قلعہ مین تشریف لے چلین تو عرض کرون

حسن (دل مین) الٰہی خیر۔ آئین یہ کیا ماجرا ہے (ایک افسر سے) دیکھیے آپ یہان جو
مناسب ہو انتظام کر لیجیے گا مین قلعہ مین جاتا ہون۔

یہ کہکر حسن اور عبدالملک قلعہ کیطرف روانہ ہوے لشکر سے جب ذرا دور آ گئے تو حسن
نے اشارے سے عبدالملک کو قریب بلایا اور کہا بھائی اسوقت تو بہت بے چین
ہون کہانین نہین صاف صاف بتا دو کہ کیا واقعہ گذرا۔ عبدالملک نے ایک ٹھنڈی
سانس بھر کر کہا حضور میری قسمت مین یہ روز سیاہ لکھی تھی افسوس جسکے لیے حضور نے
اسقدر زحمت اٹھائی اور اس جان نثار نے اپنی جان لڑا دی اسکا پتہ نہین۔ اس
رات سے جس رات ظالم سیلیوس دھوکا دیکر گھاٹی کیطرف سے قلعے کے اندر پہنچ گیا
تھا اسی وقت سے شاہزادی غائب ہین۔ یہ وہ الفاظ تھے کہ جنھون نے حسن کے دل و
جگر پر تیر و نشتر کا کام کیا اسنے حیران ہو کر عبدالملک کی صورت کو حسرت اور یاس بھری
نگاہون سے دیکھا اور ایک آہ کر کے رہگیا اسکے بعد ایک حرف بھی حسن کی زبان
سے نہ نکلا۔ عبدالملک کے جسم مین خوف سے رعشہ پڑا ہوا تھا اور حسن اسی طرح
سر جھکائے آنکھون مین آنسو ڈبڈبائے قلعہ کیطرف چلا جاتا تھا یہانتک کہ اسی حال
سے قلعہ مین داخل ہوا۔ اہل قلعہ مین سے جنکو خبر تھی راستے پر دوڑ دوڑ کے سلام کیا پیچھے

کھڑے تھے۔ حسن جبراً قہراً اُن لوگون کیطرف دیکھتا اور سلام لیتا ہوا حرم سرا کے دروازے
پر پہونچا اور گھوڑے سے اُتر کر اندر چلا گیا سلیم اور دوسرے خواجہ سرا اور ربیعہ حسن کو دیکھتے
ہی چیخین مار مار کر اُسکے قدمون پر جھک گئے اور ربیعہ نے ایک پُر درد لہجے سے کہا
میرے مبارک آقا مجھے یہ امید نہ تھی کہ اس واقعے کے بیان کرنے کے لیے مین بدنصیب
دنیا کے پردے پر باقی رہجاؤن گی آہ زمین نے شق ہوکر یا آسمان نے سر پر گر کر
میری مدد نہ کی۔ میرے معزز آقا بیشک میری قسمت نے مجھے بہت ہی بدیمن ثابت کیا
مگر تیرے انصاف اور رحم کے آگے بالکل بے قصور ہون۔ ربیعہ کی یہ جگر خراش تقریر
سنکر حسن سے بھی ضبط نہ ہوسکا جھک کر اُسکے سر پر ہاتھ رکھدیا اور آنکھون سے
آنسوؤن کا تار بندھگیا زبان سے بات نہ نکلتی تھی۔ بمشکل بھرائی ہوئی آواز سے کہا ربیعہ
اسقدر بیقرار نہ ہو کیون اپنی جان دیے ڈالتی ہے دو ہی دن مین تیری یہ حالت ہوگئی
کہ صورت نہین دیکھی جاتی۔ دیکھ تیری بیقراری دیکھکر مجھے اور بھی زیادہ قلق ہوتا ہے
مقدر! افسوس!!

حسن یہ کہتا ہوا اُس کمرے مین گیا جہان جوُنا رہتی تھی۔ جوُنا کی مسہری اسیطرح
آراستہ لگی ہوئی تھی مگر خالی۔ یہ دیکھکر اُسکا دل بھر آیا قریب تھا کہ چیخین مار مار کر رونے
لگے لیکن ضبط کیا پھر حسن اُس مسہری پر جاکر بیٹھ گیا اور کئی بار جھک جھک کر تکیون پر
پیشانی رکھدی کہ شاید اس مہ جبین معشوقہ کی نکہت زلف عنبرین انمین بسی ہو اور کہین سے
اُس یوسف گمگشتہ کی شمیم دلنواز آجائے مگر افسوس جیسا کہ اُسنے خیال کیا تھا یہ بھی
باعث تسکین نہ ہوا بلکہ اور بھی درد دل بڑھگیا جوُنا کی پیاری صورت اُسکی نگاہون
کے سامنے آگئی اور وہ بجاے اسکے کہ ایسے رنج و قلق کی حالت مین مین تسلی دے اور
اپنے عاشق صادق کی دلنوازی کرے زبان حال سے کہنے لگی کہ افسوس اب مین ہمیشہ
کے لیے تمسے جدا ہوگئی اب سوا عالم خیال کے میری صورت دیکھنا نصیب نہوگی۔ اسوقت
حسن کے دل مین جو خیال پیدا ہوتا تھا اُسکا سلسلہ آخر کو یاس اور حسرت ہی پر ختم
ہوتا تھا اور وہ شیر دل نوجوان جسکی تیغ تیز ابھی سیکڑون بہادرون کو خاک و خون مین
لٹا کر آئی تھی حضرت عشق کی بدولت خود بھی مرغ نیم بسمل کیطرح تڑپ رہا تھا۔ ادھر
تو حسن کی یہ حالت تھی اور اُدھر جو جو خانم اور کنیز و غلام حرم سرا مین تھے سب اپنی

اپنی جگہ دم بخود اور حیران تھے ہر ایک دوسرے کا مُنہ تکتا تھا اور رہجاتا تھا اور سب کو اپنی اپنی پڑی تھی کہ دیکھیے کہیں ادھر عتاب ہو اکثر سامنے سے ادھر ادھر ٹل گئے تھے مگر ربیعہ جسکے دل پر حقیقتاً اس واقعے سے بیحد صدمہ پہونچا تھا اسی طرح کمرے کے ایک کونے مین سر جھکائے ہوئے بیٹھی تھی اور آنکھین ساون بھادون کے بادلون کیطرح برابر آنسوؤن کا مینھ برسا رہی تھین۔ آخر ربیعہ کو حسن کی بیقراری اور قلق نے خاموش بیٹھنے نہ دیا وہ سب خوف و خطر کو بالائے طاق رکھکر اپنی جگہ سے اُٹھی اور حسن کے قریب آکر ہاتھ جوڑ کے کہا حضور اب ذرا طبیعت کو سنبھالیے اور خدا کے فضل و کرم پر بھروسہ کرکے اُنکے تلاش کرنے کی فکر کیجیے۔ یہ تو معلوم ہے کہ خدانخواستہ نہ اُنکی جان پر کوئی صدمہ پہونچا ہے اور نہ رومیون کو اُنکا پتہ ملا ہے پھر اُنکے ملنے سے آپ اسقدر مایوس کیون ہین۔ سچ پوچھیے تو اُنھون نے حق محبت ادا کردیا۔ اللہ اللہ عورت ذات ہوکر وہ کام کیا کہ بڑے بڑے جوانمرد بہادرون سے نہوتا۔

حسن۔ ربیعہ! ہان مفصل بیان کرو کہ اُس فرشتہ خو نازنین پر کیا مصیبت پڑی۔

ربیعہ۔ حضور کیا عرض کرون۔ اُسوقت کی اُنکی حالت کو یاد کرتی ہون تو کلیجہ مُنہ کو آجاتا ہے۔ رات کے نو یا دس بجے ہونگے وہ یہین اسی کمرے مین بیٹھی ہوئی مجھ سے باتین کررہی تھین یکایک معلوم ہوا کہ رومی فوج قلعے کے اندر گھس آئی اور حرم سرا کی طرف بڑھتی چلی آتی ہے۔ یہ سنتے ہی پہلے تو بہت گھبرائین اور حضور پر بھی خوب خفا ہوئین کہ بیٹھے بٹھائے یہان بھیجکر یہ تماشا دکھایا۔ مجھ مین تو مارے رنج و قلق کے دم نہ تھا پھر خود ہی اپنا وہ لباس صندوق سے نکالا جسے پہنے ہوئے طرسوس مین آئی تھین۔ اپنے ہاتھ سے پہنا اور کمر سے تلوار لگاکر بیٹھ گئین۔ اسکے بعد مجھے ایک خط لکھکر دیا اور کہا کہ مین چھپنے کی فکر کرتی ہون اگر چھپ سکی تو یہ خط کسی رومی افسر کو دیدینا پھر تمکو کوئی نہ ستائیگا اور اگر مین نہ چھپ سکی تو خود ہی تمہاری سفارش کردونگی پھر مجھسے کہا کہ لو خدا حافظ۔ خبردار اپنی جگہ سے جنبش نہ کرنا ورنہ بنا بنایا کام بگڑ جائیگا۔ بس یہ کہکہ کمرے سے باہر چلی گئین تھوڑی دیر مین رومی فوج اندر گھس آئی اور کئی افسر دندناتے اسی کمرے مین آگئے مین نے اونکو وہ خط دکھلایا دیکھتے ہی اُنکے حواس جاتے رہے اور اُلٹے پاؤن پلٹ گئے مجھسے بات تک نہ کی

حسن۔ اُس خط کو پڑھکر اُن افسرون نے آپس مین کچھ گفتگو کی تھی؟

ربیعہ۔ ہان حضور خوب یاد آیا اُنمین ایک بوڑھا سا شخص تھا وہ خط دیکھکر نہایت رنجیدہ ہوا اور کہنے لگا افسوس ہم خوش تھے کہ مسلمانون کو خوب دھوکا دیا مگر یہ نہ معلوم تھا کہ خود دھوکا کھایا اُدھر مسلمانون نے ہمین ٹالا اور ادھر اُس بدنصیب لڑکی کو طرسوس روانہ کردیا۔

حسن۔ اور پیاری جونا نے بھی چلتے وقت کچھ کہا تھا۔

ربیعہ۔ حضور۔ آہ وہ جملہ تو زبان سے نہین نکلتا جب کمرے سے دروازے پر جاکر کھڑی ہوئی ہین۔ حسرت کی نظر سے چارون طرف دیکھا اور پھر آبدیدہ ہوکر مجھسے کہا کہ اگر اپنے آقا سے ملو تو میری طرف سے کہدینا کہ قسمت نے مجبور کردیا زندگی بھر کے لیے دل پر داغ لیے جاتی ہون"

یہ جملہ سُنکر حسن تڑپ گیا معلوم ہوا کسی نے دل مین نشتر چبھو دیا اور بے ساختہ زبان سے نکلا آہ سچ کہا قسمت نے مجبور کردیا ورنہ میری راستباز معشوقہ پیمان شکن نتھی ہائے کس ظلم وستم سے فلک نے اُسے مجھ سے چھڑایا۔ آہ اوسکا نازک دل بھی داغ مفارقت سے محفوظ نرہا۔ آہ اُس نازپروردہ دوشیزہ پر کیسی مصیبت پڑی ہوگی وہ ان وحشت خیز جنگلون اور پہاڑون مین کس طرح پریشان اور سرگردان پھرتی ہوگی" اے خدا تو اُسکی مدد کر اور اُسے ظالم دشمنون سے بچا۔ اے یگانہ و یکتا وحدت اور یکتائی خاص تجھی کو شایان ہے۔ عالم کثرت کا ذرہ ذرہ تیری وحدانیت پر شہادت دے رہا ہے اُس راہ راست کی جویا کو جسکی مجھے تلاش ہے مجھسے ملادے اور جو تثلیث کی کشاکش سے جان چھڑا کر توحید کے اطمینان بخش سایہ مین آنا چاہتی ہے اُسے اپنے ظل عاطفت مین جگہ دے۔ مین تیرے اُس مبارک نام پر توکل کرکے جسکا قدس اور جلال ازل سے ابد تک ہمیشہ قائم رہنے والا ہے۔ اُس آوارۂ دشت وبیابان کی تلاش پر کمرہمت باندھتا ہون۔ اے قادر و توانا میری مدد کر" ان پاکیزہ خیالات نے حسن کی طبیعت پر عجب تسکین بخش اثر ڈالا دل کو برآنے والی امیدون نے قوت دیدی اور یاس وحسرت کی صورتین بے رونق نظر آنے لگین۔ حسن اُٹھکر بیٹھ گیا اور ربیعہ سے کہا جاؤ سلیم سے کہو کہ عبدالملک کو پہنچ

ساتھ لیکر آئے۔ ربیعہ دوڑی ہوئی گئی اور سلیم کو فوراً عبدالملک کے پاس بھیجا۔ عبدالملک ابتک ڈیوڑھی پر موجود تھا حکم پاتے ہی حاضر ہوا۔

حسن (عبدالملک کے) بھائی خبر جو کچھ ہوا وہ ہوا لیکن اب نہایت سرگرمی کے ساتھ جلد تجسس اور تلاش کا کوئی معقول انتظام ہونا چاہیے۔

عبدالملک۔ حضور اسوقت تک تو کمبخت رومیون نے یہان سے نکلنے ہی نہ دیا مگر اب خدا کے فضل سے کچھ خوف وخطر باقی نہین یہ جان نثار ابھی روانہ ہوتا ہے اور انشاء اللہ امید ہے کہ ضرور ربیعہ ملجائیگا۔

حسن۔ مین چاہتا تھا کہ خود اس کام کو انجام دون اور درحقیقت یہ کام بھی میرے ہی لائق تھا مگر تم جانتے ہو کہ اُدھر امیر المومنین کی آمد امد ہے مین اس حالت مین کسی طرح طرسوس سے کہین ٹل نہین سکتا اسلیے مجبور ہون اور اپنا بار تمپر ڈالتا ہون۔

عبدالملک۔ اب اس خدمت کو حضور مجھپر چھوڑ دین اور اطمینان سے طرسوس تشریف لیجائین۔ مین حضور کو یقین دلاتا ہون کہ اپنی انتہائی کوششونکو اس کام مین صرف کر دونگا اور مجھے امید ہے کہ ضرور کامیاب بھی ہونگا کیونکہ ابھی نہ زیادہ وقت گذرا ہے اور نہ رومی فوج ہی کا ان اطراف مین کہین نام ونشان باقی رہا ہے۔

حسن۔ اچھا تو مجھے اب کچھ زیادہ کہنے کی ضرورت نہین تم خود سب حال سے واقف ہو نہایت احتیاط اور ہوشیاری سے کام لینا۔ مین یہ بھی مناسب نہین سمجھتا کہ یہ بات عام طور سے ظاہر ہو۔

عبدالملک۔ مین ان سب امور کا لحاظ رکھونگا۔ اسوقت تک سوا میرے اور ان لوگون کے جو اس حرم سرا مین ہین کسی کو کانون کان اس راز کی خبر نہین اور آیندہ بھی ایسی ہی احتیاط کیجائے گی۔ ہان حضور یہ تو فرمائیے کہ آپ کو سلیوسس کے یہان تک کی خبر کیونکر معلوم ہوئی۔

حسن۔ بھائی مجھے ایک راہب نے یہ خبر دی بس مین بدحواس ہو کر فوراً چل کھڑا ہوا۔

عبدالملک (تعجب سے) راہب نے!

حسن۔ ہان خدا اُسکے دلمین نیکی ڈالدی ورنہ بالکل سمجھ مین آنیوالی بات نہین۔

عبدالملک۔ کیا حضور کے سامنے وہ راہب بھی پیش ہوا تھا۔

حسن۔ پہلے تو اُس سے مجھی سے ملاقات ہوئی ہین کیمپ دیکھنے گیا تھا وہین وہ مجھ سے ملا۔
عبدالملک۔ حضور کو کچھ خیال ہے کہ وہ کس شکل و صورت کا آدمی تھا؟
حسن۔ ایک بوڑھا آدمی تھا وحشیون کی سی صورت بنائے سر پر بڑے بڑے بال تھے اور داڑھی بھی حد اعتدال سے بہت بڑھی ہوئی تھی بلند قامت اور جسیم بھی تھا۔ صرف سر اور داڑھی کے سفید بالون سے بوڑھا معلوم ہوتا تھا باقی اُسکے جسم پر ضعیفی کے آثار نہ تھے اچھا خاصہ توانا اور تندرست تھا۔
عبدالملک۔ اس راہب کا قصہ بھی عجیب و غریب ہے واللہ اعلم یہ شخص جن ہے یا شیطان۔ خانقاہ مین جو واقعہ پیش آیا۔ ہان تبھی یہی راہب تھا اور پھر آنکھون کے سامنے سے غائب ہو گیا اسکے بعد رومی کیمپ مین پہونچا اور رسیلیوس کو ورغلا کر یہان لڑنے کو لایا۔ اب معلوم ہوا کہ حضور کے پاس بھی وہی خبر دینے کو پہونچا تھا۔
حسن۔ واہ یہ تو بیشک حیرت انگیز تماشا ہے مین بھی سوچتا تھا کہ ایک راہب کو ایسی خبر رسانی سے کیا تعلق۔ یہ بھید بالکل سمجھ مین نہین آتا۔ مینے ناحق اُسے رخصت کر دیا جب وہ ایسا چالاک اور راز کا پتا لایا تھا تو بھلا اب کاہے کو اوس کا پتہ لگیگا۔ خیر اس خیال کو دور کرو۔ کوئی ہو گا تمہین اپنے کام سے کام۔ مگر ہان ذرا تم خیال رکھنا اگر کہین وہ ذات شریف ملجائین تو ایک مرتبہ مجھ تک لے آنا۔
عبدالملک۔ حضور اُس مکار کا ملنا بہت مشکل ہے مگر در اصل غضب کا آدمی نکلا۔
حسن۔ اچھا خیر اب ہمین اپنی فکر کرنا چاہیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آج کی رات تم اطمینان کے ساتھ آرام کرو کیونکہ زیادہ تھکے ہوے ہو اور مین خود اسی وقت نکل کر رات بھر جہانتک ہو سکے تلاش کرون۔ صبح کو مین طرسوس چلا جاؤنگا اور تم سرگرمی کے ساتھ اپنے کام مین مشغول ہو جانا۔
عبدالملک۔ میرے نزدیک تو اسوقت حضور کا اس قصد سے باہر نکلنا مناسب نہین خواہ مخواہ لوگ شبہ کرینگے بلکہ مین خود اسی وقت روانہ ہوتا ہون مجھے اب راحت و آرام اسی مین ہے کہ شاہزادی صاحبہ ملجائین۔ عمر بھر حضور کے سایۂ عاطفت مین چین سے بسر کی ہے اب وقت پر آسائش و آرام دیکھنے کا موقع نہین۔
حسن (خوش ہو کر) اچھا تو خدا حافظ۔ فی امان اللہ اب دیر نہ کرو کیونکہ در اصل

اب بھی وقت ہے۔

عبدالملک سلام کرکے رخصت ہوا۔ اُسکے جانے کے بعد تھوڑی دیر تک تو حسن اُسی طرح وہین بیٹھا رہا پھر خود بھی حرم سرا سے برآمد ہوا کئی افسر دروازے پر منتظر تھے حسن نے اُنسے دریافت کیا کہ میرے چلے آنے کے بعد میدان جنگ مین کیا حالت رہی ایک افسر نے سب کیفیت مفصل بیان کی پھر حسن نے حکم دیا کہ سب قیدیون کو علی الصباح پوری حفاظت کے ساتھ طرسوس روانہ کیا جائے اور بعد نماز صبح ہم سب روانہ ہونگے ہمارے ساتھ کے سوارون مین سے جو زیادہ مجروح اور زخمی ہون انکو دوا علاج کی غرض سے ہاروینہ مین ٹھہرا دیا جائے اور اُنکی آسایش کے لیے عمدہ انتظام کردیا جائے غرضکہ اسی قسم کی چند ہدایتین کرکے حسن نے اُن افسرون کو رخصت کیا پھر حرم سرا مین جاکر اُسی کمرے مین لیٹ رہا اور جوئنا کے تصور مین محو ہوگیا اور عجیب بیقراری اور بیچینی مین وہ رات بسر کی صبح کی نماز پڑھکر حرم سرا سے نکلا اور جیسا خوش خوش ہاروینہ تک آیا تھا اب اُسکے برعکس ملول اور اداس طرسوس کیطرف روانہ ہوا۔

تیرھوان باب

خضر ملجاتے ہین جنکو اسے ملنا تھا

جوئنا کو ہاروینہ سے نکلے ہوے یہ تیسری شب ہے۔ عبدالملک تب سے اُسکے تجسس مین جنگلون اور پہاڑون کی خاک چھان ڈالی اور ابھی تک اسی طرح تلاش مین سرگردان ہے مگر جوئنا کا ملنا تو درکنار کسی نے یہ بھی پتہ نہ دیا کہ تمنے کہین اس وضع اور لباس مین کسی کو دیکھا ہے۔ اصل امر یہ ہے کہ بیچاری جوئنا جس رات کو ہاروینہ سے سر بصحرا نکلی ہے اُسپر اسقدر رومیون کے ہاتھ مین پڑجانے کا خوف غالب تھا کہ وہ رات ہی رات ایک منزل سے کچھ زیادہ ہی راہ طے کرکے صبح ہوتے ہوتے پہلے ایک گھنے جنگل مین پہونچگئی تھی۔ رات کے وقت جہان تک وہ قیاس کرسکی تھی اُسنے اس بات کا ٹھیک اندازہ کرلیا تھا کہ جس راستے کو اُسنے اپنے لیے اختیار کیا ہے وہ طرسوس اور رومی کیمپ دونون مقامات سے مخالف سمت کو گیا ہے۔ جوئنا دلکو قوی کرکے رات کے وقت سفر کرتی تھی اور دن بھر پہاڑ کی گھاٹی یا جنگل کی کسی جھاڑی مین چھپی رہتی تھی

اسکا اندازہ کرنا بہت مشکل ہے کہ اس مصیبتناک سفر مین جسمین وہ اپنے سایہ سے بھی کبھی
کبھی ڈر کر سہم جاتی تھی جوُنا کے نازک دل پر کیسے کیسے صدمے گذرے ہون گے اور
اُس حور بہشت نے کیونکر اُن وحشت خیز جنگلون اور پہاڑون مین تن تنہا پوری ادو
راتین اور دو دن بسر کیے ہونگے لیکن اسوقت ہم دیکھتے ہین کہ وہ غریب ما فوق طاقت
تکلیفین اُٹھاتے اٹھاتے اپنی جان سے تنگ آ گئی ہے اور آج سرِ شام ہی سے جنگل
مین راستے سے بچتی ہوئی درختون کی آڑ مین آہستہ آہستہ گھوڑی پر جا رہی ہے۔ اندھیری
رات ہے اور چارون طرف سے صحرائی جانورون کی وحشت ناک آوازین آ رہی ہین۔
جوُنا کی یہ حالت ہے کہ کئی روز کے ہولناک سفر کی تکان سے بالکل چہرہ اُتر گیا ہے۔ اب
نہ جسم ہی مین توانائی باقی ہے اور نہ دل ہی مین خوف و خطر کے صدمون کے برداشت
کرنے کی تاب ہے۔ بہت ہی خوف زدہ اور سہمی ہوئی ہے۔ ہوا کے تیز اور تند جھونکے
چل رہے ہین اور درختون کی شاخین جب ایک دوسرے سے ٹکراتی ہین تو وہ پرند
جو اُن پر بسیرا لیے ہوئے ہین پھڑ پھڑا کر اُڑنے لگتے ہین اور اُنکی مختلف اور گوناگون آوازین
درختون کے کنج سے گونجتی ہوئی نکلتی ہین اور سہمگین جنگل کو اور بھی مہیب بنا دیتی ہین۔
اسی حالت مین جوُنا ہر بار لرز لرز کر بدحواس ہو جاتی ہے اور جس ہاتھ مین گھوڑے
کی باگ لیے ہوئے ہے وہ بید کی طرح کانپ جاتا ہے۔ دم گھٹنے لگتا ہے اور اسوقت
قوت واہمہ اور بھی نمک بر جراحت ہو جاتی ہے۔ سیکڑون ایسی مہیب صورتین
جنکا روے زمین پر کہین وجود نہین جوُنا کی نظر کے سامنے آ جاتی ہین اور رنگی رنگت
قسم قسم کے خوف انگیز خیالات خود بخود اُسکے دل مین پیدا ہو جاتے ہین۔ کبھی وہ دیکھتی
ہے کہ درختون کے سایہ مین برابر اُسکے ساتھ ساتھ موذی دیوون اور عجیب الخلقت
بھوتون و غول چلا آ رہا ہے اور قریب ہے کہ اُسکو اپنی زہریلی نگاہون سے بیہوش
کرکے اپنا شکار بنالے۔ کبھی دیکھتی ہے کہ اُسکے گھوڑے کے سمون کی آواز پر جنگل سے
درندے جنکے دانت برچھیون کی اَنی سے بھی زیادہ تیز اور چمکدار ہین بے تحاشا دوڑتے
ہوئے آ رہے ہین۔ جنگل کی چھوٹی چھوٹی جھاڑیان جو کسی نہ کسی قسم کے رنگین پھولون
یا پھلون مین لدی ہوئی دن کو نہایت خوشنما معلوم ہوتی تھین اسوقت اندھیری رات
مین وہ سب جوُنا کے لیے شیاطین اور قزاق بنگئی ہین۔ ہوا مین اُڑتا ہوا اگر کوئی

تب بھی اُسکے بدن کو چھو جاتا ہے تو دل دھک سے ہو کر رہجاتا ہے اور معلوم ہوتا ہے
کہ موت کے فرشتے کا زبردست ہاتھ رگ گردن تک پہونچگیا غرضکہ اسی حالت میں جوہنا
برابر ایک سمت میں آگے بڑھتا چلی جاتی ہے یکایک چلتے چلتے وہ ایک بڑے گنجان
درخت کے نیچے ٹھٹک کر کھڑی ہو گئی اور غور سے داہنی طرف دیکھنے لگی۔ یہان سے کسیقدر
فاصلے پر اس سمت میں کچھ روشنی کی سی جھلک دکھائی دیتی تھی جوہنا اسی کو غور سے
دیکھا کی۔ اس روشنی کے متعلق طرح طرح کے خیالات اُسکے دل میں آئے مگر چونکہ وہ
روشنی بہت دور تھی اسلیے وہ کوئی صحیح قیاس نہ کرسکی کہ یہ روشنی کیسی ہے اور
کہان ہے۔ پھر اُسنے گھوڑے کو اسی طرف بڑھایا لیکن چند قدم چلکر رک گئی اور دل
میں کہنے لگی کہ اگر ایسا ہو یہان کوئی فوج پڑی ہو یا ڈاکوؤن کا کوئی گروہ ہو تو مفت
جان جائے۔ پھر دیر تک وہین کھڑی ہوئی کچھ سوچتی رہی اور آخر اُسنے اس خیال
سے کہ گھوڑے کے ٹاپ کی آواز دور تک جاتی ہے گھوڑے سے اُتر کر اُسے ایک
درخت سے باندھ دیا اور خود پیادہ پا اسطرف کو چلی مگر جابجا رک رک کر چارون طرف
دیکھتی جاتی تھی۔ ابھی وہ روشنی سے فاصلے پر تھی کہ یکایک ایک ہموار سڑک پر نکلی
اور اس سڑک پر آتے ہی بعض آثار سے اُسے معلوم ہوا کہ یہان سے کوئی آبادی
قریب ہی اور یہ سڑک سیدھی وہیں گئی ہے۔ چونکہ رات زیادہ گئی تھی اور یہ خیال ہوتا
تھا کہ اسوقت کوئی شخص راستے میں نہ ملیگا اسلیے جوہنا کنارے کنارے اُسی سڑک پر
آگے بڑھی۔ تھوڑی دور چلکر اُسے ایک سیاہ پہاڑ سی نظر آئی جو عین سڑک پر
تھی لیکن پھر غور کرنے سے معلوم ہوا کہ بہت اونچی دیوار ہے جو غالبا کسی چھوٹی
سی آبادی کے گرد کھینچی ہوئی ہے۔ اب جوہنا اور قریب پہونچ گئی اور اُسنے دیکھا کہ
عین سڑک پر ایک بڑا سا پھاٹک لگا ہوا ہے مگر بند ہے یہ دیکھکر وہ پچھلے پاؤن پلٹی
اور سڑک سے کسیقدر ہٹ کر ایک درخت کی آڑ میں گھاس پر بیٹھ گئی اور دیر تک اسی طرح
سر جھکائے ہوئے بیٹھی رہی۔ بار بار اپنی مصیبت پر خیال کرکے رونے لگتی تھی اور
دل میں کہتی تھی۔ ہائے مقدر نے مجھے کیسی آفت میں مبتلا کیا۔ اس وسیع دنیا
میں کہیں میرا ٹھکانا نہیں رہا۔ انسان ہوکر جنگلون میں درندون اور پہاڑ کیطرح
کیونکر زندگی بسر کرون کب تک انسانون سے چھپ کر پہاڑون کی کھائیون میں

سنسان جنگلون مین آوارہ و سرگردان پھرون یہ سامنے آدمیون کی آبادی ہی مگر
افسوس مین وہان بھی نہین جاسکتی کیونکہ خدا جانے کیا سانحہ پیش آئے اور میرے
ساتھ یہان کے رہنے والے کیا سلوک کرین۔ کیا ہر مسلمان جعفر کیطرح نیک نہاد اور
حسن کی طرح پاکباز اور رحیم المزاج ہوگا جو ایک بیکس عورت کے حال پر ترس
کھائیگا۔ آہ مجھپر وہ وقت پڑا ہے کہ خدا دشمن پر بھی نہ ڈالے ہاے یہ اندھیری رات
اور یہ وحشت خیز جنگل اور تنہا مین خانمان برباد و آوارہ گرد نہ دہل کر دم ہی نکل جاتا
ہے کہ مر کر اس دردناک زندگی سے نجات پاؤن اور نہ کہین روے زمین پر پناہ ہی
ملتی ہے کہ اس ہول اور مصیبت سے چھٹکارا ملے۔ آہ کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ کدھر
جاؤن اور کیا کرون۔ یون ہی صبح ہوجائیگی تو کہان جاکر چھپونگی اور کیونکر چھپونگی
کیونکہ اب تو ضعف اور ناتوانی سے مجھ مین جنبش کرنیکی بھی طاقت نہین ہے اب زیست کا جام
لبریز ہوچکا بس اے دنیا جو تنا ایک ہی روز شاید تیری اور مہمان ہو اب اسمین زیادہ رنج
و الم برداشت کرنے کی قوت نہین۔ تیری چند روزہ فریب آمیز تواضع اور مدارات
سے بڑا دھوکا کھایا۔ اے بیرحم اور حیلہ جو مجھپر اور تیری میزبانی پر لعنت ہے درحقیقت
تیری منحوس صورت دیکھنے کے لائق نہین۔ تو اگرچہ منظر ساحرہ تھی مگر او مکار
تونے گلابی اور چمکدار پودر سے اپنے کالے کھدڑے رخسارون کو رنگ لیا ہی اسلیے
تجھے پہچاننے مین دھوکا ہوتا ہے۔ آہ ایک بڑی حسرت دل مین رہی جاتی ہی کہ
جسکے لیے مینے یہ مصیبت اٹھائی اور عہد وفا پورا کرنے کے لیے جان دیتی ہون۔
دم واپسین بھی میری بالین پر نہوگا اور نہ مجھے میرے دلی جذبات اور وفا کی داد ملیگی
میری روح اس عالم جاودانی مین بھی اس خیال سے ہمیشہ بیچین رہیگی کہ کہین میری
گمنامی کی موت اس راستباز نوجوان کو میری طرف سے بدگمان نہ کردے اور جب
وہ مجھے ڈھونڈے اور نہ پائے تو کہین اسکے دل مین یہ خیال نہ آئے کہ مین فریب
دیکر اپنے ملک اور قوم مین چلی گئی۔ اس خیال کے دل مین آتے ہی جوئنا نے بنظر
یاس آسمان کی طرف دیکھا اور ٹھنڈی سانس بھر کر کہا اے آسمان کے روشن ستارو
تمہاری نورانی صورتون سے معلوم ہوتا ہی کہ تم خدا کی اچھی مخلوق مین سے ہو دیکھو تم
گواہ رہنا کہ مین کس بیکسی اور حسرت سے اپنی غمگین جان کو مصیبتون کی نذر کرتی ہون

لیکن میرے استقلال اور ثابت قدمی مین کوئی فرق نہین آیا اور وہ صورت جسکو
مینے اپنے دل مین جگہ دی تھی اب بھی اُسی دلفریبی کے ساتھ میری نگاہونکے سامنے
ہے جوئنا کی زبان سے یہ درد انگیز الفاظ نکل رہے تھے اور اوس کی امید والرزو کے
آفتاب وماہتاب پر یاس وحرمان کی تیرہ وتار گھٹا چھائی ہوئی تھی اور اب وہ مایوس
ہوکر پھر اُسی جگہ واپس جانے کو تھی جہان اپنے گھوڑے کو باندھ آئی تھی مگر اُسکے
ذہن مین یکایک یہ خیال آیا کہ مین یہان تک آئی اور یہ سب کچھ دیکھا لیکن اِس
روشنی کا کچھ پتا نہ معلوم ہوا کہ کیسی تھی اور کہان تھی۔ یہ خیال کرکے وہ اُس جگہ سے
اٹھی اور سوچنے لگی کہ کسطرف مینے اُسے دیکھا تھا۔ ٹھیک اندازہ کرکے وہ سڑک
چھوڑکر داہنی طرف چلی اور ایک نخلستان سے گذر کر بہت ہی قریب بلندی پر
ایک چھوٹی سی خوبصورت عمارت دیکھی۔ پہلے تو وہ ٹھٹکی لیکن چونکہ اُس ٹیلے کے
آس پاس جسپر وہ عمارت تھی کسی کی آہٹ نہ پائی اسلیے دل کڑا کرکے ٹیلے کے
نیچے تک گئی اور آہستہ آہستہ اُسکے گرد گھومکر اوپر جانے کا راستہ ڈھونڈھنے لگی۔
ایک طرف بہت ہی بڑی لمبی چوڑی سیڑھیان اُسے نظر آئین جو پتھر کی صاف اور سڈول
چٹانون سے بنائی گئی تھین۔ جوئنا نے اپنی تلوار کو جو کمر مین لگی ہوئی تھی کھولکر ہاتھ
مین لیا اور اُسی کو ٹیکتی ہوئی چپکے چپکے اُن سیڑھیون پر چڑھی اور جب وہ اوپر ایک
ہموار صحن مین پہونچگئی تو سامنے اُس عمارت کا دروازہ دکھائی دیا جوئنا دبے پاؤن
اُس بند دروازے کے قریب پہونچی اور ریٹ سے لگ کر کھڑی ہوگئی۔ اسوقت جوئنا
کی یہ حالت تھی کہ اُسے سانس لینا بھی شاق تھا اور خوف سے ہاتھ پاؤن لرز رہے تھے
دیرتک یون ہی کھڑی رہی مگر مطلق کسی طرف کوئی آہٹ نہ پائی تو مجبور ہوکر اُس جگہ
سے ہٹی اور چاردیواری سے ملی ملی دوسری سمت کو بڑھی۔ یکایک اسکے کان مین
کسی کی آواز آئی جسپر جوئنا چونک کر غور سے کان لگاکر سننے لگی۔ چونکہ اُسکے دل و
دماغ کو خوف و دہشت نے پریشان کر رکھا تھا اسلیے عرصے تک کچھ سمجھ مین نہ آیا کہ
یہ کسکی آواز ہے اور کدھر سے آتی ہے۔ پھر آہستہ آہستہ دو چار قدم وہ اور آگے
بڑھی۔ یہان سے صاف آواز سنائی دیتی تھی۔ اب جوئنا رک گئی اور غور کرنے لگی
کہ یہ چند شخص آپس مین باتین کر رہے ہین یا کوئی ایک شخص کچھ پڑھ رہا ہے آخر اُسے

معلوم ہوا کہ ایک ہی شخص کی آواز ہے اور وہ مسلسل کوئی چیز پڑھ رہا ہے۔ جو نسا
اور قریب گئی اور دیوار سے لگ کر کھڑی ہو گئی پھر دل مین غور کرنے لگی کہ مین نے
اسی طرح اور ایسے ہی الفاظ کو کسی اور کو بھی پڑھتے ہوے سنا ہے ہان خوب یاد
آیا حسن ہی کو اسطرح ایک کتاب پڑھتے ہوے سنا تھا اور جب ربیعہ سے مین نے
پوچھا کہ یہ اسوقت کیا پڑھ رہے ہین تو اُسنے کہا تھا کہ قرآن ہی۔ یہی کتاب خدا نے ہمارے
نبیؐ پر نازل فرمائی ہی۔ ربیعہ بھی تو روز صبح کو اسی مقدس کتاب کو پڑھا کرتی تھی مگر
اُسکی زبان صاف نہ تھی اور لہجہ بھی کچھ اچھا نہ تھا۔ یہ شخص تو بالکل حسن ہی کی طرح
پڑھ رہا ہے لیکن اتنا فرق ہی کہ حسن کی آواز بہت ہی پیاری ہے اور اوسمین شباب
کی قوت اور تازگی بھری ہوئی ہی اور یہ شخص کوئی سن رسیدہ آدمی ہے آواز بھی
کسی قدر بھاری ہے۔ کہین یہ مسلمانون کی خانقاہ تو نہین (بغور دیکھکر) بیشک یہ
خانقاہ ہے۔ طاسوس اور ہارونیہ مین بھی قریب قریب اسی قطع کی کئی خانقاہین
مینے دیکھی ہین۔ مسلمان ایسی خانقاہون کو کیا کہتے ہین۔ (سوچکر) مسجد مسجد۔ مگر یہ
آبادی سے علحدہ کیون ہی۔ ہوگی۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہی کہ یہ ایک بافضا مقام ہے
اور بستی سے قریب بھی ہے اسلیے یہان یہ عمارت بنادی گئی ہے اور اسمین اس
مسلمان راہب کو ٹھہرادیا گیا ہے۔ یہ شخص ضرور کوئی خدا کا نیک بندہ معلوم ہوتا ہی
کیونکہ اسوقت جبکہ یہان آس پاس کیا دور دور تک کسی انسان کا پتہ نہین اور
شب تاریک نے چرند پرند تک کو ساکت و صامت کر دیا ہے۔ یہ نیک شخص تن تنہا
اپنے خدا کی عبادت مین مشغول ہی۔ اسمین شک نہین کہ اسکی عبادت نمائشی نہین
اور اسکا تقدس ریاکاری سے بالکل بری و پاک ہے بلکہ اسکے دلی جذبات اور قلبی
اخلاص نے اسے خواب نوشین کی لذت اور بستر راحت کی آسائش سے جدا کر کے
اپنے معبود حقیقی کے حضور مین لاکر بٹھا دیا ہے۔ اسکی آواز سے کیسی صلاحیت ظاہر
ہوتی ہی اور کیسا پر درد اور دل پر اثر ڈالنے والا لب و لہجہ ہے۔ میری برگشتہ تقدیر
چاہے جو کرے مگر بظاہر تو مجھے پورا یقین ہوتا ہے کہ اگر مین اپنی مصیبت ناک
داستان کو اس شخص سے بیان کرونگی تو ضرور میری مدد کریگا اور اگر بالفرض اُسنے
میری مدد بھی نہ کی تو یہ بھی ممکن نہین کہ ایسے مقدس شخص کے ہاتھ سے مجھے کوئی اذیت

ہوئے۔ جو شخص خدا سے ڈرتا ہے وہ کبھی کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ یہی خیال تھا جسنے جونا کے دل کو بڑی ڈھارس دی اور اب وہ بیخطر چند قدم اور آگے بڑھی اور ایک کھڑکی کے نیچے آکر کھڑی ہوگئی۔ یہ کھڑکی تھوڑی سی کھلی ہوئی تھی اور اُس سے کچھ کچھ روشنی کی جھلک باہر معلوم ہوتی تھی اسی جگہ وہ شب زندہ دار عابد بڑے ذوق شوق سے قرآن خوانی مین مشغول تھا۔ جونا منتظر تھی کہ ذرا اس شخص کی محویت کم ہو تو اُس سے کچھ کہے۔ تھوڑی دیر تک اُسنے انتظار کیا اور جوہین وہ عابد خاموش ہوا جونا نے تن بتقدیر ایک بار جرأت کر کے نہایت دردناک آواز سے کہا

دد اے مقدس باپ مین ایک خانمان برباد انسان ہون اور شامت اعمال سے سخت مصیبت مین مبتلا ہون مجھے پناہ دے،، جونا اتنا ہی کہنے پائی تھی کہ کسی نے گھبرا کر جلدی سے کھڑکی کھولدی اور کہا دد کیون بھائی خیر ہے تم پر کیا مصیبت پڑی کیون بقدر بیقرار ہو تم تو اس ملک کے رہنے والے بھی نہین معلوم ہوتے پھر یہان اور خصوص اسوقت کسطرح آنا ہوا۔

جونا۔ افسوس مجھمین اب اتنی تاب نہین کہ اپنی سرگذشت اسطرح کھڑے کھڑے بیان کرون۔

عابد۔ اُدھر آؤ مین جاکر دروازہ کھولتا ہون۔

یہ کہکر وہ خدا ترس لپک کر دروازہ کھولنے گیا ادھر سے جونا بھی اپنے دل پر امید کو سنبھالے ہوئے پہونچی دروازہ کھلا اور جونا اندر آئی۔ اُسنے دیکھا کہ ایک میانہ قامت اور نحیف الجثہ شخص بڑا سا کرتہ پہنے اور سر پر ایک مدور عمامہ رکھے ہوئے کھڑا ہے۔

جونا اُسے دیکھتے ہی سلام کے لیے جھک گئی اور اُسکے کرتے کے دامن کو آنکھون سے لگالیا۔ اُس عابد نے معانقے کے لیے ہاتھ بڑھایا مگر معانقے کے بعد خود بخود کچھ مشوش سا ہوگیا پھر مسجد کا دروازہ بھیڑ دیا اور اپنے حجرے کیطرف اشارہ کر کے کہا چلو وہان چلکر بیٹھو۔ جونا تعظیم سے اُسکے پیچھے ہولی اور دونون چند قدم راہ طے کر کے حجرے مین آکر بیٹھ گئے۔ اب اُس عابد نے بڑی حیرت سے جونا کی طرف دیکھا اور کہا دد ای لڑکی تیری دردناک آواز سے مجھپر ایسا اثر پڑا کہ میرا دل بے چین ہوگیا اور مطلق اس امر کی تمیز نہ کر سکا کہ یہ کسی مرد کی آواز ہے یا عورت کی۔

جونا۔ بیشک آپنے نہ پہچانا ہوگا۔ اول تو آپ کا دل ہی بے اختیار میری

متاثر ہوگیا۔ دوسرے اس خیال کا کوئی موقع بھی تو نہ تھا کہ غیر ملک کی رہنے والی عورت اسوقت اور یہان اس حالت مین کا ہیکو کوئی آنے لگی۔ میری طرح کیون کسی پر مصیبت پڑی ہوگی۔

عابد۔ ہان پہلے مین یہی سمجھا تھا کہ آجکل چونکہ ان اطراف مین مسلمانون اور رومیون سے لڑائیان ہو رہی ہین اسلیے شاید کوئی آفت زدہ رومی سپاہی ہے جو کسی طرح اپنے لشکر سے جدا ہوگیا ہے اور مسلمانون کے خوف سے گھبرایا ہوا آوارہ وسرگردان پھرتے پھرتے ادھر آنکلا ہے۔

جونا۔ تو کیا اے مقدس باپ آپ اپنے دشمن کو پناہ دیتے۔

عابد۔ وہ میدان جنگ مین بیشک ہمارا دشمن تھا جب ہم پر تلوار کھینچتا تو ہم بھی اوسپر تلوار کھینچتے لیکن جبکہ وہ اسطرح عاجزی سے ہمسے شفقت کا طالب ہوتا تو بیشک ہمارے اصول مذہب کے خلاف تھا کہ ہم اُسے پناہ نہ دیتے اور مروت وانسانیت سے اُسکے ساتھ پیش نہ آتے۔

جونا۔ آپکے رحم اور شفقت نے میری جان بچالی۔ مین ہمیشہ آپکی شکرگذار رہونگی۔ اگر اسوقت آپ میری دستگیری نہ کرتے تو بیشک مین کل تک زندہ نہ رہتی۔ میری سرگذشت غم ایک افسانہ ہے ذرا میرے ہوش وحواس بجا ہولین تو آپ سے مفصل عرض کرونگی۔

عابد۔ نہین مین تمکو ابھی یہ تکلیف دینا نہین چاہتا تم اطمینان سے دوسرے حجرے مین جہان میرا بستر ہے جاکر آرام کرو جب دل ٹھکانے ہو تو اپنا حال بیان کرنا۔

جونا۔ اگر آپ کا کوئی حرج نہو تو مین اسی جگہ ایک طرف تھوڑی دیر لیٹ رہون۔ اب مین آپکے سامنے سے جدا ہونا نہین چاہتی۔

عابد۔ میرا کوئی حرج نہین۔ تم اسی حجرے مین جہان چاہو آرام کرو۔

یہ کہکر اُس مرد نیک نے ایک طرف اُسی حجرے مین اپنی چادر جونا کے لیے بچھادی جونا نے اپنی کمر کھولی۔ تلوار پہلو مین رکھ لی اور جو ریشمی چادر سر پر باندھے ہوے تھی اسکو سر سے کھولکر اوڑھ لیا اور لیٹ رہی۔ وہ عابد اپنے اوراد و وظائف مین پھر ہمہ تن مشغول ہوگیا اور دیر تک اُسی مین محو رہا۔ جونا کو اگرچہ اسوقت اک نعمت غیر مترقبہ یعنی کافی امن وراحت ملی تھی لیکن چونکہ وہ بڑی حیرت سے اُس شخص کے حرکات

سکنات کے دیکھنے مین مصروف ہو گئی اور اُس فرشتہ خو بزرگ کے شفقت آمیز اخلاق
کے متعلق اپنے دلمین ارادتمندانہ خیالات پیدا کرنے لگی اسلیے اُسے مطلق نیند نہ آئی
یہانتک کہ مرغان سحر کے چہچہانے کی خوش آیند آوازین اُسکے کانون مین آنے لگین
جس سے جوینا نے اندازہ کیا کہ صبح کے آثار آسمان پر نمودار ہو گئے ہین - اسوقت
اُس عابد نے بھی حجرے سے نکلکر صحن مسجد مین اذان دی اور نماز صبح پڑھنے مین مشغول
ہو گیا - ہنوز آفتاب طلوع نہ ہوا تھا کہ وہ نیک نہاد پھر حجرے مین آیا - جوینا نے
اپنی جگہ سے اُٹھکر نہایت تعظیم سے سلام کیا اور کہا کہ اب اگر آپکو فرصت ہو تو
میری داستان غم سن لیجیے - عابد نے جواب دیا کہ ابھی ذرا توقف کرو - مین دیکھتا ہون
کہ مسلسل تکلیفین اُٹھاتے اُٹھاتے تم بہت ہی ناتوان ہو گئی ہو مین پہلے تمہارے لیے
کچھ کھانے پینے کا بندوبست کر دون اور تم تھوڑی سی غذا کھا کر پانی پی لو تاکہ یہ ضعف
کم ہو جائے - جوینا یہ سُنکر خاموش ہو رہی - اُس عابد نے اپنا عصا ہاتھ مین اُٹھا لیا اور
حجرے سے نکلکر روانہ ہوا - تھوڑی دیر کے بعد ایک ظرف مین دودھ اور گرم گرم
روٹیان ایک رومال مین لپیٹے ہوے لایا اور دونون چیزین جوینا کے سامنے رکھدین
پھر ایک کوزے مین ٹھنڈا پانی لا کر وہین رکھدیا اور ایک لوٹے مین ہاتھ منہ دھونے
کے لیے بھی پانی لا دیا - جوینا اس تواضع اور خاطرداری کو دیکھکر خجالت سے عرق عرق
ہوئی جاتی تھی - شرماتی ہوئی اُٹھی - ہاتھ مُنہ دھویا اور پھر اطمینان سے بیٹھکر کھانا کھایا
کھا پی کر جب ذرا دم مین دم آیا تو وہ اپنی سرگذشت بیان کرنے کے لیے اس مہمان نواز
عابد کے سامنے مؤدب ہو کر بیٹھ گئی اور ابتدا سے انتہا تک اپنا سارا حال کہہ سنایا
اُسنے بڑے غور سے تمام ماجرا سنا اور تسلی اور تشفی دیکر کہا - اب تم بالکل مطمئن ہو اور
بیخوف و خطر ہو کر جب تک یہان قیام کی ضرورت پڑے ٹھہرو مین انشاءاللہ تمکو
طرسوس پہونچا دونگا - ابھی ابھی جو مین کھانا لینے اولاش[1] مین گیا تھا تو معلوم ہوا کہ خلیفہ
معتصم باللہ کا پیش خیمہ طرسوس مین آگیا ہے اور غالباً آج خلیفہ خود بھی وہان رونق
افروز ہونگے - مین آج کسی ہوشیار قاصد کو تجویز کرونگا اور کل اُسے خط دیکر حسن کے

[1] صاحب مسالک الممالک نے لکھا ہے کہ اولاس ساحل بحر روم پر مسلمانون کا ایک قلعہ ہے اور
یہان سے طرسوس تک دو روزہ مسافت ہے -

پاس بھیجدونگا۔ یہان سے طرسوس دو منزل ہی یقین ہی کہ آجکے تیسرے چوتھے روز وہان سے تمہارے
لینے کے لیے کوئی آجائیگا۔ یہ الفاظ جوئنا کے لیے آب حیات کی گھونٹ ہوگئے۔ گویا اسکے سر نو روح قالب
مین آگئی شکریہ مین ہونٹون سے پھول جھڑنے لگے۔ جب دیر تک جوئنا نے شکر و سپاس کا تار باندھ دیا
تو اس مرد بزرگ نے کہا کہ بیٹی تمہارے ساتھ ایسا کیا سلوک کیا ہی جو اسقدر شکریہ کا مستحق ہوتا یہ تو
ایک معمولی بات ہی کہ ایک انسان دوسرے کے ساتھ اتنی ہمدردی سے پہلوتہی نہین کرتا اتفاق کی
بات ہی کہ تم اس حالت مین مبتلا ہوگئین اور اسطرح یہانتک آنا ہوا۔ خدا کارساز ہی وہی ہوتا تو وہ
کوئی دوسرا سبب تمہارے لیے مہیا کردیتا۔ اب تم خاطر جمع رکھو مین تھوڑی دیر مین اولاس جاؤنگا اور کسی
قاصد کو تلاش کرونگا کیونکہ شاید سرکاری برید ڈاک کے ذریعے سے تم اپنی اطلاع بھیجنا مناسب سمجھوگی۔
جوئنا۔ بیشک آپکا خیال صحیح ہی مین چاہتی ہون کہ میرا حال جہانتک ہو سکے پوشیدہ ہی رہی تو بہتر ہو۔
لیکن یہ تو فرمائیے کہ آپ تو اولاس تشریف لیے جاتی ہین مین تن تنہا یہان رہون کوئی اندیشہ تو نہین ہے۔
عابد۔ کچھ اندیشہ نہین تم میری حجرے مین جاکر آرام کرو دروازہ بھیڑ لینا اور یہ بھی اسوجہ سے کہ کاہیلو
تم کسی کے سامنے ہو ورنہ تم صحن مسجد یا باہر مسجد کے قریب جہان چاہے آؤ جاؤ کوئی تمکو دیکھے بھی تو
کچھ خوف و اندیشہ نہین ہی میرے سامنے ساتھ یہان کے سب باشندے نہایت محبت اور انس سے پیش
آتے ہین اور کوئی میرے خلاف نہین ہی بلکہ مین تمسے کہنے کو تھا کہ تم جب تنہا حجرے مین ہو تو خیر ورنہ
جب مین یہان آؤن یا تم ہی باہر صحن مین نکلو تو منہ پر نقاب ڈال لیا کرو یہ بہت ہی اچھا طریقہ ہے
اور جنکو خدا نے عقل سلیم دی ہی وہ سمجھتے ہین کہ پردے مین بہت سے فائدے ہین۔
جوئنا۔ تو کیا مین آپسے بھی پردہ کرون؟۔
عابد۔ بیشک تمہین مجھسے بھی پردہ کرنا چاہیے بلکہ ضروری اور لازمی ہی۔ مین تمہین اسوقت
ایک نقاب لادونگا۔
جوئنا۔ بہتر مجھے آپکے حکم کی تعمیل مین کوئی عذر نہین ہے۔
عابد۔ مین تمہاری اس سلیم الطبعی سی بہت خوش ہون درحقیقت تم اسکی مستحق ہو کہ تمہارے ساتھ ہمدردی کیجائے
جوئنا۔ قصور معاف مین چاہتی ہون کہ آپکا مقدس نام معلوم کرکے اسے عظمت کے ساتھ اپنے دل مین جگہ دون۔
عابد۔ مجھے سعد بن یحیی کہتے ہین۔
جوئنا۔ آپنے رومی زبان کیونکر سیکھی مین دیکھتی ہون کہ آپ اس زبان کو بہت صاف بولتے ہین۔
سعد۔ ابتدائی عمر سے مجھے علوم و فنون سیکھنے کا بے انتہا شوق ہی اور اسی شوق مین اکثر دور دراز کے

سفر کرنیکا اتفاق ہوا چنانچہ ایک وقت مین عبرانی اور یونانی زبان سیکھنے کی شوق مین روم و یونان کا سفر کیا تھا اور بعد تون اُن اطراف مین رہنا ہوا اسلیے اُن ملکون کی زبانسے واقف ہوگیا ہون ہان خوب یاد آیا یہ تو بتاؤ کہ تم یہان تک پیادہ پا آئی ہو یا کوئی سواری تھی کیونکہ ابھی ادہر اس بن لوگ جنگل سے ایک گھوڑا لائے ہین جسکی نسبت بیان کیا گیا ہو کہ ایک درخت سے بندھا ہوا تھا اور اُسکا کوئی مالک وہان موجود نہ تھا۔

جوئنا۔ اگر کمیت اور چھریرے بدن کا ہو تو وہ گھوڑا میرا ہی ہو مگر کیا وہ اب مجھے ملسکتا ہو۔

سعد۔ مل کیون نہین سکتا وہ تمہارا مال ہو کسی کو اُس سے کیا تعلق مین ابھی تمہارا گھوڑا لائے دیتا ہون۔ یہ کہکر سعد نے پھر اپنا عصا سنبھالا اور روانہ ہوا۔ جوئنا آرام سے بستر پر لیٹ رہی اور اپنے خیالات مین محو ہوگئی۔

تھوڑی دیر کے بعد سعد پھر حجرے مین آیا اور کہا لو سب کام خدا کے فضل سے طے ہوگئے تمہارا گھوڑا بھی آگیا اور قاصد بھی ملگیا۔ اب مین خط لکھکر اُسکے حوالے کرتا ہون۔ جوئنا نے خوش ہوکر شکریہ ادا کیا۔ سعد نے وہین بیٹھکر ایک مختصر سا خط لکھا اور جوئنا کو سنا کر قاصد کو روانہ کیا اور خود بھی اُٹھکر اپنے حجرے مین چلا گیا۔ جوئنا کو اب گونہ اطمینان ہوگیا تھا اور کئی راتونکی جاگی ہوئی تھی تھی چادر تانکر خوب سوئی۔ غروب آفتاب کے بعد آنکھ کھلی۔ اُٹھکر ہاتھ منہ دھویا۔ اتنے مین نماز مغرب سے فارغ ہوکر سعد جوئنا کے حجرے مین آیا اور کہنے لگا "کہ تکان سفر سے ایسی خستہ تھین کہ آج بہت دیر تک سوئی رہین۔ تمہارا کھانا دوپہر سے رکھا ہوا ہی۔ جوئنا نے کہا ابھی نہین تھوڑی دیر مین کھاؤنگی اسکے بعد سعد نے باہر جانیکا قصد کیا مگر جوئنا نے کہا کہ اگر آپ اپنے کسی خاص شغل مین نہون تو تھوڑی دیر یہان تشریف رکھیے مین آپ سے کچھ عرض کرنا چاہتی ہون۔

سعد۔ ہان مجھے اسوقت تو کوئی کام نہین ہے۔

جوئنا۔ کیا آپ اسے ناپسند کرینگے کہ مین مذہب کے متعلق آپ سے چند باتین دریافت کرون۔

سعد۔ نہین نہین نہایت خوشی سے تمکو اجازت دیتا ہون کہ جو کچھ پوچھنا ہو شوق سے پوچھو۔

جوئنا۔ اول مین یہ معلوم کرنا چاہتی ہون کہ خداوند مسیح کے بارہ مین آپ کا کیا اعتقاد ہی۔

سعد۔ ہم اُنکو انبیاء و مرسلین مین سے ایک نبی مرسل جانتے ہین اور اُنکی رسالت پر ایمان رکھتے ہین۔

جوئنا۔ مگر انجیل مقدس مین تو کئی جگہ خداوند مسیح کو ابن اللہ یعنی خدا کا بیٹا کہا ہو۔

سعد۔ کیا لفظ ابن کے تم حقیقی معنی لیتی ہو۔

جوُنا۔ نہین ہرگز نہین۔

سعد۔ اچھا تو پھر ضرور اسکے کوئی مجازی معنے لینا ہونگے۔

جوُنا۔ بیشک اسکے معنے یہی ہین کہ مسئلۂ اقانیم ثلاثہ حق ہی بلا تمیز اشخاص و تقسیم اجناس تین ایک اور ایک تین۔ باپ خدا ہی۔ بیٹا خدا ہی۔ روح القدس خدا ہی۔ باپ بیٹا روح القدس ایک خدا ہی مسیح انسان ہی اور خدا ہی یا یون کہیے کہ مسیح خداے مجسم ہے۔

سعد۔ چشم بد دور اس مسئلے کی خوبصورتی تو اسکی صورت ہی سے ظاہر ہی مجھے تعریف کرنیکی کیا ضرورت ہی۔ خیر اصل مطلب تمہارا معلوم ہوا کہ مسیح کو ابن اللہ کہنے سی تم مسیح کی الوہیت کا اعتقاد رکھتی ہو

جوُنا۔ درحقیقت یہی بات ہی۔

سعد۔ مگر سنو تو سہی اس حیثیت سے تو اسرائیل کی الوہیت کا بھی تمکو اقرار کرنا چاہیے کیونکہ توریت مین تمنے پڑھا ہوگا کہ اسرائیل کو خدا نے اپنا پلوٹھی کا بیٹا کہا ہی[له] بلکہ اس سے زیادہ فرنگی بات سنو ایک اسرائیل ہی نہین تمہین بہتون کی الوہیت کا اقرار کرنا پڑیگا۔ خدا نے داؤد اور افرایم اور سلیمان کو بھی اپنا بیٹا کہا ہی پھر انکی الوہیت کا بھی اعتراف کرو اور انھین پر کیا منحصر ہی توریت مین تو تمام بنی اسرائیل کو فرزندان خدا کہا گیا ہی۔ بہتر ہو گا کہ ایک سرے سے سب کو خدا مان لو۔

جوُنا۔ آخر پھر ابن اللہ کے کیا معنے ہونگے۔

سعد۔ مین دیکھتا ہون کہ ماشاء اللہ تم نہایت خوش فہم اور انصاف پسند ہو معقول بات سُن کر کج بحثی اور ہٹ دھرمی نہین کرتین۔ امید ہی کہ انشاء اللہ بہت جلد حق کو حق سمجھ لوگی۔ لو سنو مین بتاتا ہون۔ توریت اور انجیل مین ابن اللہ کا اطلاق مرد صالح اور مطیع خدا پر ہوا ہی چنانچہ خود حضرت مسیح نے اپنے دوستون تک کو یہ خطاب دیا تھا۔

جوُنا۔ مجھے اسوقت سخت تعجب ہی کہ آپکو تمام توریت اور انجیل گویا ازبر ہین اور میری یہ حالت ہے کہ آپکے یاد دلانے سے مجھے اسوقت وہ مقامات یاد آتے ہین جنکا آپ حوالہ دیتے ہین اور جب آپ کسی آیت کے معنی سمجھاتے ہین تو یہ معلوم ہوتا ہی کہ آجتک مین عجیب غفلت مین مبتلا تھی کہ محض الفاظ دیکھ لیتی تھی اور اُنکے معنی پر مطلق غور نہین کرتی تھی۔

سعد۔ نہین ایسا نہین تمہارا قصور نہین بلکہ یہ تعلیم کا قصور ہی۔ شروع سے تثلیث تثلیث رٹانا شروع

له سفر الخروج آیت ۲۲ باب ۴ سه زبور (۸۹) آیت ۲۶ کتاب ارمیا آیت ۹ باب ۳۱۔ سفر صموئیل ثانی آیت ۱۴ باب ۷ کتاب استثنا آیت ۱ باب ۱۴ و آیت ۹ باب ۳۲ انجیل متی باب ۵ و انجیل یوحنا باب ۱۰۔

کردیتے ہین اور کہاتی ہین کہ یہ ایسا مسئلہ ہی جسکے سمجھنے سے عقل قاصر ہو پس مان لینا چاہیے کہ باپ بیٹا روح القدس ایک خدا ہی اور انمین سے ہر ایک خدا ہی - کاش تمہاری قوم اسجگہ عقل کو معطل نکرتی اور پھر تدبیر کے ساتھ توریت و انجیل پر نظر کیجاتی تو معلوم ہوتا کہ مسئلہ تثلیث کیسا خلاف عقل ہی اور انبیای سابقین نے اپنی اپنی عہد مین کس شد و مد کے ساتھ توحید کی تعلیم دی ہی اور اسیطرح حضرت مسیح نے بھی واضح عبارتون مین وحدانیت الٰہی کو بیان فرمایا ہی اور کبھی دین خدا مین تغیر و تبدل نہین ہوا شروع سے سب انبیاء و مرسلین ایک ہی دین حق کی تعلیم دیتے آئے ہین چنانچہ خود حضرت عیسیٰ فرماتے ہین کہ "مین اسلیے نہین آیا ہون کہ ناموس (اصول شرائع) انبیا کو توڑون بلکہ اُسکی تکمیل (اشاعت) کیلیے آیا ہون - مین تمسے حق بات کہتا ہون کہ جب تک آسمان و زمین قائم ہین ایک نقطہ بھی اُس ناموس سے زائل نہوگا اور وہ تمام اور پورا قائم رہیگا" اسی طرح کلام مجید مین ہی - وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيلًا -

جوئنا - خیر ہمارے مذہب کی تو آپ نے اپنی ذہانت سے تردید کر دکھائی لیکن یہ تو بتائیے کہ آخر اسکی کیا دلیل ہی کہ آپکا مذہب یعنی دین اسلام حق ہی -

سعد - سنو ہم ایمان لاچکے ہین کہ اللہ کے نزدیک اسلام ہی دین حق ہی اور اسی کی ہدایت کے لیے تمام انبیا مبعوث ہوئی ہین - نوحؑ - ابراہیمؑ - اسحٰقؑ - یعقوبؑ - موسیٰؑ - عیسیٰؑ - محمد علیہم السلام نے بندونکو اسی دین حق کی تعلیم دی ہی اور بیچ بیچ مین جو لوگونکے اوہام اور عقول ناقصہ کی مداخلتون سے احکام و شرائع - اصول و فروع مین رخنے پڑ جاتے تھے - ہر ایک نبی اپنے وقت مین حسب وحی ربانی اُن نقائص کو رفع کر کے پھر اُسی پاک اور بے عیب دین کو ظاہر کر دیتا تھا - مین افسوس کرتا ہون کہ تم ہمارے مذہب کے حالات سے بالکل ناواقف ہو اسلیے مین تمہارے سامنے اپنے مذہب کی حقیت مین وہ بہت سی دلیلین نہین پیش کر سکتا جو اُس شخص کے سامنے پیش کیجاسکتی ہین جو کہ مذہب اسلام کے اصول و فروع سے کم و بیش واقف ہو مثلاً تم نہین سمجھ سکتین اگر مین تم سے یہ کہون کہ قرآن مجید ہمارے رسول کا بین معجزہ ہی - اور اُسکی فصاحت و بلاغت نے عرب کے مشہور و معروف سحر بیانون کو حیرت مین ڈالکر خاموش کر دیا تھا سب جانتے ہین کہ عرب کا سرمایۂ ناز یہی ایک زبان آوری اور شیوا بیانی تھی اور جبکہ قرآن مجید نازل ہو رہا تھا تو بالاعلان یہ منادی کر دیگئی تھی کہ ای فصحای عرب اگر تمکو اسمین شک ہی کہ یہ کا کلام نہین ہی تو اسکی کسی چھوٹی سی چھوٹی سورۃ ہی کے مثل کوئی سنجیدہ کلام بنا لاؤ - لیکن باوجود کمال غیرت و حمیت کے کلام الٰہی کے مقابلے مین سب سرنگون تھے اور کسیکو گویائی کا دعویٰ نہ تھا - اسیطرح چونکہ تم ہمارے احکام شریعت سے

واقف نہین ہوا اسلیے اسکو بھی نہ سمجھوگی کہ شریعت محمدی کسقدر کامل اور مکمل شریعت ہی اور اُسکے
احکام کیسے معقول اور فطرت سلیمہ کے مطابق ہین اور قرآن مجید کیسی جامع کتاب ہی جسمین خدای
یکتائی توحید و تنزیہ۔ مسئلہ رسالت۔ حقائق قدرت۔ اصول معارف و حکمت۔ قوانین حسن معاشرت
وغیرہ کو اس فصاحت کلام جامعیت کے ساتھ بیان کیا گیا ہی کہ جو دانشمند اُسے بنظر انصاف و تامل
دیکھے وہ ضرور اس امر کو تسلیم کریگا کہ ایسے امر جلیل الشان کا اہتمام اس عمدگی سے بیشک قوت
بشری کے حدود سے باہر ہی اور بیشک یہ خدا ہی کا کام اور اسی کا کلام ہی۔ خیر غرضکہ مین تمہارے
سامنے ان دلائل کو پیش نہین کرتا بلکہ تمکو ایک دوسرے طریقے سے مذہب اسلام کی حقیقت کا
یقین دلاتا ہون سنو چونکہ تمنے توریت اور انجیل کو پڑھا ہی اسلیے ضرور ہی کہ تم یہ بات اچھی طرح جانتی
ہوگی کہ گمراہونکو براہ راست پر لانا اور جنکو بداعمالی کا چسکا پڑا ہوا ہی اُنکو نیک کامونکی طرف رغبت
دلانا اور پھر وہ بھی اسطرح سے کہ گویا قلب ماہیت ہو جائے کسقدر مشکل اور دشوار کام ہی۔ دیکھو حضرت
عیسیٰ ایسی قوم یعنی بنی اسرائیل مین مبعوث ہوے تھے جنکے ہاتھونمین توریت مقدس موجود تھی جنمین
بہت سے انبیا یکے بعد دیگرے مبعوث ہو چکے تھے۔ جو اس سے واقف تھے کہ خدا بندونکی اصلاح حال و مآل
کے لیے پیغمبرون کو مبعوث فرماتا ہی جو کسی نہ کسی حد مین پابندی شرائع کے بھی عادی تھے۔ مگر باینہمہ
جب حضرت عیسیٰ نے انسے یہ کہا کہ خدا نے مجھے تم لوگون کو راہ راست بتانے کے لیے بھیجا ہی اور اسکے
متعلق بہت سی معقول باتین اُنسے بیان کین اور ساتھ ساتھ معجزے بھی دکھائے تو سب کے سب بیگانہ ام
اُنکو جھٹلانے لگے اور ایسے اجنبی بنگئے کہ گویا طریقہ بعثت و رسالت ہی سے واقف نہین ہین۔ ہر بات
مین اُنھون نے بر حق کی تکذیب کی بلکہ یہانتک نوبت پہونچی کہ اُنکی جان کے خواہان ہو گئے۔ اتنی
بڑی قوم مین حضرت عیسیٰ کی تمام عمر کی نصیحت و پند کا یہ نتیجہ ہوا کہ تقریباً ستر آدمی اُنپر ایمان لائے
مگر اب تم محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حال پر غور کرو۔ وہ ایک ایسی قوم مین پیدا ہوی جنکو یہ بھی خبر
نہ تھی کہ شریعت کس چیز کا نام ہی یہ بھی در کنار وہ لوگ تو اس سے بھی آگاہ نہ تھی کہ قانون ملک و
سیاست۔ حقوق سلطنت و رعیت بھی دنیا مین کوئی چیز ہین یا نہین۔ ہر شخص صحرائی جانورونکی
کیطرح آزادی کے ساتھ اُن کامونمین جو اُسکے میلان طبع کے موافق ہوتے تھے زندگی بسر کرتا تھا۔
اور جزیرہ نمای عرب دنیا بھر کی جہالت اور وحشت کا مخزن تھا وہان ہمارے رسول مقبول مبعوث ہوے
آپنے اُنھین وحشی جاہلونمین کھڑے ہو کر فرمایا کہ خدا نے مجھے تمہاری ہدایت کے لیے بھیجا ہے۔
ان اپنی بداعمالیون سے باز آؤ اور جزا کی باز پرس سے ڈرو ورنہ قیامت کے دن سختی ہوگی

آگ مین جھونک دی جاؤ گے۔ یہ نئی بات سنتے ہی سب بھونچکا ہو گئے کہ آئین اس شخص نے یہ کیا کہا ہم نے
تو کبھی اپنے باپ دادا سے ایسی بات نہین سنی۔ خدا کا کسی کو ہدایت کے لیے بھیجنا کیسا جیسے ہم ویسے یہ بات
اور کسی دہکتی ہوئی آگ کسی نے کہا کچھ نہین یون ہی کوئی مہمل بات ہی جو اس شخص کی زبان سے
نکل گئی۔ کسی نے کہا شاید یکایک اسے جنون ہو گیا ہے اسلیے ایسی لا یعنی اور بے معنی باتین
کرتا ہے۔ غرضکہ قہقہے لگاتے ہوے سب چلے گئے اور ہمارے رسول کریم قوم کی جہالت پر تاسف
کرکے رہ گئے لیکن جس حوصلے کو خدا وسیع کرے اور جس ہمت کو اللہ بلندی عطا فرمائے اُس حوصلے
اور ہمت کے مقابلے مین ایسی حالتین کیا مخالف اثر ڈال سکتی ہین۔ یہ دل خدا سے پھر
بار بار قوم کے سامنے اسی نعمت کو پیش کیا یعنی اُنکو نصیحت کرنے پر ہمہ تن متوجہ ہو گئے شریرون
نے اوس برگزیدہ نبی کو انواع و اقسام کی تکلیفین دین طرح طرح کی اذیتین پہونچائین اکثر اہل
خاندان بھی جاہلون کے جتھے مین ملگئے اور مخالفین کے قوت بازو ہو گئے۔ وطن کے در و دیوار سے
مخالفت کی صدائین آنے لگین۔ یہ اُس نبی معصوم کیلیے بڑی خوفناک حالت تھی چنانچہ
اس بیکسی اور پریشانی کو دیکھکر ایک عزیز قریب کا دل بھر آیا اور اُسنے ہمدردی کے لہجے مین
سمجھایا کہ اس جھگڑے بکھیڑے کو جانے دو۔ ساری قوم مخالفت پر تلی ہے اپنی جان پر رحم کرو۔ مگر یہان ان
ہمدردی کے الفاظ کی کیا گنجایش تھی صاف کہدیا کہ مین ہدایت کے لیے مامور ہوا ہون اگر قوم آفتاب
و ماہتاب کو بھی آسمان سے اتار کر میرے ہاتھ پر رکھدے گی تو بھی اس ہدایت سے باز نہ آؤنگا
چنانچہ ایسا ہی کیا۔ اذیتین سہین۔ مخالفون کے جو نا ملائم تر ظاہر ہوے انپر صبر کیا اور آخر
اُس وحشی جانور رونکے گلے کو دھرتے پر لگایا۔ موثر نصیحتون اور حقانی کلمات نے نا مہذب
بت پرستون کے سخت دلون کو موم بنا دیا وہ مشرک اور کافر جنھون نے عمر بھر خدا و رسول کا
نام بھی نہ سنا تھا صدق دل سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہکر اچھے خاصے مومن اور مسلمان
ہو گئے۔ آدم سے لیکر محمد صلعم تک سب انبیا کی تصدیق کرنے لگے۔ بدیان نیکیون سے بدل گئین
یا تو وہ جہالت تھی کہ معاذ اللہ منہا۔ یا انکے دلون مین وہ اسرار حکمت بھر گئے کہ اُنکی بات بات
پر فلسفی پھڑک جائین ریگستان عرب مین اونٹ چرانیوالے عالم ملکوت کی فضا مین سیر کرنے
لگے۔ پشتہا پشت کا باہمی جاہلانہ بغض و عناد یک قلم دلون سے دور ہو گیا اسلام نے سب کو
شیر و شکر کر دیا۔ جن چہرون پر شرارتین برستی تھین وہ تقوی اور طہارت کی آب و تاب سے چمکنے
لگے دیکھنے والون کو حیرت ہو گئی کہ اللہ اکبر کیا تھا کیا ہو گیا۔ عرب کا زمین و آسمان ہی بدل گیا

اور رسول برحق کی دلپذیر یعنی خدا کا سچا دین تھوڑی ہی مدت مین جیسا کہ تم دیکھتی ہو شرق سے
غرب تک پھیل گیا۔ حق پرستون سے دنیا بھر گئی اور محمد عربی پر جو کتاب خدا نے نازل فرمائی
تھی وہ دُنیا کے بڑے حصے پر حکومت کرنے لگی۔ بھلا اس صورت مین عقل سلیم باور کرسکتی ہے
کہ یہ تاثیر پند و نصیحت چھوٹے مدعی نبوت کی ہو اور ایسے پسندیدہ مذہب کا بانی اور ایسے
عمدہ قوانین کا مقنن کوئی ایسا شخص ہوسکتا ہی جو موید من اللہ اور خدا کا رسول نہو اگر ایسا
ہوسکتا ہی تو آدم سے اسوقت تک کسی زمانے مین ڈھونڈھکر کوئی ایسی نظیر پیش کرو کہ کسی
جھوٹے مدعی رسالت کے مذہب نے ایسی حیرت انگیز ترقی کی ہو اور اُسکے اصول مذہب
ایسے شائستہ اور بائستہ ہون جیسے کہ اسلام کے ہین اور بخصوص اُس حالت مین جبکہ اس مدعی
نبوت نے نہ کسی یونانی دار الحکمت مین تعلیم پائی ہو نہ بابل اور مصر کے کسی دار العلم مین سبق
لیا ہو نہ کسی بادشاہ کو پھسلا کر اُس سے اپنا ایجاد کیا ہوا مذہب شایع کرایا ہو بلکہ وہ خود اُمی
مشہور ہو۔ امیون مین پرورش پاکر غربت اور افلاس کی حالت مین اپنی نبوت کو ظاہر کیا ہو
بادشاہ وزیر ایک طرف خود اسکے وطنی الوگون نے بھی اسکی مدد نہ کی ہو۔

جوئنا۔ (دیر تک سکوت کے بعد) آجکا دن میرے لیے نہایت مبارک دن ہی کہ آپکے مقدس
بزرگ کے سامنے اپنے عقائد فاسدہ سے توبہ کرکے دین اسلام قبول کرتی ہوتی ہون اور خدای وحدہ
لاشریک سے التجا کرتی ہون کہ میری توبہ قبول فرمائے۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

سعد۔ الحمد للہ۔ الحمد للہ۔

جوئنا۔ اب میری آرزو یہ ہی کہ جب تک مین یہان ہون اوقات فرصت مین قرآن مجید کے
مبارک احکام کو آپ کی زبان سے سنا کرون تاکہ مذہب اسلام کے اصول و قواعد میرے
ذہن نشین ہوجائین اور مین اُنپر کاربند ہون۔

سعد۔ انشاء اللہ اب روز بروز اسلام کے قوانین و احکام اور رسول پاک کے دلپذیر نصائح
سے تمکو واقفیت ہوتی جائے گی اور بہت جلد معلوم ہوجائیگا کہ جس دین حق کو تمنے قبول ہے
وہ کیسا پسندیدہ مذہب اور انسان کے لیے روحانی آسائش اور ابدی راحت بخشنے والا ہی۔

چونکہ باتون باتون مین رات زیادہ گذر گئی تھی اور نماز عشا کا وقت تھا اس لیے سعد نے
سلسلۂ تقریر کو ختم کردیا مسجد مین آکر نماز عشا پڑھی اور پھر اپنے درود و وظائف مین مشغول
ہوگیا۔ ادھر جوئنا بھی کھانا کھاکر سو رہی صبح کو معمول کے موافق اُٹھی سعد بھی حجرے مین آیا

اور دیر تک پھر جوُنا سے امور مذہبی کے متعلق گفتگو ہوتی رہی۔ اسی جلسے مین جوُنا نے نماز سیکھنے کی بھی سعد سے خواہش ظاہر کی چنانچہ سعد نے پہلے تو اُسے اہل اسلام کے طریقۂ جودت کی خوبیان سمجھائین پھر نہایت دلنشین ہو جانے والے انداز سے وضو اور نماز طریقہ بتایا۔ چونکہ جوُنا بہت ہی خوش فہم تھی اسلیے ایک ہی دن مین اُسنے وضو اور نماز کے قاعدے سیکھ لیے اور ظہر کے وقت سے سعد کے ساتھ نماز پڑھنے لگی۔ رات بھر جاگ کر اُسنے کئی چھوٹے چھوٹے سورے بھی یاد کر لیے اور دوسرے روز اُسنے اس عمدگی سے تمام ارکان وضو اور نماز کو بترتیب ادا کیا کہ سعد کو بھی اُسکی ذہانت اور شوق پر تعجب ہو گیا۔ یہ شغلہ جوُنا کو ایسا اپنے مین محو رکھتا تھا کہ وہ شب و روز اسی مین لگی رہتی تھی۔ جب سعد کو فارغ دیکھتی پھر نہ کچھ پوچھنا شروع کر دیتی اور سعد کی بھی یہ حالت تھی کہ وہ بھی ہمہ تن متوجہ ہو کر ہر دن اُس سے ضروری مسائل اور محاسن اسلام بیان کیا کرتا تھا غرضکہ اسی شغل مین کئی روز جوُنا کو ایسی دلچسپی کی حالت مین گذر گئے کہ شاید ہی اُسنے کبھی یہ یاد کیا ہو کہ مین کون ہون اور کہان ہون۔ لیکن جب چار روز اُسکو یہان آئے ہوے گذر گئے اور پانچوین شب نماز عشا سے فارغ ہو کر اپنے بستر پر لیٹی تو یکایک اُسے یہی خیال آیا کہ آئین آج پورے چار روز ہو گئے ابھی تک طرسوس سے کوئی نہ آیا اور نہ وہ قاصد ہی پلٹا۔ الٰہی یہ کیا معاملہ ہے کیا حسن سے اُس سے ملاقات نہین ہوئی کیونکہ یہ تو ہرگز نہین ہوسکتا کہ میرا خط حسن کو ملا ہو اور انھون نے اسیر التفات نکی ہو۔ فرض کیا کہ خلیفہ طرسوس مین آئے ہوے ہین اور اسوجہ سے شاید خود حسن یہان نہ نہین آ سکتے مگر کیا وہ جعفر یا عبد الملک یا اپنے کسی اور معتمد رفیق کو بھی نہین بھیج سکتے تھے۔ ابھی وہ اسی خیال مین تھے کہ صحن مسجد مین بہت سے آدمیون کے آنے کی آہٹ معلوم ہوئی۔ جوُنا گھبرا کر اپنی جگہ سے اُٹھی اور ٹٹ کی آڑ سے جھانک کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ بہت سے مسلح سپاہی فوجی وردیان پہنے ہوے کھڑے ہین اور سعد اور دو اور شخص الگ کھڑے ہوے آپسمین باتین کر رہے ہین۔ جوُنا یہ دیکھتے ہی خوش ہو گئی اور سمجھ لیا کہ یہ سب طرسوس سے میرے لینے کو آئے ہین۔ پھر خدا کا شکر کرتی ہوئی اپنی جگہ آکر بیٹھ گئی اتنے مین سعد آیا اور کہا لو جوُنا مبارک ہو طرسوس سے حسن نے ایک افسر کو مع کئی سو سوارون کے تمھارے لینے کو بھیجا ہے اور وہ قاصد بھی بہت سا انعام پا کر انھین سب کے ساتھ واپس آیا ہے۔

جوُنا۔ (خوش ہو کر) مین کہانتک آپکے کریمانہ اخلاق کا شکریہ ادا کرون آپکے سبب سے مین نے دوبارہ زندگی پائی بلکہ آپ ہی کے طفیل سے اسلام سے مشرف ہوئی۔ خدا آپ کو

اس حُسن سلوک کی جزائے خیر دے۔

سعد۔ جوُنا مین تمہارے شریفانہ اوضاع و اطوار سے بہت خوش ہون اور امید کرتا ہون کہ جس طرح تم نے خوش خوش دین اسلام کو قبول کیا ہے اسی طرح ہمیشہ احکام دین کی پابندی و ارکان اسلام کی بجاآوری مین ثابت قدم رہو گی۔ دنیا اور اسکی نعمتین سب فنا ہونیوالی ہین۔ عالم فانی کے جاہ و حشم پر مغرور اور دہر ناپائدار کے بے بقا عیش و عشرت پر بھروسا بالکل خلاف عقل ہے۔ اخلاص کے ساتھ معبود حقیقی کی عبادت سچے دل سے پیشوایان دین کی متابعت۔ اپنی بنی نوع کے ساتھ ہمدردی اور رفاقت معاملات مین راستبازی نجات پانے والون کے شیوے ہین۔ مین صدق دل سے دعا کرتا ہون کہ خداوند تعالیٰ کی توفیق ہمیشہ تمہارے رفیق حال رہے اور جس طرح اسلام قبول کر کے تمنے عزت و آبرو حاصل کی ہے آخرت مین بھی تم اپنے اعمال نیک کے اعتبار سے سرخرو رہو۔

جوُنا۔ (آنکھون مین آنسو بھر کر) خدا میرے حق مین آپ کی مبارک دعا کو قبول فرماوے اور میرے اس نیک آغاز کو حسن انجام نصیب ہو۔

سعد۔ اچھا اب تمکو تیار ہوجانا چاہیے کیونکہ ان لوگونکا منشاء ہے کہ اسیوقت روانہ ہوجائین۔

جوُنا۔ مین بالکل تیار ہون آپ فرماوین کہ سواری منگائی جائے۔ مگر راستے کی ضرورتون کے لیے کوئی عورت بھی ساتھ ہونا چاہیے۔

سعد۔ مین دریافت کر چکا ہون کئی کنیزین ہمراہ ہین۔ جوُنا ہان خوب یاد آیا جعفر جنکا تمنے کئی بار تذکرہ کیا ہے اُنسے میرا سلام کہنا اور کہدینا کہ خدا کے فضل سے سعد ہر طرح مطمئن اور آرام سے ہے۔

اتنا کہکر سعد کے چہرے کا رنگ متغیر ہوگیا اور بیساختہ آنکھون مین آنسو ڈبڈبا آئے جوُنا حیرت سے اُسکا مُنھ تکنے لگی۔ پھر گھبرا کر پوچھا سچ بتائیے آپ اسوقت خود بخود جعفر کا ذکر کرتے ہی اسقدر غمگین کیون ہوے۔ سعد نے اسکا کچھ جواب نہ دیا اور بات کو ٹالنا چاہا مگر جوُنا بہت مُصر ہوئی بلکہ غور سے ایکدفعہ سعد کے چہرے کو دیکھکر کہنے لگی اچھا نہ بتائیے اب مین سمجھ گئی آپ سے ہمارے محترم جعفر کی بہت شباہت ملتی ہے ضرور وہ آپکے حقیقی یا کسی قریب کے رشتے کے بھائی ہین۔ یہ سُنکر سعد نے ایک آہ کی اور کہا اے نیک نہاد لڑکی بس اب اس سے زیادہ اپنی ذہانت سے کام نہ لے۔ جب تو خود سمجھ گئی تو میرے بیان کرنیکی کیا ضرورت ہے

مگر اتنا خیال رہے کہ اس راز کو بجز حسن یا جعفر کے اور کسی سے نہ ظاہر کرنا اور میرے حق محبت کو اس بارے مین ملحوظ رکھنا۔ ابھی جونا اس عجیب و غریب معاملے مین حیران ہی تھی کہ سعد جلدی سے تقریر کو ختم کر کے حجرے کے باہر آیا۔ فوراً سواری منگائی گئی۔ سب لوگ وہانسے ہٹ کر ایک طرف ہو گئے کنیزین بھی اُتر کر آ گئین۔ جونا حجرے سے نکلی اور سعد کے ساتھ ساتھ آ کر محمل مین سوار ہوئی۔ سب لوگ آخر سعد سے رخصت ہوے اور قافلہ اسیوقت روانہ ہو گیا۔

چودھوان باب

انتقام کشی یا فتح عموریہ

اب ہم بہت سے تاریخی واقعات کے مرحلونکو اجمال اور اختصار کی اسپیشل ٹرین کے ذریعے سے طی کر کے میدان جنگ مین آتے ہین۔ یہ بیان کیا جا چکا ہی کہ خلیفہ معتصم باللہ نے بعزم جہاد بغداد سے کوچ کیا ہی۔ خلیفہ مع عساکر دولت طرسوس مین خیمہ زن ہوا اور وہان سے کل فوج قاہرہ تین حصون مین تقسیم ہو کر قسطنطنیہ کے ہائی روڈ پر آگے بڑھی۔ اس فوج کی مجموعی تعداد بعضون نے پانچ لاکھ تک بیان کی ہی مگر بعضون نے دو یا ڈھائی لاکھ بیان کی ہی اُنکا قول قرین قیاس ہی۔ جس حصۂ فوج پر افشین حکمران تھا وہ فوج سرحدی پہاڑون کی گھاٹیون سے گذر کر سلطنت روم کے حدود مین سب سے پہلے داخل ہوے اور تھیوفلس اُسکی خبر پاتے ہی اپنے کیمپ سے بہت سی فوج لیکر افشین کی پیشقدمی روکنے کے لیے روانہ ہوا لیکن علی الصباح نواح ارمنیاق مین دونون لشکرونکا مقابلہ ہو گیا تھیوفلس کی فوج بہت زیادہ تھی اسلیے پہلے ہی حملے مین مسلمانونکی صفین درہم و برہم ہو گئین۔ افشین نے بہت کچھ اپنی فوج سنبھالا مگر کوئی تدبیر پیش نہ گئی۔ پیادون کی پلٹنین تمام کٹ کر رہ گئین اور سوار میدان چھوڑ کر ہٹ گئے۔ تھیوفلس کے چہرے پر رونق آ گئی اور رومی سوار دپٹا کر گھوڑے شکست خوردہ لشکر کے تعقب مین طرارے بھرنے لگے مگر زوال آفتاب کے بعد افشین نے پھر اپنے پراگندہ سوارون کو جمع کیا اور میدان مین آ کر صف آرائی کی۔ رومی بھی سمٹ کر مقابلے کو آ موجود ہوے۔ اسوقت ترکی رسالون نے بلا کی تیراندازی کی اور خوب ہی لڑے۔ ابھی کچھ دن باقی تھا کہ رومی فوج کے پاؤن اُکھڑ گئے اور یونانی اور رومی رسالے حواس باختہ ہو کر بھاگ نکلے۔ مسلمان سوارون نے کئی میل تک تعقب کر کے مقتول مسلمانون کا پورا پورا بدلہ لیا۔

تھیوفلس یہ ناگہانی شکست کھاکر خود بھی معدودے چند جانفروش سوارون کے ساتھ ایکطرفکو بھاگ گیا۔ جب یہ خبر رومی کیمپ مین پہونچی تو تمام فوج خوف کے مارے کیمپ سے نکلکر منتشر ہوگئی۔ تیسرے روز تھیوفلس اور میکائل کیمپ مین پہونچے تو اُسے بالکل ویران پایا۔ قیصر یہ حال دیکھکر نہایت غضبناک ہوا اور اپنے جس عزیز کو کیمپ مین اپنا قائم مقام کرکے چھوڑ گیا تھا اُسے قتل کرکے اپنے دل کا بخار نکالا۔ پھر تمام شہرونکے حاکمون کے نام فرمان جاری کیے کہ فوج شاہی کا جو شخص جہان ملے اُسکو گرفتار کرکے کوڑے لگائے جائین اور کیمپ کو روانہ کیا جائے اس سے مطلب یہ تھا کہ دوبارہ فوج کو جمع کرکے خلیفہ معتصم باللہ سے میدان آرائی کرے مگر یہ اُسکا یہ خیال خام تھا۔ غرض تھیوفلس تو ان فکرونمین مبتلا ہوا اور ادھر افشین ایسی فتح نمایان حاصل کرکے رومی قلعون پر غازیانہ اثر ڈالتا ہوا انقرہ کیطرف روانہ ہوا اور اسی طرح مسلمانونکی بیشمار فوج جو ایکبارگی دور تک مملکت روم مین پھیل گئی تھی اور جا بجا رومیونکے قلعون کو زیر و زبر کر رہی تھی سب سمٹکر انقرہ کے وسیع میدان مین جمع ہوگئی جہان کہ کئی ہفتے سے خلیفہ ان سب کا منتظر تھا۔ انقرہ کا قلعہ دار پہلے ہی سے انقرہ کو چھوڑکر فرار ہوگیا تھا اور وہانکے باشندے بھی نکل گئے تھے اسلیے انقرہ بغیر کسی جھگڑے اور فساد کے مسلمانون کے قبضے مین آگیا۔ غرض جبکہ تمام فوج انقرہ مین جمع ہوگئی تو معتصم باللہ نے عموریہ کیطرف کوچ کیا خود قلب لشکر مین تھا اور میمنہ میسرہ پر افشین و اشناس حکمران تھے اور انمین سے ہر حصۂ فوج دوسرے سے چھ میل کے فاصلے پر تھا۔ ہمارا شیردل ہیرو حسن اُس فوج کا ہراول تھا جو اُسکے باپ افشین کی کمان مین تھی۔ عموریہ انقرہ سے سات منزل تھا۔ چنانچہ اسلامی فوج کا وہ حصہ جسپر اشناس حکمران تھا انقرہ سے کوچ کرکے آٹھوین روز عموریہ کے قریب پہونچگیا اور اشناس نے ایک مرتبہ عموریہ کے گرد چکر لگاکر شہر سے چند میل کے فاصلے پر چھاؤنی ڈالدی۔ دوسرے روز وہ فوجین بھی پہونچگئین جنپر ایتاخ اور محمد بن ابراہیم افسر تھے اور پھر اسکے بعد دیگرے تمام لشکر نے آکر عموریہ کو گھیر لیا اور جسوقت معتصم باللہ اور افشین پہونچے ہین اُسوقت چارونطرف سے عموریہ محاصرے مین آچکا تھا۔ عموریہ کے گرد ایک نہایت مستحکم اور استوار فصیل کھنچی ہوئی تھی اور یاطس حاکم عموریہ نے پہلے ہی سے اپنی حفاظت کا سامان مہیا کرلیا تھا۔ جہانتک اُسکو موقع ملا تھا اُسنے قرب و جوار کی چھاؤنیون سے فوجکو جمع کرکے عموریہ کی شہرپناہ کے اندر لیلیا تھا۔ معتصم باللہ کے پہونچتے ہی یاطس نے جنگی نقارہ بجوا دیا

پھاٹک پر نصب کرا دیا اور فوج کا ایک بڑا حصہ لیکر عموریہ سے نکلا - ادھر سے معتصم باللہ ترکی اشناس تو اسکے مقابلے کے لیے نامزد کیا میدان میں باقاعدہ صف آرائی ہوئی اور صبح سے شام تک دونون طرف سے بڑی کوشش کے ساتھ جنگ قائم رہی - رومیون نے اپنی تیز دستی اور پر جوش حملون سے مسلمانون کو جتا دیا کہ عموریہ کا فتح کرنا کوئی آسان بات نہین ہے - اس جنگ مین مسلمانون کو خفیف سی زک اٹھانا پڑی اور قریب شام جبکہ وہ اپنے دن بھر کے نقصانون کو کامیابی کے ساتھ پورا کر رہے تھے یاطس نے چالاکی سے فورًا طبل بازگشت بجوا دیا اور مسلمانون کا [illegible] جوش و خروش انکے دلون ہی مین ٹھنڈا ہو کر رہ گیا معتصم باللہ کو اس پہلے روز ترکی کامیابی پر زیادہ [illegible] ہوا اور دوسرے روز اسنے ایتاخ اور محمد بن ابراہیم کو یاطس کے مقابلہ پر بھیجا یا طس طلوع آفتاب سے بھی پہلے میدان کارزار مین پہونچ گیا اور رومی فوجنے جنگی باجون اور [illegible] دشمن پر دھاوا کیا محمد بن ابراہیم مصری اور شامی رسالون کو لیے ہوئے میدان مین آیا اور [illegible] انکو قائم کیا معلوم ہوتا تھا کہ تیرون اور برچھیون کا ایک جنگل لگا دیا [illegible] کی تیزی کر نہین برچھیون کے پھلون پر صیقل کر رہی تھین گویا ان کو سوارون نے سرون پر [illegible] رہے تھے - ابھی [illegible] فوج حیرت کی نگاہ سے ان رسالون کو دیکھ ہی رہی تھی کہ میدان کی اہنی جانب ایک زرد طوفان خیز سمندر نظر آیا یہی ایتاخ ترکی رسالون کا [illegible] - ان رسالون نے میدان مین پہونچتے ہی دشمن پر تیر باری شروع کر دی اور [illegible] تیر چلے کہ اس طرح جیسا کہ ترکی رسالون نے تار باندھ دیا تھا اور آخر ترکی تیر دستی کا یہ نتیجہ ہوا کہ بہت جلد رومی سوار انکی صفون مین [illegible] تک لخت وہ [illegible] منتشر ہو گئے - اسوقت محمد بن ابراہیم نے بڑی [illegible] سے عربی سوارونکو آگے بڑھا کر رومیون کے میمنہ پر حملہ کر دیا اور فورًا ترکی رسالے بھی بڑھکر [illegible] اور نیزہ بازی سے اسکے حریف کو سخت نقصان پہونچانے لگے - عربی سوار جو نیزہ بازی مین اعلیٰ درجے کے مشاق تھے رومی انکے حملے کا جواب دیسکتے تھے مگر ترکی سوارون نے اپنی پر زور کمانون سے اسوقت وہ حیرت انگیز کام لیا تھا کہ جس سے رومیون کے حواس بجا نہ تھے اور گو رومی فوج بڑی محنت اور سختی برداشت کر کے ابتک ثابت قدمی کے ساتھ لڑ رہی تھی مگر آثار جنگ سے معلوم ہوتا تھا کہ بہت جلد اسے شکست کھا کر پسپا ہونا پڑیگا - یہ رنگ دیکھکر خود یاطس نے آہستہ آہستہ فوج کو پیچھے ہٹایا اور ادھر سے خوش خوش مسلمان رومیون کو دباتے ہوئے آگے بڑھے لیکن جب

عموریہ کی اونچی فصیل اور قریب قریب کے برجون سے مسلمانون پر تیرون اور پتھرونکا مینھ برسنا شروع ہوا تو انکو اپنی غلطی پر بڑا افسوس کرنا پڑا اور چونکہ اُنکے لیے اب آگے بڑھکر پھر پیچھے ہٹ جانا بھی اچھا نہ تھا اسلیے اُنھون نے مطلق اُن پتھرون اور تیرونکی پروانہ کی اور سرو پر سپرین لیکر اُسی طرح اپنے غلبہ کو قائم رکھا۔ آفتاب خط نصف النہار پر پہونچ چکا تھا اور مسلمانونکو پورا اطمینان ہو چلا تھا کہ بہت جلد وہ کامیابی کے ساتھ میدان جنگ سے واپس ہونگے لیکن یکایک رومی فوج مین ایک بڑا انقلاب پیدا ہوا۔ جو تھکے ہوے اور مجروح سپاہی تھے وہ ہٹ کر ایک طرف ہو گئے اور ایک تازہ دم فوج آکر مسلمانونکا مقابلہ کرنے لگی۔ عربی سوار کو بیشتر مجروح تھے اور ترکی رسالونکو بھی دوہرا کام پڑ گیا تھا یعنی سامنے والے حریفونکا مقابلہ اور فصیل اور برجون پر جو فوج تھی اُنکو جواب ترکی بہ ترکی دینا لیکن جس غیرت اور حمیت کو دلون مین لیے ہوے مسلمان لڑ رہے تھے وہ اُنکو ایک قدم بھی پیچھے ہٹنے کی اجازت نہین دیتی تھی۔ بمشکل رومیون کے ہر پرجوش حملے کو برداشت کرتے تھے اور اسی طرح اُنھین دبائے ہوے تھے۔ تقریباً دو گھنٹہ تک اسی انداز سے جنگ قائم رہی اور اس عرصے مین ہزارون مسلمان نذر اجل ہو گئے۔ سوارونکے چہرے اداس ہو چلے تھے کہ یکایک النصر النصر کا غلغلہ بلند ہوا اور بہت جلد یہ خبر پہونچی کہ افشین اور اُسکا ہونہار بیٹا حسن جدا جدا فوجین لیکر آ پہونچے۔ یہ خوشخبری سنتے ہی مسلمانون نے تکبیر کا نعرہ بلند کیا اور گھوڑونکو مہمیز کرکے آگے بڑھ پڑے۔ حسن پانچہزار سوارونکو لیے ہوے پہونچ چکا تھا اُسنے موقع پاکر بڑے زور شور سے رومیون کی میسرہ پر حملہ کیا اور اُسکے ساتھ ہی افشین بھی ہزارون سوارونکو لیکر دشمن کی میمنہ پر ٹوٹ پڑا۔ میدان جنگ مین قیامت برپا ہو گئی۔ رومیونکا مشہور سپہ سالار رعد داخم اپنی فوج لیکر باطس کی مدد کو میدان مین آیا تھا اس ہولناک ہنگامے مین بڑی خوش اسلوبی سے اپنی فوج کو لڑا رہا تھا لیکن حقیقت امر یہ ہے کہ مسلمانون نے نہایت ہی ثابت قدمی اور دلیری سے کام لیا۔ وہ حریف کی پرجوش حملون اور پرخطر کارروائیون کو مطلق خاطر مین نہ لاتے تھے اور اُنھون نے میدان جنگ پر گویا اپنا قبضہ کر لیا تھا۔ کئی گھنٹے تک وہ خونخوار جنگ قائم رہی کہ جسکی کوئی نظیر خود اُن جنگ آورونکو یاد نہ تھی۔ افشین ایک تجربہ کار سپہ سالار تھا۔ وہ بہت باقاعدہ اور خاص انداز سے لڑ رہا تھا مگر حسن اور اُسکے سوار بالکل رومیون مین مخلوط ہو گئے تھے اور اسلیے اُنکو تھکا دینے والی کوششون سے کام پڑا تھا۔ حسن بے تردد اسوقت بھی اُس نے

ہمراہی کئی سوار حلقہ کیے ہوئے تھے اور جس طرف رُخ کرتا تھا یہ لوگ اُسکا ساتھ نہ چھوڑتے تھے۔
عین ہنگامۂ جنگ مین حسن نے خیال کیا کہ باوجود اسکے کہ مقابل اور داہنے بائین بھی ہماری
فوج رومیون کو پامال کر رہی ہے لیکن اُسپر بھی وہ پسپا نہین ہوتے آخر اسکا سبب کیا ہے چنانچہ
اُسنے حتی الوسع میدان جنگ پر ایک سرسری نظر ڈالکر ایک منصوبہ ذہن مین قائم کیا اور پھر
فوراً ٹھیک اندازہ کر کے اُسطرف حملہ کیا جہان وندوا بڑی سرگرمی سے اپنے جنگی قواعد کے موافق
رومی فوج سے عمدہ کام لے رہا تھا وندوا کو ہمارے شجاع نوجوان کے ارادے کی اُسوقت خبر
ہوئی جبکہ وہ اپنے سرفروش بہادر سوارونکی ایک مسلسل صف باندھتا ہوا اُسکے قریب پہونچ
چکا تھا۔ وندوا ایک غیر معمولی تنومند اور بلند قامت ادھیڑ آدمی تھا اور فوج روم مین زور آوری
اور فنِ کشتی کے اعتبار سے یکتا خیال کیا جاتا تھا شاید اسی وجہ سے اُسکا نام بھی وندوا مشہور
ہو گیا ہوگا کیونکہ وندوا رومی زبان مین بیل کو کہتے ہین۔

وندوا اپنے قریب مسلمان سوارونکو دیکھتے ہی حیرت سے چین بر جبین ہو کر آنکھین گھورنے
لگا اور ہنوز وہ اسی تحیر اور غصہ کی حالت مین تھا کہ حسن نے گھوڑے کو ایڑ دیکر اُسکے پہلو پر نیزے کا
وار کیا۔ اُسنے بڑی حقارت سے حریف کے اس حملے کو رد کر کے اپنے سوارونکو للکارا لیکن ابھی
کچھ دیر نہ ہوئی فوراً مسلمان سوار آگے بڑھکر تیغ زنی کرنے لگے۔ اب وندوا اپنے حریف مقابل
کی طرف متوجہ ہوا اور دونون مین نیزہ بازی ہونے لگی۔ دونون طرف سے بہت سے وار ہوئے
مگر سب بیکار گئے اسپر وندوا کو تعجب ہوا اور اُسنے اندازہ کیا کہ میرا حریف گو بظاہر ایک نوعمر اور
باعتبار قد و قامت کے کوئی قوی ہیکل سپاہی نہین مگر فن جنگ سے خوب باہر اور شجاع آدمی
معلوم ہوتا ہے اسلیے اُسنے ہمہ تن مصروف ہو کر اپنی پوری قوت سے کام لینا شروع کیا اور تابڑ توڑ
کئی حملے کیے۔ حسن نے نہایت اطمینان سے دشمن کے وار کو ہر مرتبہ رد کیا اور اسی حالت مین جبکہ
اسکا حریف پیہم وار کر رہا تھا ایک مرتبہ زین پر ابھر کر پورا ہاتھ تلوار کا لگایا جسکے زخم سے داہنا ہاتھ
وندوا کا بیکار ہو گیا اور اُسنے گھبرا کر فوراً گھوڑے کی باگ موڑ دی۔ حسن نے دوسرا وار بھی اُسی
پھرتی سے کیا مگر اچٹتا ہوا گھوڑے کے پٹھے پر پڑا اور وندوا گھوڑا دبا کر نکل گیا۔ وندوا کے ہٹتے ہی
رومیون مین ہلچل پڑ گئی۔ باطس پہلے ہی ہمت ہار چکا تھا اور افشین نے اُسکا قافیہ تنگ کر رکھا تھا
نتیجہ یہ ہوا کہ رومی فوج کو یکلخت ہزیمت نصیب ہوئی۔ شہرپناہ کا پھاٹک کھلا ہوا تھا۔
باطس اور وندوا بمشکل اپنی جان بچا کر شہر مین داخل ہو گئے اور مجروح و پریشان حال رومی فوج

بہزار وقت شہر پناہ کے اندر پہونچی پھاٹک فوراً بند کر لیا گیا اور پھاٹک کے قریب چونکہ
اسوقت بڑے زور شور سے تیر اور پتھر برسنا شروع ہو گئے تھے اور روغن نفت اور دیگر
آتشگیر ادویے بھی بڑی سرگرمی کے ساتھ کام لیا جا رہا تھا اسلیے مسلمان شکست خوردہ
سپاہیون کا زیادہ تعقب نہ کرسکے۔ افشین کے حکم سے عموریہ کے پھاٹک کے سامنے علامت
فتح و ظفر یعنے رایت فلک فرسا نصب کر دیا گیا اور فتحمند لشکر اسلام نے دشمن کو قلعہ بند
کرکے غروب آفتاب کے بعد اپنے مرکز کی طرف مراجعت کی۔ خلیفہ معتصم باللہ جو صبح سے
آفتاب ایک بلند مقام سے میدان کارزار کا معائنہ کر رہا تھا اور لشکر اسلام کی فتح و شجاعت
دیکھکر بہت خوش ہو رہا تھا اپنی فتحمند فوج کا دل بڑھانے کے لیے دور تک خود انکے لینے آیا افشین
اور حسن اور ایتاخ وغیرہ سب سردار خلیفہ کو دیکھتے ہی گھوڑون سے اتر پڑے اور پا پیادہ
رکاب فیض انتساب مین حاضر ہوے۔ خلیفہ نے نہایت پرجوش لہجے مین سب کے حسن
خدمات کی داد دی اور حکم دیا کہ تمام فوج کو جسنے آج میدان جنگ مین جوہر شجاعت دکھا کر
دشمن کو شکست دی ہے علی قدر مراتب انعام تقسیم کیا جائے۔ ایتاخ نے موقع پا کر عرض
کی کہ اے امیر المومنین یون تو آج ہر خانہ زاد نے حق نمک ادا کیا مگر در حقیقت اس فتح
نمایان مین بڑا حصہ میرے معزز دوست افشین کے ہونہار بیٹے نے لیا ہے۔ اسکے بعد جنگ کا
مفصل واقعہ بیان کیا۔ خلیفہ نے یہ سنکر بڑے پیار سے حسن کو اپنے قریب بلایا اور اسکے
سر پر ہاتھ رکھکر دعا دی پھر اپنا نیزہ اپنے ہاتھ سے حسن کو مرحمت فرمایا۔ حسن نے بوسہ دیکر اس
عطیہ کو آنکھون سے لگایا اور افشین نے خلوص و ارادت کے ساتھ شکریہ ادا کیا۔ پھر خلیفہ اپنے
خیمے کی طرف روانہ ہوا اور تمام افسران فوج بھی اپنی اپنی قیامگاہ کیطرف چلے گئے۔ رات
بھر مسلمانون مین خوب چہل پہل رہی۔ تمام شب عیش و آرام مین بسر کر کے صبح کو پھر تیس چالیس
ہزار سوار میدان جنگ مین آ ڈٹے۔ لیکن اب میدان کی لڑائی ختم ہو چکی تھی اور رومیون کے
حوصلے بالکل پست ہو گئے تھے۔ انھون نے بجاے اسکے کہ میدان مین صف آرائی کرین فصیل
اور برجون پر فوج کو قائم کر کے جنگ کا دوسرا رنگ اختیار کیا تھا۔ یہ خبر پا کر خود خلیفہ معتصم باللہ
سوار ہوا اور اسنے عموریہ کے گرد گشت کر کے اسکے برجون کو افسرون پر تقسیم کر دیا یعنی ہر ایک افسر
کے لیے ایک سمت مین ایک جگہ معین کر دی اور اسکے مقابل جو برج تھے اور انپر رومی فوج
قائم تھی انکی جنگ اس افسر کے سپرد کر دی گئی اسی طرح ہر افسر کے لیے ایک حد مقرر ہو گئی کہ

اُنھون جگہ اپنی فوج کو قائم کرکے حریف سے جنگ کرے۔ شہرپناہ کے چارون طرف منجنیقین نصب ہوگئین اور فصیل اور برجون پر سے مسلمانون پر تیر اور پتھر برسا کرتے تھے اور ادھر سے بھی جواب ترکی بترکی دیا جاتا تھا۔ دو ہفتہ تک یہی صورت جنگ قائم رہی۔ اس عرصے مین قیصر کے فرستادہ کئی ایلچی بھی گرانبہا تحفے اور ہدیے لیکر بارگاہ خلافت مین حاضر ہوے اور بہت صلح کی درخواست پیش کی لیکن خلیفہ نے اُنکی درخواست کے متعلق اپنی کوئی راے ظاہر نہین کی اور اُن سب کو بطور مہمان کے بٹھا رکھا۔ غالبًا اس سے مقصود یہ تھا کہ فتح عموریہ کو وہ لوگ بچشم خود دیکھین کیونکہ پھر وہ سب بعد فتح عموریہ رخصت کیے گئے۔

معتصم باللہ کو سخت اضطراب تھا کہ کہین جلد یہ مہم سر ہو اور اوسکی فوج بھی اور دل کھولکر لڑتی رہتی مگر عموریہ کی فصیل کچھ ایسی مستحکم اور مضبوط تھی کہ مسلمانون کا کوئی بس نہین چلتا تھا اور روز فوج ہو ہو کر رہ جاتے تھے۔ حسن سب سے زیادہ فتح عموریہ کا آرزومند تھا اور وہ ہر وقت اسی فکر مین رہتا تھا کہ کسی طرح یہانسے جلد فارغ ہو کر طرسوس جاؤن اور اپنی معشوقۂ دلنواز کے تجسس مین اطمینان کے ساتھ مصروف ہون۔ عبد الملک اسی طرح جویانی کی تلاش مین سرگرم تھا اور دوسرے تیسرے روز اُسکے پاس سے برابر حسن کے پاس خبر آتی رہتی تھی۔ حسن ہمیشہ عبد الملک کے نامہ برون کا منتظر رہتا تھا اور اوسکی جان یاس و امید کی کشاکش مین پڑی تھی۔ اسی حالت مین ایک دفعہ یہ اتفاق ہوا کہ کئی روز تک عبد الملک کے پاس سے کوئی سوار نہ آیا اور کچھ خبر نہ معلوم ہوئی۔ اس سے حسن کو بیحد اضطراب تھا اور اُسنے خود اپنے رازدارونکو عبد الملک کی تلاش مین روانہ کیا تھا۔ انھین دنون مین ایک شب حسن کی طبیعت کچھ ایسی اُلجھن مین پڑی کہ دیر تک نیند نہ آئی اور طرح طرح کے خیالات دل مین پیدا ہو رہے تھے کہ اتنے مین فرخ آیا اور اُسنے کہا حضور! عبد الملک حاضر ہین۔ یہ سنتے ہی حسن بیقرار ہوکر اُٹھا اور بے تحاشا اُسی طرح خیمے کے دروازے پر چلا آیا۔ عبد الملک نے جھک کر سلام کیا۔

حسن۔ وعلیکم السلام۔ (جلدی سے) کہو بھئی کیا خبر ہے۔

عبد الملک۔ (ندامت سے سر جھکا کر) حضور اسوقت تک آبادی اور ویرانون مین چپا چپا چھان ڈالا مگر کہین بھی نشان نہ ملا۔ لیکن بڑے تجسس اور تلاش سے اتنا پتہ لگا ہے کہ وہ یہین عموریہ مین ہین۔

حسن۔ (تعجب سے) عموریہ مین۔ یہ کیونکر معلوم ہوا۔

عبد الملک۔ جس شخص سے مجھے یہ حال معلوم ہوا ہے مین اُسکو اپنے ساتھ لایا ہون اگر حکم ہو تو حضور کے سامنے حاضر کردن۔

حسن۔ ہان ہان اُس شخص کو ابھی اپنے ساتھ لیکر میرے پاس آؤ۔

یہ کہکر حسن خیمے مین چلا گیا پھر چند ہی منٹ کے بعد عبد الملک اُس شخص کو ساتھ لیے ہوے حاضر ہوا۔ بظاہر اس شخص کی قطع بالکل عیسائیون کی سی تھی مگر جب اُسنے حسن کے روبرو آکر کہا السلام علیکم تو حسن متعجب ہوکر اُسکی صورت دیکھنے لگا۔ اس تعجب کو معلوم کرکے اُس شخص نے کہا آپ میری ہیئت اور لباس کو دیکھکر تعجب نہ کیجیے۔ مین مسلمان ہون مگر تقدیر کی برگشتگی سے ظالمون کے ہاتھ مین پڑگیا تھا اور جب مصیبت اور سختی برداشت کرتے کرتے جان پہ بنگئی تو مینے بمجبوری یہ صورت بنائی اور اسطرح روز کے ظلم وستم کو اپنے سے ٹالا دس برس سے اسی حالت مین ہون مینے اُسی قوم مین شادی بھی کی اور اولاد بھی ہے۔ لیکن جب مجھے یہ معلوم ہوا کہ خلیفہ معتصم باللہ نے فتح عموریہ کا قصد کیا ہی اور عنقریب لشکر اسلام یہان پہونچنے والا ہے تو مین بہانے سے عموریہ سے نکلکر ایک گاؤن مین چلا گیا تھا۔ جب یہان مسلمانون نے پہونچکر عموریہ کا محاصرہ کیا تو جس گاؤن مین تھا وہانکے باشندے بھی خوف زدہ ہوکر بھاگ گئے اور پہاڑون مین جا چھپے۔ مجھے بھی بمجبوری اُنکے ساتھ بھاگنا پڑا۔ آخر ایک روز مین موقع پاکر وہانسے چلدیا۔ راستے مین سردار عبد الملک سے ملاقات ہوئی اور پھر انکے ساتھ آپکے حضور مین حاضر ہوا۔

حسن۔ الحمد للہ کہ خدا نے تمکو قید ظلم سے نجات دی۔ اب انشاء اللہ تمھارے اہل وعیال بھی عنقریب تمسے ملجائینگے۔ تم اطمینان سے میرے ساتھ رہو۔ ہان مین تمسے یہ پوچھنا چاہتا ہون کہ تمھین کچھ سلیوس کا بھی حال معلوم ہے۔

وہ شخص۔ لشکر اسلام جب یہان پہونچا ہے مین اُسکے چار روز پیشتر عموریہ سے نکل چکا تھا مگر جس روز مین عموریہ سے نکلا ہون اُس سے تقریباً پانچ چھ روز پیشتر یہ معلوم ہوا تھا کہ سلیوس اور مرشین مسلمانون سے شکست کھاکر آئے ہین۔ اور سلیوس کی لڑکی جونا بھی اُسکے ساتھ ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا تھا کہ یہ لڑکی مسلمانون کے لشکر مین قید ہوگئی تھی مگر پھر کسی تدبیر سے وہ خود تنہا نکلکر چلی آئی۔

حسن۔ تمھارا نام کیا ہے۔

شخص۔ عبد الرحمن ہے مگر افسوس کہ عرصے سے مجھے کسی نے اس نام سے نہین پکارا۔

حسن۔ عبدالرحمٰن! تم تو ایک عرصے تک عموریہ مین رہے ہو تمھین یہانکا سب حال معلوم ہوگا بتاؤ تو سہی کہ شہر پناہ کی دیوار کیا ہر طرف سے یکسان مستحکم اور استوار ہے۔

عبدالرحمٰن۔ یہ شہر پناہ کی دیوار درحقیقت ہر طرف سے یکسان مضبوط اور مستحکم تھی مگر دو سال کا عرصہ ہوا کہ موسم بارش مین خندق مین ایسی پانی کی طغیانی ہوئی کہ ایک جگہ سے تقریبًا بیس گز فصیل شق ہو کر گر گئی اور آجتک یاطس کی بے توجہی سے وہ تعمیر نہ ہوئی۔ اب تھیوفلس کی آمد آمد کی خبر سُنکر یاطس کو خوف ہوا کہ مبادا اس سقم پر عتاب کیا جائے اسلیے اُسنے جلدی مین ایک پتھر اوپر نیچے رکھا کر دیوار کو چنوا دیا ہے تاکہ بادی النظر مین فصیل مین کوئی رخنہ نہ معلوم ہو۔ یہ جگہ البتہ بالکل بودی اور غیر مستحکم ہے اور ہر طرف سے فصیل بہت مضبوط ہے۔

حسن۔ کیا تم اس وقت میرے ساتھ چلکر وہ موقع مجھے بتا سکتے ہو۔ کیونکہ یہ وقت نہایت اچھا ہے رومیوں کو اپنے افشاے راز کی خبر بھی نہو گی اور ہم بآسانی فصیل کے قریب جا کر اس جگہ کو بھی باطمینان دیکھ سکتے ہین۔

عبدالرحمٰن۔ بہت ہی مناسب ہے بسم اللہ حضور سوار ہون۔

اس گفتگو کے بعد حسن خیمے سے نکلا اور ایک دستہ سوارونکا ساتھ لیکر عموریہ کیطرف روانہ ہوا۔ عبدالرحمٰن گھوڑے پر آگے آگے تھا۔ عموریہ سے قریب ہونیپر حسن نے اس خیال سے کہ مبادا ہماری آہٹ پاکر رومی فصیل پر سے پتھر مارنے لگین سب سوارونکو ایک جگہ ٹھیرا دیا اور پھر خود عبدالرحمٰن اور عبدالملک کے ساتھ پیادہ پا آگے بڑھا۔ خندق کے کنارے کنارے دور تک چلکر عبدالرحمٰن نے وہ موقع دکھایا۔ رات کے وقت حسن کو اگرچہ وہ دیوار اچھی طرح نظر نہ پڑی اور جدید و قدیم تعمیر کا کوئی فرق محسوس نہ ہوا لیکن اس جگہ سے جو برج قریب تھے چونکہ رومیون کا زیادہ ہجوم معلوم ہوا اسلیے حسن نے خیال کر لیا کہ بیشک وہ مخدوش موقع یہی ہے۔ غرضکہ خوب دیکھ بھالکر حسن وہانسے پلٹا اور اپنے ساتھ جو سوار لیگیا تھا اُنمین سے کئی سوارونکو حکم دیا کہ اس موقع کے مقابل فصیل سے معتدبہ فاصلے پر تا صبح بہت احتیاط سے موجود رہو اور خود واپس ہو کر اپنی خیمہ گاہ مین آیا۔ عبدالملک اور عبدالرحمٰن کو قریب کے ایک خیمہ مین ٹھیرا دیا گیا اور خود اپنے خیمے مین آکر فرش خواب پر لیٹ رہا۔ بار بار دل مین خیال کرتا تھا کہ آخر جونا کس طرح عموریہ تک پہونچی۔ اگر اُسکو خوشی سے اپنے باپ کے پاس جانا منظور ہوتا تو اتنی زحمت اُٹھانے کی کیا ضرورت تھی۔ وہ کیون ہاویہ سے چھپکر نکلتی اور اپنی جان کس لیے دیتی

سخت مصیبت مین ڈالی - بیشک میرے خیال سے یہ ساری سختیان اپنے اوپر گوارا کی
تھین اور وہ اپنے عہد و پیمان پر قائم تھی - مگر افسوس شاید اسکو کہین پناہ نہ ملی اور وہ ظالم
رومیون کے ہاتھ مین پڑ کر ترکستان کی تاتار عموریہ مین پائی گئی - اسی قسم کے خیالات مین دیر تک
حسن محو رہا اور پھر اسکی آنکھ لگ گئی - علی الصباح بیدار ہوا اور نماز صبح پڑھکر اپنے باپ افشین
کے پاس گیا اور عبدالرحمن سے عموریہ کی فصیل کے متعلق جو حال معلوم ہوا تھا سب سنا دیا۔
افشین سب ماجرا سنکر دیر تک اُسپر غور کرتا رہا اور پھر دونون سوار ہوکر بارگاہ خلافت کی
طرف روانہ ہوے - جب در دولت پر پہونچے فوراً اطلاع کی گئی اور باریابی کی اجازت ملکر
افشین اور حسن پیشگاہ خلیفہ مین حاضر ہوے - آداب مقررہ کے بجا لانے پر دونون سلام کر کے
بیٹھ گئے - پھر افشین نے بعنوان شائستہ سارا حال عرض کیا - خلیفہ معتصم باللہ بہت ہی خوش
ہوا اور افشین سے کہنے لگا - افشین یاد ہے مین نہ کہتا تھا کہ ماشاءاللہ حسن بڑا ہونہار اور سعادتمند
لڑکا ہے - پہلی فتح بھی اسی کے ہاتھ پر ہوئی اور اب اُس فتح کی تکمیل بھی انشاءاللہ اسکی سعی
اور کوشش سے ہوگی - خلیفہ کے یہ شفقت آمیز الفاظ سنکر حسن نے عرض کی کہ امیر المومنین
یہ غلام کی خوش قسمتی ہے کہ میری ناچیز خدمتون پر حضور اقدس توجہ مبذول فرماتے ہین -
امیر المومنین میرے جسم و جان کے مالک ہین اور مین یہ سمجھتا ہون کہ امیر المومنین کے قدمون پر
جان فدا کر دینا حیات ابدی ہے - مجھے امیر المومنین کے فیض تربیت سے امید ہے کہ یہ جذبہ میرے
دل مین اسی طرح اخلاص و ارادت جاگزین رہیگا اور میری زندگی امیر المومنین کی جان نثاری
اور وفاداری مین بسر ہو کر مبارک زندگی شمار کیجائیگی -

اسوقت اشناس اور ایتاخ بھی در دولت پر حاضر ہو چکے تھے خلیفہ نے انکو بھی اپنے
حضور مین طلب کیا اور اُنسے خود ہی نہایت مسرت کے ساتھ تمام روداد بیان کی - دونون نے
متفق اللفظ حسن کے حُسن خدمات پر تحسین و آفرین کی بلکہ ایتاخ نے تو بہت ہی گرمجوشی سے
داد دی اسپر خلیفہ معتصم باللہ نے مسکرا کر کہا ایتاخ! خالی زبانی تحسین و آفرین سے کیا ہوتا ہے
تمہین اپنے دوست کے بیٹے کو کچھ عمدہ انعام بھی دینا چاہیے -

ایتاخ - امیر المومنین اگرچہ حسن کو اسکی کچھ پروا نہوگی مگر مین ضرور نہایت خوشی سے
اپنا خورد سمجھکر کچھ تحفہ اور ہدیہ دونگا -

خلیفہ - نہین جو ہم تجویز کرین وہ انعام دو -

دیتاخ - بسر و چشم -

خلیفہ - اچھا اپنے اس قول کو یاد رکھنا اور اب چلو متوکلاً علی اللہ فتح عموریہ کا انتظام کرو -

اس گفتگو کے بعد خوش خوش خلیفہ مع اُن معزز سرداروں کے سوار ہوا اور جس جگہ حسن شب کے وقت اپنے سواروں کو مقرر کر گیا تھا وہاں پہونچکر سب نے اُس موقع کو اچھی طرح دیکھا - پھر خلیفہ نے حکم دیا کہ ہر طرف سے منجنیقیں ہٹا کر اسی جگہ نصب کیجائیں چنانچہ بڑی سرگرمی سے اس حکم کی تعمیل کیگئی - اور خندق پاٹنے کی نسبت یہ تجویز قرار پائی کہ لشکر میں جتنے دنبے اور بکریاں رسد کے لئے ہیں وہ سب سپاہیوں کو تقسیم کر دیجائیں کہ انھیں ذبح کر کے گوشت کھائیں اور اونکی کھالوں میں مٹی بھر کر مشک کیطرح سی کر داخل کریں چنانچہ دوسرے ہی روز یہ کارروائی شروع ہوگئی اور یہ مٹی بھری ہوئی مشکیں منجنیقوں کے ذریعے سے اُس فصیل سے نیچے جو غیر مستحکم معلوم ہوئی تھی خندق میں پھینکی جانے لگیں - اور بہت سے بڑے بڑے چوبی پیپے بھی تیار کیے گئے اور پھر ان پیپوں کو بھی لڑھکا کر خندق میں گرایا گیا - اسی کارروائی کے ساتھ بڑے بڑے پتھر پھینکنے والی منجنیقیں بھی برابر فصیل کو توڑ رہی تھیں یہاں تک کہ ایک ہفتہ کی لگاتار کوشش سے دو برجوں کے درمیان سے شب کے وقت فصیل گری اور اسکے گرنے کی آواز بادلوں کیطرح گرجتی ہوئی تمام لشکر میں ہو گئی - مسلمانوں نے خیال کیا شاید دشمن شب کے وقت عموریہ سے نکلے - جلدی جلدی رسالے اور پلٹنیں تیار ہو کے نکلیں اور تھوڑی ہی دیر میں سب باہر ہو رہے تھے کیمپ میں خلیفہ کی جانب سے یہ خبر ہو گئی کہ کوئی شخص مت ڈرے دشمن [illegible] ہونا چاہیے - اسوقت جو آواز ہوئی ہے وہ فصیل کے گرنے کی ہے [illegible] - یہ خوشخبری سنکر ہر شخص خوش ہوگیا اور سب نے خدا کا شکر کیا علی الصباح خلیفہ خود سوار ہوکر موقع پر پہونچا اور حکم دیا کہ اشناس اپنی فوج کو لیکر حملہ آور ہو [illegible] اور عراقی سپاہیوں کی پلٹنوں کو لیکر بڑھا - اُدھر سے بھی وندوا بہت سی فوج لیکر پیچھے پر آموجود ہوا اور اُسنے بڑی دلیری سے مسلمانوں کا مقابلہ کیا شام تک دونوں طرف سے بھرپور کوششیں ہوئیں لیکن رومیوں نے مسلمانوں کو اندر آنے کا موقع نہ دیا - رات کے وقت جنگ موقوف کر دی گئی اور دونوں طرف فوجوں نے اسی طرح ہوشیاری اور بیداری میں رات بسر کی - صبح کو پھر جنگ چھڑ گئی - آج افشین اور حسن کا نمبر تھا دونوں باپ بیٹے فوجیں لیکر مورچے پر پہونچ گئے اور ہنگامۂ جنگ گرم ہوگیا - حسن نے موقع دیکھکر

منجنیقون کو اور آگے بڑھایا اور یہ کوشش کی کہ راستہ کسی قدر زیادہ وسیع ہو جائے چنانچہ
وہ اس تدبیر مین کامیاب ہوا۔ اور اُس دن فصیل کا اور بھی بہت سا حصہ گر کر ڈھیر ہو گیا
اور اب مسلمانون کو ذرا اُچھل کر رومیون سے جنگ کرنے کا موقع ملا۔ شام کو بدستور
جنگ ملتوی کر دی گئی اور پھر صبح ہوتے ہی بازار گیر و دار گرم ہوا۔ آج خود خلیفہ بنفس
نفیس معرکۂ جنگ مین رونق افروز ہوا اور فوج خاصہ ترکی اور عربی رسالون نے رومیون
کے مورچے پر حملہ کیا اور بڑے زور شور سے جنگ ہوئی۔ آفتاب خط نصف النہار تک
نہ پہونچنے پایا تھا کہ رومیون نے مورچے کی حفاظت سے ہاتھ اُٹھا لیا۔ دنار و اہتمار پھینک کر
خود خلیفہ کے حضور مین حاضر ہو گیا اور مسلمان دررانہ شہر مین گھس گئے۔ اس موقع پر خلیفہ
سے اجازت لیکر حسن بھی شہر مین داخل ہوا۔ شہر مین جو رومی فوج تھی سب سمٹ کر بڑے
گرجا مین پناہ گزین ہوئی تھی۔ حسن سیدھا اُسی گرجا کی طرف روانہ ہوا اور وہان پہونچکر
گرجا کا محاصرہ کر لیا۔ جو فوج گرجا مین تھی وہ خود نہایت خستہ اور مجروح تھی اور کسی کے
ہوش و حواس بھی بجا نہ تھے اسلیے اُن مین سے کسی نے بھی دم نہ مارا۔ بہت آسانی سے
گرجا کے احاطے کا پھاٹک توڑ کر گرا دیا گیا اور مسلمان بے دغدغہ اندر اُسکے وسیع صحن مین
پہونچ گئے۔ گرجا کا خادم ایک ضعیف العمر پادری تھا جو نہایت عاجزانہ انداز سے حسن کے
روبرو حاضر ہوا اور امان طلب کی اور یہ بھی کہا کہ زبطرہ مین جو مسلمان بچے اور عورتین
قید ہوئی تھین وہ سب اسی گرجا کے پس پشت جو مکان ہے اُس مین موجود ہین آپ اُنکو
ہمارے عوض مین لیجیے اور ہمین چھوڑ دیجیے۔ حسن نے نہایت نرمی سے اُسے جواب دیا
کہ اسوقت ہم تمکو اُنکے عوض مین کیونکر چھوڑ سکتے ہین۔ یہ معاملہ پہلے سے البتہ تم پیش
کر سکتے تھے۔ بہرکیف اگر موقع ہوا تو امیر المومنین سے تمہاری سفارش کرونگا اور اُنکا جو
حکم ہوگا تمہین تسلیم کرنا پڑیگا اسکے بعد حسن نے حکم دیا کہ یہان جسقدر رومی فوج ہے
اُسکو گرفتار کیا جائے۔ پھر خود اُس پادری کو ساتھ لیے ہوے اُس مکان کی طرف گیا
جہان کہ وہ سب مسلمان قید تھے۔ وہان پہونچکر پادری نے دروازے کا قفل کھولا اور
حسن مع چند افسرونکے اندر گیا۔ دیکھا کہ عجب ذلت اور پریشانی کی حالت مین اُس
خراب اور ویران مکان مین ہزارون مسلمان عورتین اور بچے نیم جان مقید ہین حسن
کو دیکھتے ہی سب ستم رسیدہ قیدی چیخین مار مار کر رونے لگے۔ حسن نے سبکو تسلی دی دلاسا

دیا اور پھر وہان سے اُس سنگدل گروہ کو اپنے ساتھ لیکر نکلا اور بہت سے سپاہیون اور کئی افسرونکو اُنکے ساتھ کرکے اپنے کیمپ کو روانہ کیا اور خود شہر مین گشت لگانے لگا حسن ایک امیر کی حرم سرا کا محاصرہ کیے ہوے رومیون کو گرفتار کر رہا تھا کہ یکایک اُسکی نظر ایک شخص پر پڑی جسکی طرف اُسنے تعجب سے دیکھا اور پھر فوراً ایک سپاہی سے کہا کہ اس شخص کو میرے پاس لاؤ اور جب وہ آیا تو حسن نے نہایت استعجاب سے کہا۔ دیماس تم یہان کہان۔ دیماس نے بڑی تعظیم سے جھک کر سلام کیا اور کہا کہ حضور اس کو خیمہ گاہ مین جاکر عرض کرونگا۔ مین ہمراہ رکاب ہون۔

حسن۔ اچھا یہ تو بتاؤ کہ یہان سیلیوس کا بھی پتہ ہے۔

دیماس۔ وہ جابجا کسی گھر مین ہے۔ مین کل ہی اُس سے ملا تھا۔

حسن۔ مجھے بتاسکتے ہو کہ کہان ہے۔

دیماس۔ آئیے ابھی بتا دون۔

یہ سنکر حسن نے دو سو سپاہیون کو اپنے ساتھ لیا اور دیماس کے ساتھ چلا۔ تھوڑی دور چلکر دیماس نے ایک مکان کی طرف اشارہ کرکے کہا سیلیوس اسی [illegible] ہے۔ حسن کے حکم سے سپاہیون نے فوراً اس مکان کا محاصرہ کر لیا جب مکان والون نے یہ دیکھا تو [illegible] حسن اور دیماس بہت سے سپاہی اندر لیکر گھسے۔ مین تمام [illegible] خدمتگار [illegible] ہوے کھڑے تھے حسن کے اشارہ سے دیماس نے اُن لوگون سے پوچھا کہ سیلیوس کہان ہے؟ ایک شخص نے بالاخانے کی طرف ہاتھ اُٹھا کر کہا اُس کمرے مین۔ حسن اور دیماس اوپر گئے اور اُس کمرے مین داخل ہوے۔ دیکھا کہ ایک مسن آدمی سرخ و سفید رنگ مگر نہایت مضمحل اور ناتوان ایک کوچ پر لیٹا ہوا ہے۔ حسن نے قریب جاکر کہا کیون تم کس حالت مین ہو۔

سیلیوس۔ دیکھ لیجیے۔ اسکے بعد اپنی چادر اُٹھائی معلوم ہوا کہ شانے پر ایک زخم ہے۔

حسن۔ تمکو میرے ساتھ امیرالمومنین کے حضور چلنا چاہیے۔

سیلیوس۔ مین حاضر ہون جو حکم ہو۔

سیلیوس سے یہ باتین کرکے حسن کمرے سے باہر نکل آیا اور چپکے سے دیماس سے پوچھا کہ اسکی بیٹی جوسنا کہان ہے۔

دیماس۔ وہ یہان کہان۔ تنہا یہ غریب ہی اس حال سے یہان آیا ہے۔

حسن - تمہین شاید ٹھیک اسکا مفصل حال معلوم نہین۔

دیاس - خوب معلوم ہے جو مین عرض کرتا ہون اُسمین سرمو فرق نہین بلکہ مین نے یہ بھی سُنا ہے کہ مرشین کو پھر اُسنے جونا کی تلاش مین بھیجا ہے۔

حسن - دیاس سچ بتاؤ یہ کیا معاملہ ہے۔ مجھے تو ایک شخص سے معلوم ہوا ہے کہ جونا بھی نہین ہے۔

دیاس - جو مین عرض کرتا ہون اُسے سنیے اور اپنے خیمے مین تشریف لے چلئے جہانتک مجھے معلوم ہے مفصل سب حالات عرض کرونگا۔ دیکھئے اب کم ہے آپ کو قبل شام یہان سے نکل جانا چاہیے۔

حسن - اچھا تم تو سیلیوس کو سوار کر کے ساتھ لاؤ اب مین یاطلس کو دیکھتا ہون کہ وہ کہان ہے۔

یہ کہکر حسن نے بہت سے سپاہیون کو وہین چھوڑ دیا اور کہا کہ سیلیوس اور دیاس کو بحفاظت ہمارے کیمپ مین لاؤ۔ اور خود وہان سے روانہ ہو کر ہمہ تن یاطلس کی تلاش کا قصد کیا۔ تھوڑی دور بڑھکر معلوم ہوا کہ یاطلس بھی گرفتار ہو گیا۔ اسکے بعد حسن خلیفہ کے حضور مین حاضر ہوا اور عرض کی کہ خدا کے فضل سے مین اُن سب قیدیون کو محبس سے زندہ و سلامت نکال لایا جنکو ظالم ومیوان نے زبطرہ سے قید کیا تھا۔ یہ سنتے ہی خلیفہ نے سجدہ شکر کیا اور کہا بیشک کبھی وہ شخص ناکامیاب نہین ہوتا جو خالص نیت سے خدا کے فضل پر توکل رکھتا ہے۔ بس اب مجکو کچھ نہین چاہیے میرا مقصود حاصل ہو گیا۔ اسوقت اکثر معزز افسران فوج پیشگاہ خلافت مین حاضر تھے خلیفہ نے اُن سب سے صلاح و مشورہ کر کے اسیران رہائی یافتہ کے لیے معقول وظائف تجویز کیے اور حکم دیا کہ سبکو بحفاظت تمام زبطرہ پہونچا کر ہر ایک کو اُسکے گھر مین آباد کیا جائے۔ اس انتظام و اہتمام کے بعد جلسہ برخاست ہوا اور سب سردار اپنے اپنے کیمپ مین آئے۔ حسن نے اپنے خیمے مین پہونچتے ہی دیاس کو بلایا اور اس سے کہا کہ دیکھو اسوقت بعد مجھے اتنی فرصت ملی ہے کہ تمکو باتین کرنے کیلیے بلا سکا۔

دیاس - مین تو خیال کرتا تھا کہ حضور آج دن بھر بہت تھکے ہین اضمحلال کی وجہ سے جلد آرام فرمائینگے۔ شاید مجھے حاضر ہونے کا موقع نہ ملے۔

حسن - درحقیقت مین آج نہایت ہی خستہ اور تھکا ہوا ہون مگر تمہاری عجیب و غریب داستان

سُننے کا اشتیاق غالب ہے۔ ان واقعات مین سے جو اس ملنے مین مجھے پیش آئے سب سے زیادہ
حیرت انگیز تمہارا واقعہ ہے۔ تمنے تو خانقاہ سے نکلکر خوب گل کھلائے۔

دیماس۔ بیشک یہ ایک عجیب واقعہ ہے لیکن اب وہ وقت آگیا کہ مین اس راز کو ظاہر کر دون
کیفیت یہ ہے کہ مین حران کا باشندہ ہون۔ ہماری تمام ایک قدیم مذہب کی پیرو ہے جو کہ
اغاثاذیمون (شیثؑ) اور ہرمس اول (ادریسؑ) سے منسوب ہے اور ہمارے آئین سے کوئی شخص
یہودی یا نصرانی یا مسلمان نہ تھا۔ عرف عام مین ہمارے مذہب کو مذہب صابیہ کہتے ہین
مگر اس نام کو ہماری قوم نے کبھی اپنے لیئے اختیار نہین کیا تھا۔ غرضکہ ہمارے لوگ سب سے الگ
تھلگ زندگی بسر کرتے تھے اور ہمارے اصول مذہب ان مذاہب مروجہ سے بالکل علیحدہ رہتے
اس حالت مین یکایک انقلاب عظیم پیدا ہو گیا۔ میرا عنفوان شباب تھا کہ خلیفہ مامون نے
اپنے آخر عہد خلافت مین دمشق کیجانب سفر کیا اور اسکا گذر نواح حران مین ہوا وہان کے
اکثر شیوخ قبائل اور رؤسا قوم خلیفہ کے سلام کو حاضر ہوئے انمین کچھ لوگ ہماری
قوم کے بھی تھے جو اپنے مذہبی شعار کے موافق بڑی بڑی لمبی قبائین پہنے تھے اور سر کے
سرون پر بڑے بڑے بال تھے۔ مامون نے انکی یہ وضع دیکھکر پوچھا کہ کیا تم لوگ ذمیون
مین سے ہو؟ انھون نے جواب دیا کہ نہین۔ مامون نے کہا کہ نصاریٰ ہو؟ کہا نہین۔ پوچھا
یہودی ہو۔ کہا نہین۔ دریافت کیا مجوس ہو؟ جواب دیا نہین۔ پھر مامون نے سوال کیا
کہ تمہاری کوئی کتاب شریعت ہے۔ اور کسی نبی کی امت ہو؟ اسکے جواب مین وہ لوگ گڑبڑا
گئے۔ اسپر مامون نے کہا بیشک تم لوگ زندیق اور بت پرست ہو اور غالباً اُن اصحاب
الراس مین سے ہو جنکی کچھ تحقیقات ہمارے والد کے عہد مین ہوئی تھی۔ خیر اب مین تمکو
حکم دیتا ہون کہ یا تو دین اسلام یا اور مذاہب مشہورہ مین سے اپنے لیے کوئی مذہب
اختیار کرو ورنہ مین اس سفر سے واپس آکر تمہین قتل کرون گا۔ اُن لوگون نے عذر
کیا کہ تمسے جزیہ لیا جائے مگر مامون نے اسکا یہ جواب دیا کہ جزیہ اہل کتاب سے لیا جاتا ہے
اور تم اُن مین نہین ہو۔ غرضکہ مامون کے اس حکم سے ہماری تمام قوم مین نہایت خوفناک
حالت پیدا ہو گئی۔ مضطرب ہو کر اکثر لوگون نے مشہور مذہبون مین سے کوئی نہ کوئی
مذہب اختیار کر لیا اور بعضون نے اپنے مذہب کو نہ چھوڑا اور مجبوراً گمنامی کی حالت مین
زندگی بسر کرنا منظور کیا۔ چونکہ میری طبیعت ابتدا سے آزادی پسند واقع ہوئی تھی اسیلیے

[1] کتاب الفہرست ابو یعقوب بغدادی مطبوعہ لیدن ملاحظہ طلب۔

مین وطن کو چھوڑ کر نکلا اور اپنی صورت کو بمصلحت رُہبانیت کی نقاب سے چھپا کر ایک مسیحی خانقاہ مین رہنے لگا۔ مگر باطن مین اپنے اُسی مذہب پر قائم تھا۔ اسی حالت مین یہ واقعہ پیش آیا کہ جوُسنا کو ڈھونڈتے ہوے سیلیوس کے دو رفیق مرشین اور فلیپ میری خانقاہ مین آئے۔ پھر عبد الملک اور جوُسنا کا بھی وہان گذر ہوا اور اُن دونون فریق مین جنگ ہوگئی مرشین اور فلیپ مع اپنے غلام کے گرفتار ہو گئے اور مین اس تدبیر سے بھاگ نکلا کہ میرے حجرے مین ایک پوشیدہ کھڑکی تھی جو ایک کیل کے دبانے سے ظاہر ہوتی تھی۔ جب کیل کو پوری قوت سے اندر کی طرف دبایا جاتا تھا تو ایک گز مربع پتھر کا ایک ٹکڑا جو شکل اور پتھرون کے بظاہر جزو دیوار معلوم ہوتا تھا کسیقدر اندر کی طرف دبکر آہستہ آہستہ نیچے اُتر جاتا تھا اور اس طرح ایک آدمی کے اندر جانے کے لائق کھڑکی کھل جاتی تھی۔ اُس کھڑکی مین جانے کے بعد لوہے کی ایک مضبوط کمانی کو پاؤن سے دبانے پر وہ پتھر پھر بدستور اُبھر کر اپنی جگہ پر قائم ہو جاتا تھا اور دیوار کا بیرونی سطح یکسان ہموار نظر آتا تھا۔ کھڑکی کے اُس طرف ایک زینہ تھا جس سے اُتر کر سرنگ مین چند قدم چلنا پڑتا تھا اور پھر فصیل کی دیوار ملتی تھی اور اس جگہ بھی ایک پوشیدہ کھڑکی قریب قریب اُسی قسم کی تھی۔ لیکن اسی راہ سے نکلا اور شباسب اُفتان و خیزان کئی میل راستہ طے کر کے دور نکل گیا۔ پھر مین نے خیال کیا کہ لاؤ اب تو مین خانقاہ سے نکل ہی آیا ذرا تماشا دیکھنا چاہیے چنانچہ مین نے رومی کیمپ مین پہونچکر سیلیوس کو اس واقعے کی خبر کی اور جب وہ فوج لیکر ہارونیہ کی طرف چلا تو مین بہانہ کرکے اُس سے رخصت ہوا اور آپکے پاس طرسوس مین پہونچا۔ اسکے بعد مین ایک رومی قافلے کے ساتھ عموریہ آیا وہان اتفاق سے عبد الرحمٰن سے ملاقات ہوئی۔ یہ شخص بڑے گرجا مین جاروب کشی کی خدمت پر مامور تھا مگر مین نے اُسکے بعض اوضاع سے تاڑ لیا کہ یہ عیسائی نہین اور آخر مین نے خود اُسکی زبان سے بھی اسکا اقرار کرا لیا۔ کئی ہفتہ تک مجھ سے اور اُس سے صحبت رہی اور خدا کی قدرت کہ خود بخود میرے دل مین اسلام کی حقیقت جاگزین ہوگئی اور مین صدق دل سے مسلمان ہوگیا اس عرصہ مین سیلیوس بھی باحال پریشان عموریہ مین آیا اور مین اُس سے کئی مرتبہ ملا۔ اور جب عموریہ کو فتح کرنے کا قصد کیا ہے تو مینے خیال کیا کہ آپ ضرور خلیفہ کے ساتھ ہونگے اسلیے ایک حیلے سے مین نے عبد الرحمٰن کو عموریہ سے نکال لاتا کہ وہ پہلے اسکا پتہ لگائے کہ جوُسنا

آپ کو ملی یا نہین اور پھر آپ سے یہ کہکر کہ جوئنا عموریہ مین ہے - آپ کو عموریہ کی فتح کی طرف خاص توجہ دلائی اور وہ خاص نوع بھی بتا دیا جس طرف سے بآسانی فصیل مسمار ہو سکتی تھی - بس یہ میری تمام سرگذشت تھی پہلے مین ایک بیدین اور فتنہ انگیز شخص تھا - لیکن اب بحمداللہ مسلمان اور دیندار ہون - حسن یہ تمام ماجرا سنکر بہت ہی خوش ہوا پھر عبدالملک اور عبدالرحمٰن کو بلایا اور ہنس ہنس کر عبدالملک سے سارا قصہ بیان کیا - عبدالملک اُٹھکر دیاس سے بغلگیر ہوا اور مبتسم ہو کر کہا وہ آپ تو ہمارے پرانے رفیق ہین -

اسکے بعد حسن نے کہا سنو بھئی اب مین تمکو دیاس نہ کہونگا بلکہ عبدالہادی کہونگا -

دیاس - بہت بہتر ہے - مین بھی اُس مصنوعی نام کو ناپسند کرتا ہون - ابتدا مین میرا نام عبدالشمس تھا اور پھر مجھے لوگون نے دیاس کہا لیکن آج سے ہمیشہ کے لیے مین اپنے لیے اس مبارک نام کو جو آپ نے تجویز کیا ہے اختیار کرتا ہون -

حسن - خیر یہ سب کچھ تو ہوا مگر افسوس ہے کہ تمسا جہان دیدہ اور ہوشمند رفیق ہو اور پھر جوئنا کا پتہ نہ لگے -

عبدالہادی - حضور آپ اطمینان کے ساتھ طرسوس تشریف لے چلیں مین وعدہ کرتا ہون کہ انشاءاللہ آٹھ دس روز کے اندر جوئنا کو تلاش کر دونگا -

ابھی یہان یہی باتین ہو رہی تھین کہ ایک خادم آیا اور اُسنے کہا حضور! ایتاخ آپ کی ملاقات کے لیے تشریف لائے ہین - حسن فوراً اُٹھکر استقبال کے لیے خیمے سے باہر آیا اور پھر نہایت ادب اور تعظیم سے ایتاخ کو خیمے مین لا کر مسند پہ بٹھایا - معمولی مزاج پرسی کے بعد ایتاخ نے کہا مین نے ابھی سُنا ہے کہ سیلیوس صقالیہ کا رئیس آپ کے کیمپ مین قید ہے اگر کچھ مضائقہ نہو تو اُسے مجھے دیدیجیے اور مین امیرالمومنین سے بھی اسکی اجازت حاصل کر لونگا -

حسن - مجھے آپکے حکم مین کوئی عذر نہین - آپ کو اختیار ہے - مناسب خیال فرمائیے تو امیرالمومنین سے ذکر فرما دیجیے گا - مگر سیلیوس تو بہت ہی بیمار ہے -

لہ سرزمین صقالیہ روم کی شمالی حد سے ملی ہوئی ہے - سیاح کو صقالیہ سے چلکر روم مین ہوتے ہوئے ملک شام مین داخل ہونے تک اُس زمانے مین ۶۰ مرحلہ راہ طے کرنا پڑتی تھی - یاقوت حموی نے معجم البلدان مین لکھا ہے کہ وہ صقالیہ نہایت خوبصورت سرخ رنگ ہوتے ہین -

ایتاخ (ایک غیر محسوس تبسم کے ساتھ) مین ایک خاص وجہ سے آپ سے لیتا ہون اور وہ وجہ بھی اوسکے لیے کچھ ضرر رسان نہین ہے۔ اگر کچھ حرج نہو تو اسیوقت اُسے میرے کیمپ مین بھیجدیا جائے۔

حسن۔ بسر و چشم۔ مین تو پہلے ہی عرض کر چکا کہ مجھے آپکے حکم مین کوئی عذر نہین ہے۔

اسکے بعد دیر تک باہم لطف و اُنس کی باتین ہوتی رہین پھر ایتاخ مصافحہ کرکے رخصت ہوا۔ دور تک حسن بطور مشایعت ساتھ گیا اور خیمے مین واپس آکر عبد الملک کو حکم دیا کہ سیلیوس کو سوار کرکے فوراً ایتاخ کیمپ مین بھیجدیا جائے۔ عبد الملک تو یہ حکم پاکر اُودھر روانہ ہوا۔ اُدھر حسن نے عبد الہادی کو جو ایتاخ کے آنے پر اپنے خیمے مین چلا گیا تھا۔ پھر بلایا اور اوس سے کہنے لگا میری سمجھ مین نہین آتا کہ ایتاخ کیون سیلیوس کو مجھسے لے گئے۔

عبد الہادی۔ یہ تو کوئی فکر کی بات نہین جو ہو کا چند روز مین آپ ہی معلوم ہوجائیگا اور بظاہر یہ کہ اس کاروائی سے اُنکا مقصود آپکو کچھ نقصان پہونچانا تو ہوگا نہین۔

حسن۔ نہین یہ گمان تو ہرگز نہین ہوسکتا کیونکہ میرے والد سے اور اُنسے نہایت دوستی ہے اور وہ مجھپر حقیقی چچا کی طرح بزرگانہ شفقت فرماتے ہین۔

عبد الہادی۔ پھر اسکا کچھ خیال نہ کیجیے۔ آپکو سیلیوس سے کیا فائدہ تھا۔

چونکہ آج فتح عموریہ کی خوشی مین تمام لشکر اسلام مین بڑی چہل پہل تھی اس لیے رات کے گذرنے کا اندازہ ہی نہ تھا حالانکہ اسوقت نصف شب سے کچھ زیادہ ہی وقت گذر چکا تھا۔ حسن چاہتا تھا کہ عبد الہادی سے کچھ نہ کچھ باتین کیے جائے مگر اتنے مین عبد الملک خیمے مین آیا اور اُسنے کہا آپ حضور نے ابتک آرام نہین فرمایا۔ یہ سنکر حسن کو بھی یکایک دن بھر کی خستگی اور تکان محسوس ہونے لگی۔ اور وہ سب کو رخصت کرکے خوابگاہ مین چلا گیا اور بقیہ شب کو راحت مین بسر کرکے دوسرے دن صبح سے سامان سفر مین مصروف ہوا۔ خلیفہ نے ایک ہفتہ تک عموریہ مین قیام کیا اور اس عرصے مین اُسے خوب تہ و بالا کرکے اپنے دل کا غبار نکالا۔ انجام کار اسلامی فوج نے بہت سا مال غنیمت اور ہزارہا قیدی لیکر وہانسے کوچ کیا اور منازل و مراحل طے کرکے خلیفہ معتصم باللہ مع تمام ارکان دولت اور معزز سرداران لشکر کے طرسوس پہونچا۔

پندرھوان باب

مین عالم خواب مین تھنہین ہون

حسن کو خلیفہ کے ہمراہ رکاب طرسوس مین پہونچے ہوے تیسرا روز ہی- عبد الہادی
اور عبد الملک دونون اثناے راہ سے جوئنا کی تلاش مین بھیجے جا چکے ہین- اب یوماً فیوماً
حسن کے دل پر حضرت عشق اپنا گہرا رنگ جماتے جاتے ہین اور صبح سے شام تک روز
اُسکی حالت مین ایک ظاہری تغیر پیدا ہوتا جاتا ہے- اتنی خیریت ہی کہ جعفر جو خلیفہ کے
حکم سے زبطرہ کی طرف گیا تھا آگیا ہے اور وہ سمجھا بجھا کر حسن کی طبیعت کو بہلاتا رہتا ہے
ورنہ خدا جانے ابتک اُسکی کیا حالت ہوگئی ہوتی- ہر وقت دل مین جوئنا کا خیال اور
آنکھون کے سامنے اُسکی پیاری تصویر پھرا کرتی ہے- شب و روز اسی دُھن مین الجھتے
ہین- اسوقت چاندنی چھٹکی ہوئی ہے اور حسن اپنے کیمپ کے ایک مکلف خیمے مین
کوچ پر لیٹا ہوا ہے- سامنے کے دروازے کُھلے ہین چلمنین اُٹھا دی گئی ہین تاکہ سبزہ زار
کی فضا اور چاندنی رات کا دلفریب منظر شاید کچھ متوثر ہو اور گھڑی بھر دل بہلے- قدرت
کی بے لگاؤ دیر تُلیان اُسکے پیش نظر ہین اور ہواے خوشگوار کا اعتدال کے ساتھ
چلنا دل و دماغ پر اپنا فرحت بخش اثر ڈالنے کی کوشش کر رہا ہی لیکن حسن ہی کہ اُسکی
طبیعت کسی طرف مائل ہی نہین ہوتی اور نہ کسی طرح اُسکے دل کی کلفت رفع ہوتی ہے
اُسے درد فراق کے ساتھ یہ حیرت بھی ہے کہ آخر جوئنا ہاردینہ سے نکلکر کہان غائب ہوگئی
وہ خیال کر رہا ہے کہ ہاردینہ سے طرسوس کچھ دور نہ تھا- راستہ بھی مخدوش اور خوفناک
نہین ہے- یہ بھی معلوم ہوگیا کہ سیلیوس اُسکو نہین پاسکا- لیکن باوجود ان سب
باتون کے خدا جانے اُس وفا شعار نازنین پر کیا اُفتاد پڑی کہ آجتک نشان نہ ملا-
نہ معلوم اُس چشمۂ حیات کو کس ظلمت نے چھپا لیا- آہ کہین ایسا تو نہین ہوا کہ اُس
طلعت نے سنسان جنگلون مین بادیہ پیمائی کرتے کرتے جان دیدی ہو اور اُس کا
نازک دل ان مصیبتونکو برداشت نہ کرسکا ہو- لیکن نہین ایسا تو نہ ہوا ہوگا- اگر جوئنا
ایسی دل کی کمزور ہوتی تو کاہیکو اس طرح ہاردینہ سے یکہ و تنہا نکلتی- میرا دل گواہی
دیتا ہے کہ میری پیاری معشوقہ زندہ ہی اور میری طرح وہ بھی بیقرار ہے- حسن انھین

خیالات مین غلطان و پیچان تھا کہ جعفر سامنے سے آیا اور کوچ کے قریب ایک کرسی پر کچھ متفکر سا بیٹھ گیا حسن نے پہلے تو اُدھر خیال نہ کیا مگر تھوڑی دیر کے بعد جب اُسنے غور سے جعفر کے چہرے کو دیکھا تو کہنے لگا کیون جعفر تم اسوقت اُداس کیون ہو۔

جعفر۔ کیا عرض کرون مجھے اسوقت ایک نئی بات معلوم ہوئی ہے جسکی نسبت میرا خیال ہے کہ شاید آپکے خلاف طبع ہوگی۔

حسن۔ (گھبراکر) بھئی جلد بتاؤ آخر وہ بات کیا ہے۔

جعفر۔ مین نے سُنا ہے کہ آج دیر تک آپکے والد ماجد اور امیر المومنین سے آپکی شادی کے بارے مین گفتگو ہوئی ہے۔ امیر المومنین کی رائے ہے کہ حزر سردار ایتاخ کی صاحبزادی سے آپکا عقد ہونا چاہیے اور بہت جلد۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ امیر المومنین نے ایتاخ کو بھی اس امر پر رضامند کر لیا ہے۔

حسن۔ واہ مین تو ہرگز بھی اس امر پر رضامند کر لیا ہے۔

جعفر۔ مگر مشکل یہ ہے کہ امیر المومنین کے ارشاد کو آپ رد نہین کر سکتے۔ علاوہ اسکے سُنا جاتا ہے کہ جو صاحبزادی آپسے منسوب کی گئی ہین اُنکا حسن سیرت وصورت مین بیمثال مانا جاتا ہے اور اسمین شک نہین کہ امیر المومنین نے آپکے لیے یہ انتخاب نہایت ہی موزون کیا ہے۔ اس سے پایا جاتا ہے کہ اُنکی خاص توجہ اور نظر شفقت آپکی جانب ہے۔

حسن۔ یہ سب کچھ مگر بھائی مین اس دل کو کیا کرون۔ مجھسے تو یہ نہ ہو سکے گا کہ جو ثنا کی جگہ کسی اور کو خواہ وہ حور جنت ہی کیون نہو اپنے پہلو مین بٹھاؤن۔

جعفر۔ کچھ ہو لیکن اب تو یہ بات ٹلتی نظر نہین آتی۔

حسن (افسردہ ہوکر) افسوس! کاش امیر المومنین کو میری اس حالت زار کی خبر ہوتی اور وہ مجکو اس انعام سے معاف فرماتے۔ جعفر! تمھین معلوم ہوگا جسروز عموریہ مین رومیون کو شکست ہوئی ہے تو انھین ہمارے محترم بزرگ ایتاخ نے امیر المومنین سے میری جانفشانی کی بہت کچھ تعریف کی تھی جس پر خوش ہوکر امیر المومنین نے اپنے دست خاص کا نیزا مجھے عطا فرمایا تھا۔ اور پھر ایک دوسرے موقع پر بھی کچھ کنایتاً باتین ہوئی تھین مگر اسوقت مین مطلق اس معاملے کو نہین سمجھا تھا۔ ورنہ کوئی تدبیر عمل آتی۔

خیر تن بتقدیر اب جو مصیبت آئے خواہ مخواہ اسکو برداشت کرنا ہی پڑیگا۔ لیکن ہان یہ تو بتاؤ کہ کیا مجھے اب بغداد جانا ہوگا۔

جعفر۔ نہین مین سنتا ہون کہ یہ مبارک رسم عقد یہین ادا ہوگی کیونکہ بیگمات سب یہین موجود ہین۔ ہان خوب یاد آیا آپکو معلوم ہی کہ آج امیر المومنین نے سردار ایتاخ کی سفارش سے سیلیوس اور اوسکے ساتھ بہت سے رومیون کو چھوڑ دیا بلکہ بیس گھوڑے اور کئی خیمے اور بہت سا اور سامان سفر بھی اوسکو عطا کیا گیا ہے۔

حسن۔ خوب! کہین ایسا تو غضب نہین ہوا کہ جونا کا واقعہ امیر المومنین کو معلوم ہوگیا ہو اور اُنھون نے یہ سمجھا ہو کہ وہ میرے یہان سے اس لیے سیلیوس کے ساتھ سب کچھ رعایت و مراعات کی گئی ہے۔

جعفر۔ واللہ اعلم بالصواب۔

حسن۔ نہین غالبًا یہ بات تو نہوگی کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو امیر المومنین ایتاخ کی معرفت سیلیوس کے متعلق یہ کارروائی نہ کرتے۔

جعفر۔ یہ کیسے امیر المومنین اس معاملے کو ایتاخ سے کیون چھپاتے شرعًا یہ ممنوع نہین ہے کہ ایک زوجہ گھر مین ہو تو دوسرا نکاح نکرے ہر مسلمان چار تک نکاح کرسکتا ہی بشرطیکہ چارون مین عدالت و انصاف کو قائم رکھ سکے ورنہ صرف ایک ہی کی اجازت ہی۔

اس گفتگو کے بعد جعفر تو کسی ضروری کام کی غرض سے خیمے سے باہر چلا گیا اور حسن پھر تکیے پر سر رکھکر اسیطرح مغموم لیٹ رہا اُسکا دل و دماغ اسوقت دو مخالف خیالون کی کشمکش مین پڑا ہوا تھا نہ امیر المومنین ہی کے حکم مین دم مارنے کی مجال تھی نہ جونا ہی کی محبت اُسکے رقیب کو پہلو مین بٹھانے کی اجازت دیتی تھی دیر تک یہی اُلجھن رہی آخر آنکھ لگ گئی۔ صبح کو اُٹھا نماز سے فارغ ہوکر ملاقات کے خیمے مین آیا۔ دوست احباب افسران فوج یکے بعد دیگرے آنا شروع ہوے۔ ابتو یہ ہوگیا کہ جو آیا اُسنے وہی ذکر کیا جسکے متعلق شب کو عرصے تک جعفر سے گفتگو رہی تھی۔ اب حسن کو پورا یقین ہوگیا کہ یہ بات ٹلنے والی نہین ہے اسلیے مجبوری اُسنے بھی اسکے متعلق جو ضروری امور مناسب خیال کیے اُنکے انتظام پر توجہ کی۔ اسی روز کیمپ سے طرسوس گیا اور ایوان کو آراستہ کرنیکا حکم دیا۔ اسی اہتمام و انتظام مین تین روز گذرے آخر یہ معلوم ہوا کہ آج شبکو عقد ہوگا۔ یہ سُنکر حسن پہلے تو

بہت ہی متوحش ہوا اور جعفر سے کہنے لگا کہ دو روز اور گذر جاتے تو اچھا ہوتا کیونکہ عبد الہادی اپنے
وعدے کے موافق پرسون ضرور مجھ سے آکر ملیگا۔ اگر جوسنا کا پتہ لگ جاتا یا وہ آجاتی تو مجھے
ایک قسم کا اطمینان ہو جاتا۔ جعفر نے کہا مین تو عرض کر چکا کہ یہ معاملہ تمام امیر المومنین کا
ساختہ پرداختہ ہے۔ چونکہ وہ بہت جلد یہانسے تشریف لیجانیکا قصد رکھتے ہین اسلیے انکو
جلدی ہے۔ بہرکیف وہ تمام دن حسن کو عجیب اضطراب مین گذرا۔ بار بار کہتا تھا خدا کرے
عبد الہادی آج ہی آجائے۔ چند رازدارونکو بھی بیقراری مین اُسکے ڈھونڈھنے کو بھیجدیا
تھا۔ اُدھر صبح سے یہ اہتمام تھا کہ خلیفہ کے حکم سے تمام کیمپ آراستہ کیا گیا تھا۔ جابجا روشنی
کا انتظام تھا۔ ہر جگہ صفائی ہو رہی تھی۔ فوجی علمونکے رنگین پھریرے ہوا مین لہرا رہے تھے
برجون اور برجیون پر گویا بہار آئی ہوئی تھی۔ تمام لشکر مدعو تھا۔ افشین نے کیمپ کے اُس حصے کو
جہان اُسکے خاص خیمے نصب تھے اس خوش اسلوبی سے آراستہ کیا تھا کہ اس منظر کی دلچسپی
کی تمام لشکر اسلام مین دھوم تھی۔ خاص خاص پلٹنین اور رسالے بھی زرق برق وردیان
پہنے اور چمکتے ہوے ہتھیار لگائے ہوے جابجا قرینے سے صف بستہ تھے۔ اب دن تمام ہوا اور
رات آئی۔ بعد نماز عشا خلیفہ بڑے خلیفہ تزک و احتشام سے سوار ہو کر ایتاخ کی خیمہ گاہ مین آیا
یہ خبر پاکر افشین بھی ادھر روانہ ہوا اور حسن کو اطلاع دیگئی کہ بہت جلد آؤ۔ چنانچہ حسن فوراً سوار
ہوا۔ جعفر اور چند فوجی افسرونکو ساتھ لیا اور خراماں خراماں ایتاخ کے کیمپ مین پہنچا جب وہ
خیمہ جسمین خلیفہ رونق افروز تھا نظر پڑا اور تھوڑا فاصلہ رہگیا تو حسن اور اُسکے ہمراہی تعظیماً گھوڑونپر
سے اُتر پڑے۔ خیمے کے گرد دور تک صدہا غلام صف باندھے ہوے کھڑے تھے حسن کو دیکھکر چند
غلام آگے بڑھے اور اُنین سے ایکنے داہنی جانب اشارہ کرکے کہا۔ امیر المومنین نے حکم فرمایا ہے کہ
پہلے تنہا آپ اُس دروازے سے اندر تشریف لیچلین بعد ازان آپکے ہمراہیونکو بلایا جائیگا حسن
یہ حکم سنتے ہی اُسطرف کو چلا اور اُسکے سب ہمراہی اُسیجگہ کھڑے ہو گئے۔ تھوڑی دور بڑھکر جب
حسن اُن قناتونکے قریب پہنچا جو خیمے سے یہانتک برابر دو رویہ لگی ہوئی تھین تو اُسے معلوم ہوا کہ کوئی
شخص تیز قدم رکھتا ہوا اُسکی طرف چلا آتا ہے۔ یہ دیکھکر حسن رُک گیا۔ اتنے مین وہ شخص قریب آیا تو
معلوم ہوا کہ عبد الہادی ہے حسن نے چونک کر بیساختہ پوچھا کہو عبد الہادی کیا خبر ہے۔ عبد الہادی
نے آہستہ سے کہا حضور مبارک ہو شاہزادی صاحبہ آگئین بس اب زیادہ عرض کرنیکا وقت
نہین۔ یہان ہو آیئے تو مفصل واقعہ بیان کرونگا۔ اتنا کہکر عبد الہادی اُسیجگہ سے پلٹا اب حسن

ایسی بیخودی چھائی کہ یہ بھی بھول گیا کہ مین کون ہون اور کہان جا رہا ہون۔ اُسنے دو تین مرتبہ عبد الہادی کیطرف مُڑ مُڑ کر دیکھا اور چاہتا تھا کہ اُسے بُلا لے مگر ایک غلام نے بڑھکر کہا آپ جلد چلیے امیر المومنین کو تشریف لائے ہوے عرصہ ہوا۔ حسن یہ فقرہ سُنکر ہوش مین آیا اور آگے بڑھا۔ اب وہ آہستہ آہستہ سر جھکائے ہوے زوفتنا تو ہمکے بیچ مین چلا جاتا تھا اور اُسکے پیچھے پیچھے کسیقدر فاصلے پر وہ سب غلام آ رہے تھے جب اُس بڑے خیمے کا دروازہ صاف نظر آنے لگا اور حسن قریب پہونچا تو یکایک ایک نوعمر غلام نے جو قنات سے لگا ہوا کھڑا تھا حسن کا دامن پکڑ کر کہا "ادھر تشریف لائیے" حسن اُسکی طرف متوجہ ہوا تو معلوم ہوا کہ قنات سے بالکل ملا ہوا ایک خیمہ ہے جسمین غضب کی روشنی ہے اور ہر طرف عود و عنبر کی خوشبو مہکی ہوئی ہے۔ حسن بغیر اسکے کہ اس مقام کے متعلق اپنے ذہن مین کوئی خیال قائم کر سکے فوراً اس غلام کے اشارے کے موافق خیمے مین داخل ہوا مگر دروازے کے اندر پاؤن رکھتا ہے کہ حیرت سے نقش دیوار بنگیا کیونکہ اُسکی معشوقۂ دلنواز اُسے دیکھتے ہی مسند ناز سے اُٹھی اور ایک دلکش انداز سے کہا اللہ اللہ یہ تغافل شعاری۔ جوئنا اول تو خود ہی حسن و جمال مین بے نظیر و بیمثال تھی جبکہ دہ سوس مین نہایت سادہ وضع مین رہتی تھی اُسکا عالم تاب فریب جمال بلا کا ہوشربا اور دلفریب تھا اور اسوقت تو اور بھی حسن دوبالا ہو گیا تھا۔ عجمی انداز سے اُسکی بہر دسانہ زیبائش و آرائش کی گئی تھی۔ سر پر ایک خوشنما ہلکا سا مرصع تاج تھا۔ گلابی حریر زرتار کی قمیص جسمین زمرد کے بوتام لگے ہوے تھے پہن رکھی تھی۔ جڑاؤ طوق اور آبدار موتیون کے ہار نے سینے کو مطلع آفتاب و ماہتاب بنا دیا تھا۔ ہلکے دھانی رنگ کا دوپٹہ اوڑھے تھی جسکا ایک سرا اگون کیطرح دونون شانون پر پڑا ہوا تھا اور باقی دو رنگ مسند پر پھیلا تھا۔ اُسکے آنچلون پر ایشیائی عجیب و غریب صنعت کا کام تھا اور چارون گوشون پر بڑے بڑے ترنج بنے تھے جنمین یاقوت و الماس و زمرد وغیرہ کے نگینون سے خوشرنگ اور خوش قطع پھول پتیان بنائی گئی تھین۔ خیمے مین زرنگار رنگ فانوسون مین کافوری شمعین روشن تھین ہر گوشے مین ایک ایک زرین مجمر رکھا ہوا تھا اور خیمے کی فضا نسیم غالیہ سے بھری تھی۔ بہت سی کمسن حسین خوبصورت لونڈیان جو اطراف بساط مین صف بستہ تھین۔ جوئنا کے ساتھ سبکی نگاہین حسن کیطرف اُٹھی ہوئی تھین حسن اس عالم روح پرور کو حیرت کی نگاہون سے دیکھ رہا تھا اور معشوقۂ طناز کے جلوۂ ناز نے اُسکے دل و دماغ پر عجب ہوشربا اثر ڈال رکھا تھا لیکن اُسنے بہت جلد اپنے دل کو سنبھالا اور آرزو بھری نگاہون سے جوئنا کیطرف دیکھکر کہا "کہین مین عالم خواب مین تو نہین ہون"

جونتایہ فقرہ سُنکر ہنوز مسکرا ہی رہی تھی کہ وہی غلام جسکے اشارے سے حسن یہان آیا تھا ایکا
ہوا آیا اور کہنے لگا بہت جلد چلیے امیرالمومنین نے یاد فرمایا ہی۔ حسن گھبرا کر اس خیمے سے نکلا اور
جونتا کچھ متعجب ہی ہوکر رہگئی۔ حسن جلد جلد قدم رکھتا ہوا در خیمہ پر پہونچا اور اجازت پا کر
خلیفہ کے حضور مین حاضر ہوا خلیفہ نے متبسم ہو کر حسن کیطرف دیکھا مگر اور کچھ نہ کہا تھوڑی
دیر کے بعد خلیفہ سے اجازت لیکر قاضی طرسوس نے خطبہ نکاح پڑھا اور قواعد مقررہ کے
موافق عقد ہوا۔ اسکے بعد خلیفہ کے حکم سے حسن کو خلعت فاخرہ عطا کیا گیا۔ امرائے اور
افشین نے خلیفہ پر بیش بہا جواہرات اور آبدار موتیونکی بھری ہوئی کشتیان نثار کین پھر
نئے رنگ سے جلسہ آراستہ ہوا۔ خوش گلو مغنی حاضر ہوے۔ فن موسیقی مین سب نے اپنے اپنے
جوہر دکھائے۔ ساز و آواز کی سحرکاریون نے دلون پر قبضہ کر لیا دیر تک عیش و طرب کا
ہنگامہ گرم رہا۔ ساغر نبیذ کا دور پر دور چلا۔ نصف شب کے قریب حسن اور اوس کے
ہمراہیون کو خلیفہ نے رخصت ہونیکی اجازت دی چنانچہ حسن باقاعدہ سلام کر کے
رخصت ہوا اور اُسنے چاہا کہ پھر اُسی دروازے سے جس سے کہ وہ اس خیمے مین آیا تھا باہر
جائے لیکن اب وہ بند کر دیا گیا تھا لامحالہ دوسرے دروازے سے حسن برآمد ہوا اور وہ
چند ہی قدم آگے بڑھا ہوگا کہ خیمے کے اندر سے ایک غلام آیا اور اُسنے قریب آکر حسن
سے کہا امیرالمومنین ارشاد فرماتے ہین کہ اسوقت آپ طرسوس مین اپنے ایوان مین جائیے
یہ کہکر وہ غلام تو پھر خیمے مین چلا گیا اور حسن سوار ہو کر طرسوس کیطرف روانہ ہوا اور اپنے
ایک رفیق کو عبدالہادی کے بلانے کی غرض سے اپنی خیمہ کی طرف بھیجدیا۔ جب سے
کہ عبدالہادی نے آکر حسن کو جونتا کے آنے سے مطلع کیا تھا اور اُسکے بعد اُسنے وہ
دوسرا حیرت انگیز سین دیکھا تھا۔ وہ کچھ ایسا متحیر اور چپ چپ تھا کہ چہرے سے
بیحد حیرت اور پریشانی کے آثار نمایان تھے اور اب بھی وہ اُسی طرح خاموش سر جھکائے
ہوئے جا رہا تھا۔ رات کے دونون حصے مرکز نقل پر برابر تلے ہوے تھے اور ہوا مین
بتدریج خنکی بڑھتی جاتی تھی۔ جعفر نے اپنا گھوڑا قریب لاکر کہا بہتر ہوگا کہ ذرا باگ
اُٹھائے ہوے چلیے کیونکہ اسوقت خنکی کچھ ناگوار معلوم ہونے لگی ہے۔ یہ سُنکر حسن نے
گھوڑے کو تیز کر دیا مگر جعفر کو جواب نہ دیا اور اُسی طرح گم سُم رہا یہانتک کہ وہ طرسوس
مین پہونچا اور اپنے ایوان مین داخل ہوا لیکن چونکہ عبدالہادی کا سخت منتظر تھا

اس لیے دیوان عام ہی مین بیٹھکر اُسکا انتظار کرنے لگا۔ چند منٹ کے بعد عبد الہادی
بھی نازل ہوے۔ حسن اُٹھکر بڑے تپاک سے بغلگیر ہوا اور کہنے لگا کبھی ستارا یہ راز تو پہلے
راز سے بھی زیادہ پیچیدہ اور حیرت انگیز ہے۔ خیر بتائیے تو سہی جوئنا کہان ہے۔ اسکے
جواب مین عبد الہادی نے ہنسکر کہا اب حضور اندر تشریف لیجائین تو سب کچھ معلوم
ہوجائیگا اور میرے تجسس کی داد دیجیے گا۔ حسن کا اب قرار رخصت تھا کہ یہ سنتے ہی فوراً اٹھا
اور حرم سرا مین پہونچا۔ سامنے والے برآمدے مین جوئنا تخت پر بیٹھی ہوئی بی بی سے
باتین کر رہی تھی حسن کو دیکھتے ہی سروقد کھڑی ہوگئی اور ہنسکر کہنے لگی آئیے اب میری بات
اور آپ دونون جاگتے ہین۔ یہ خواب و خیال یا عالم مثال نہین ہے۔ یہ وہ دلکش آواز تھی
جسنے حسن کو بے بیچ و بے خود بنا دیا۔ تمام جسم کا خون گرم ہوکر رگون مین اچھلنے لگا اور وفور مسرت
اور جوش محبت سے آنکھون مین آنسو بھر آئے بیساختہ زبان سے نکل گیا پیاری جوئنا
مین اور تم دونون کس طلسم مین پھنسے ہین۔ اس فقرے پر جوئنا مسکرائی اور بی بی نے
بڑھکر اُسکا نازنین ہاتھ اپنے ہاتھ مین لے لیا۔ پھر دونون ایک دوسرے کے پہلو مین بیٹھ
گئے۔ حسن نے اس موقع پر بڑی دانائی کی کہ اس واقعے کے متعلق اور زیادہ تعجب ظاہر
نہ کیا اور ایک خاص دل پر اثر ڈالنے والے لہجے مین جوئنا سے کہا کہ تم نے میرے لیے جو
تکلیفین اُٹھائین انکو خیال کرکے مین بیحد نادم ہوتا ہون۔ طرابلس سے جب تم تنہا نکلی
ہو تو بیشک سخت زحمتون کا سامنا ہوا ہوگا۔ اسپر جوئنا نے مختصر لفظون مین سب ماجرا اور اس مین
پہونچنا۔ سعد کی رفاقت۔ وہان سے طرسوس خط بھیجنا پھر بہت سے سوارون اور چند افسرون کا
وہان لینے جانا اور اُنکے ساتھ طرسوس آنا بیان کیا۔ یہ ساری روداد سُنکر حسن [illegible] انتہا
متعجب ہوا لیکن اُسنے پھر تعجب اور تحیر کے آثار کو اپنے چہرے سے مٹا کے پوچھا کہ یہان طرسوس
پہونچکر تمہین کوئی تکلیف تو نہین ہوئی۔ جوئنا نے کہا کہ مین جب یہان طرسوس پہونچی
تو سردار اسماعیل خر کے محل مین اُتری اُنکی بی بی اور بیٹی نے میری بڑی خاطر و مدارات کی اور
آج تک اُسی طرح میری مہمانداری اور دلجوئی کرتی رہین۔ مجھے صرف آپکی مفارقت کا البتہ
صدمہ تھا اور دعا مانگتی تھی کہ خدا بخیر و عافیت آپکو جلد لائے ورنہ بالکل یہ معلوم ہوتا تھا
کہ مین اپنے وطن بلکہ گھر مین ہون مگر جب سے یہ سنا تھا کہ امیر المومنین اور سب سرداران لشکر
آگئے لیکن آپ نہین آئے اُسوقت سے میری پریشانی کی بیشک کوئی انتہا نہ تھی الحمد للہ

کچھ بھی اچھا نہ معلوم ہوتا تھا بارے خدا خدا کرکے آج صبح کو معلوم ہوا کہ آپ تشریف لائے اور پھر سر شام مجھسے یہ بھی کہا گیا کہ امیرالمومنین کے حکم سے آج ہی عقد بھی ہوگا چنانچہ جس وقت ابھی آپ وہان خیمے مین آئے ہین تو مین سمجھی تھی کہ عقد ہوگیا پھر آپکو اُدھر کسی ضرورت سے امیرالمومنین نے بلا لیا اور مین یہان آئی - ابھی ابھی سردار اتیاخ کی صاحبزادی جنسے مجکو بیحد محبت ہوگئی ہے مجھے یہان پہونچا کر واپس گئی ہے شاید اُنکا جلوس اور سواری راہ مین آپکو ملی ہو یہ تمام ماجرا سُنکر حسن باغ باغ ہوگیا اور اُسنے سمجھا کہ ساری کارروائی سازشی تھی - معلوم ہوتا ہے کہ جوہُنا نے جو خط ادلاس سے بھیجا تھا وہ میرے عموریہ کیطرف جانے کے بعد پہونچا اور اتیاخ کے ہاتھ پڑ گیا اُنھین نے یہ سب رنگ آمیزیان کی ہین اور ضرور امیرالمومنین بھی اس راز سے واقف تھے - مگر حسن نے جوہُنا پر بالکل اس بھید کو ظاہر نہ کیا اور باہم ذوق و شوق کی باتین ہونے لگین اتنے مین جوہُنا کو سعد کا پیام و سلام یاد آیا اور اُسنے حسن سے متعجب ہو کر کہا بتائیے تو سہی کہ سعد اور جعفر کے آپس مین کس قسم کے تعلقات ہین - سعد نے مجھے کچھ نہین بتایا اور کہدیا ہے کہ آپ سے یا جعفر سے معلوم ہو جائیگا - یہ سُنکر حسن پہلے تو خاموش ہوگیا اور پھر ایک قسم کی افسردہ دلی کے ساتھ کہا سعد جعفر کے عزیز ہین اور یہ دونون ایک بڑے معزز خاندان کے رکن ہین لیکن چونکہ اُس خاندان پر عرصے سے بغاوت کا جھوٹا الزام سلطنت کی طرف سے قائم ہے اسلیے یہ لوگ بیشتر اسی طرح گمنامی کے عالم مین بسر کرتے ہین اور جو اشخاص اُنکے قربشناس ہین اور اُنکی حقیقت حال سے واقف ہین وہ بھی راز داری کرتے ہین اور پردہ حکومت کی بیجا تعدی سے اُنکے بچانے مین ساعی رہتے ہین - اسکے بعد حسن نے ویماس راہب (عبد الہادی) کا سارا قصہ بیان کیا جوہُنا نے کہا ارے یہ شخص تو بلا کا آدمی ہے - جب مین ادلاس سے طرسوس آ رہی تھی تو راستے مین مجھے بھی ملا تھا بلکہ دیر تک اُس افسر سے کچھ باتین کرتا رہا تھا جو میرے ساتھ تھا - ابھی آپسمین یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ برآمدے کے پردے گرا دیے گئے اور دونون عاشق و معشوق ہماری نگاہون سے غائب ہوگئے - پھر ہمنے بھی زیادہ تجسس نہ کیا کیونکہ ہمین کچھ ایک یہی کام نہ تھا

تمام شد